“STRUCTURE, SIGN, AND PLAY I THE DISCOURSE OF THE HUMAN SCIENCES” (1970) JACQUES DERRIDA, URDU TRANSLATION

Translation and additions: Huma Jafari & Muhammad Aamir Hussaini

“Structure, Sign, and Play in the Discourse of the Human Sciences” (1970)

Jacques Derrida,1

' علوم انسانی کے کلامیہ میں ساخت ، نشان اور کھیل '

اردو ترجمہ و تدوین: ہما جعفری ، عامر حسینی

lailonihar@gmail.com

فہرست

پیش لفظ

ژاک دریدا میرے ذہن کے کسی نہاں شہ میں ایک بھولی بسری یاد کے طور پر موجود تھا - اس یاد کو شعور کے مرکز میں لانے کا کام اردو ادب کے نقاد اور محقق محمد خالد فیاض نے کیا – انھوں نے سماجی رابطے کی ویب سائٹ 'فیس بک' پر دریدا کے مضمون ' ساخت، نشان اور کھیل علوم انسانی کے کلامیے میں' کے نئے ترجمے کا ذکر کیا ۔ یہ ترجمہ ڈاکٹر خرم شہزاد نے کیا ۔ خالد فیاض صاحب نے لکھا تھا:

ڈاکٹر خرم شہزاد نے اردو دنیا میں اس مضمون کا ایک نیا ترجمہ پیش کیا ہے۔ اس سے پہلے انوار الحق اس مضمون کا ترجمہ 2009ء میں "بشری علوم کی بحث میں ساخت، نشان اور تقلیب حروف" کے

عنوان سے کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر خرم شہزاد کا کہنا ہے کہ انوار الحق صاحب کے اس ترجمے سے اس موضوع پر اردو تنقید میں بحث کا رخ متعین نہ ہو سکا۔ جس کی ایک وجہ تو انھوں نے یہ بتائی ہے (جو میرے نزدیک زیادہ درست وجہ ہے) کہ دریدا کے متن میں جن نکات پر بات کی گئی ہے وہ اردو تنقید کے لیے اجنبی ہیں۔ اس کی دوسری وجہ انھوں نے انوار الحق کے ترجمے کو بتایا۔ خرم شہزاد کا موقف ہے کہ ایسے مختلف نوعیت کے نکات کو اردو زبان میں جملوں کی عام تشکیل کے تحت ترجمہ کرنا ہوگا محض ایک زبان کے لفظ کو دوسری زبان کے لفظ میں تبدیل کرنے سے مطلب حاصل نہیں ہوتا، لہٰذا بقول ڈاکٹرِ خرم شہزاد "اس متن میں پیش کردہ تناظر مغرب کی فلسفیانہ روایت سے منسلک ہے چناں چہ اسے اردو زبان میں ترجمہ کرتے وقت اگر ترجمے میں مطلوبہ تہذیبی رچاؤ کا اہتمام نہ کیا گیا تو متن، آدھ کٹے جملوں کا انبار بن جائے گا۔ ترجمے کے دوران پیدا ہونے والے اس گھمبیر مسئلے کو سامنے رکھتے ہوئے دریدا کے متن کا ترجمہ کیا جا رہا ہے۔"
میرے پاس اتفاق سے انوار الحق کا مذکورہ ترجمہ بھی موجود ہے۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ وہ ترجمہ لفظی ترجمہ نہیں ہوگا (اگرچہ پوری طرح ایسے لگتا نہیں) یا خرم شہزاد نے مغربی فلسفے کی روایت کے تہذیبی رچاؤ کو کس حد تک اردو میں ڈھالا ہے کیوں کہ ہمارے جیسوں کے لیے جیسا مشکل ترجمہ انوار الحق کا ہے ویسی مشکل ڈاکٹر خرم شہزاد کے ترجمے میں بھی آ رہی ہے۔ اور میں اس کی وجہ دریدا کی فکر کو سمجھتا ہوں جو بہرحال ہمارے عام ذہنوں میں سمانا آسان نہیں۔ میرے ناقص خیال میں دونوں تراجم سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، دونوں کی ایک ساتھ قرآت بہتر نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ ہاں ڈاکٹر خرم شہزاد نے اس مضمون کے حواشی لکھ کر تفہیمی پراسس کو آسان کرنے کی مزید کوشش بھی کی ہے جو لازماً قابلِ تعریف ہے۔

محترم خالد فیاض کا یہ کہنا ' ہمارے جیسوں کے لیے جیسا مشکل ترجمہ انوار الحق کا ہے ویسی مشکل ڈاکٹر خرم شہزاد کے ترجمے میں بھی آ رہی ہے' پڑھ کر مجھے یاد آیا کہ ایک زمانہ طالب علمی میں ہم بھی ساختیات اور پس ساختیات کی عمومی اصطلاحوں اور دریدا کے ہاں الفاظ کے عام معنی سے ہٹ کر نہایت پیچیدہ معنوں میں استعمال سے خاصے پریشان تھے پھر ایک دن دریدا کے زیر بحث مضمون کے ترجمے پر ہم تین دوستوں میں ایک شرط بندھی جس کی تفصیل میں نے ایک پوسٹ میں لکھ دی ہے[1]- یوں ایک 30 صفحات پر مشتمل اس مضمون کے

ترجمے اور مشکل الفاظ کی تشریح میں نے اپنی انتہائی عزیز دوست سید هما جعفری کے تعاون سے ایک رجسٹر پر مرتب کی تھی- خالد فیاض صاحب کی پوسٹ نے مجھے اس رجسٹر کو پرانے کاغذات میں تلاش کرنے پر اکسایا اور میں نے اسے بہرحال تلاش کرلیا- مجھے لگا کہ اگر اردو لسانیات ، ادب ، فلسفے سے جڑے کسی طالب علم کو دریدا کا یہ مضمون پڑھانا ہے تو اس کا صرف ترجمے اور محض مشکل الفاظ اور جملوں کی تشریح کافی نہیں رہے گی- تو میں نے ایک تو خود ترجمے کو دوبارا دیکھنا شروع کیا اور پھر اس کی پیرگراف تشریح کو کچھ ٹھیک کیا- اس دوران میں نے محسوس کیا کہ دریدا کے اس مضمون کی تفہیم کو آسان بنانے والی ایک قاموس ضرور بنانی چاہئیے۔ میں نے قریب قریب سو الفاظ کی ایک قاموس تیار کی ہے ۔ پھر میں نے یہ بھی ضروری سمجھا کہ اس مضمون کی تفہیم میں مزید آسانی پیدا کرنے کے لیے ساختیات کے تین بڑے فلسفیوں کے ساخت ، نشان اور کھیل بارے ڈسکورس / کلامیے کو بیان کرنا ضروری ہے اور پھر اس پر دریدا کی تنقید کا آسان بیان زکر ہونا چاہئیے۔ اس ترجمے کے بعد میں نے دو نوٹس ڈالے ہیں جن میں ایک تو انگریزی کی استاد میڈیم ببیتا کے اس مضمون کی روشنی میں ادب میں پس ساختیاتی تنقید کا جائزہ ہے اور دوسرا ہمارے زیر بحث مضمون سے جڑے دیگر تصورات اور اصطلاحات کی تشریح پر مبنی ہے۔ میں نے آخر میں دریدا کے مضمون کے انگریزی مترجم ایلن باس کے انگریزی نوٹس کا اردو ترجمہ بھی دے ڈالا ہے۔ ان تبدیلیوں سے یہ کتاب دریدا کے فلسفے کی روشنی میں اس مضمون کی تفہیم میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ ویسے مجھے لگتا ہے کہ یہ دوسروں کو دریدا سمجھانے سے زیادہ خود اسے سمجھنے کی کوشش ہے۔ اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی اور کتن ناکامی ہوئی اس کا فیصلہ تو پڑھنے والے ہی کریں گے۔

محمد عامر حسینی
گیارہ جولائی دو ہزار چوبیس

قاموس دریدا

تصور/اصطلاح	وضاحت
ساختیات	ایک فریم ورک جو زبان اور ثقافت کو نشانات کے نظام کے طور پر دیکھتا ہے، جہاں مقررہ رشتے ہوتے ہیں، اور یہ سوسیور، لیوی سٹراس، اور چومسکی کے نظریات سے متاثر ہے۔ (Structuralism)

تصور/اصطلاح	وضاحت
نشان دہندہ اور نشان زدہ	سوسیور کا تصور ہے کہ نشان ایک 'نشان دہندہ' (آواز/تصویر) اور ایک 'نشان زدہ' (تصور) پر (Signifier and Signified) مشتمل ہوتا ہے، جن کے درمیان تعلق من مانی ہے۔
ڈی کنسٹرکشن	دریدا کا طریقہ جو متون میں موجود معنوی عدم استحکام کو ظاہر کرتا ہے، روایتی ساختوں اور (Deconstruction) مفروضات کو چیلنج کرتا ہے۔
دیفیرانس	دریدا کی ایک کلیدی اصطلاح جو زبان میں معنی کی مسلسل تاخیر اور فرق کو بیان کرتی ہے۔ (Différance)
دو شاخہ تقسیم	ساختیات کا انحصار مخالف جوڑوں (مثلاً فطرت/ثقافت) پر ہوتا ہے، جنہیں دریدا ان کی مصنوعی (Binary Oppositions) اور تشکیل شدہ نوعیت کے باعث تنقید کا نشانہ بناتے ہیں
آزاد کھیل	یہ خیال کہ معنی جامد نہیں ہیں بلکہ ساختوں کے اندر متحرک کھیل اور دوبارہ تشریح کے تابع (Free Play) ہیں
مرکزیت کا خاتمہ	متون میں مقررہ مرکز کے تصور کو چیلنج کرنے کا عمل، جو متعدد تشریحات اور سیال معانی کی (Decentering) اجازت دیتا ہے۔
ثقافتی بیانیات	ساختیات کی نسلی مرکزیت کے رجحانات کی تنقید، جو ثقافتی معنوں کی تنوع اور پیچیدگی کو (Cultural Narratives) تسلیم کرنے کی وکالت کرتی ہے۔
مابعد الطبیعاتی موجودگی	فلسفیانہ روایت کی تنقید جو موجودگی کو معنی اور حقیقت کی بنیاد کے طور پر ترجیح دیتی ہے، (Metaphysics of Presence) اور اس کی حدود کو اجاگر کرتی ہے۔
ماورائی نشان	حتمی، مقررہ معنی یا سچائی کا تصور، جس کی دریدا نے عدم موجودگی کا دعویٰ کیا ہے، جس کی (Transcendental Signified) وجہ سے لامحدود تشریحی امکانات پیدا ہوتے ہیں
نشانات کا کھیل	دریدا کے مطابق، نشانات کا ایک لامتناہی کھیل ہوتا ہے، جس میں کوئی بھی نشان زدہ حتمی نہیں (Play of Signs) ہوتا، اور معنی ہمیشہ تاخیر کا شکار رہتے ہیں
برکولاژ	ایک تخلیقی عمل جس میں دستیاب مواد کو نئی چیز بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے؛ دریدا اس (Bricolage) تصور کو علمی نظاموں کی تشکیل کے استعارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں
مرکز کا تصور	مرکزیت وہ تصور ہے جو کسی ڈھانچے کے ایک اہم عنصر کی نشاندہی کرتا ہے جو پورے نظام کو استحکام، تنظیم، اور معنی فراہم کرتا ہے، لیکن دریدا اس کے غیر مستحکم ہونے کا دعویٰ کرتے (Concept of Center) ہیں

تصور/اصطلاح	وضاحت
ساخت کی تاریخ	دریدا نے تجویز دی کہ ساخت کی تاریخ مرکز کی تعیناتیوں کی ایک جڑی ہوئی سلسلے کی طرح ہے، (History of Structure) جہاں مختلف اوقات میں مختلف چیزیں مرکز سمجھی جاتی ہیں
حقیقت کے بغیر نشان	نشان کا وہ تصور جو حقیقی، مقررہ معنی سے آزاد ہوتا ہے، اور اس کی تشریح زبان کے فرق اور (Sign Without Presence) موخر ہونے کے ذریعے کی جاتی ہے۔
تحریر بمقابلہ تقریر	دریدا کی وہ تنقید جو تحریر کو تقریر کے تحت نہیں لاتی، بلکہ تحریر کو زبان کی نوعیت کو فرق اور (Writing vs. Speech) موخر ہونے کے نظام کے طور پر دیکھتی ہے۔
زبان کی تعمیری قوت	زبان کی اس طاقت پر زور دیتے ہیں جو معنی اور شناخت کو تشکیل دیتی ہے، جو مستحکم (Constructive Power of Language) ڈھانچوں کے روایتی تصورات کو چیلنج کرتی ہے۔
موجودگی کی مابعدالطبیعیات کی تنقید	موجودگی کی مابعد الطبیعات کو چیلنج کرنا، یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ معنی کی اصل بنیاد مقررہ (Critique of Metaphysics of Presence) موجودگی میں نہیں ہے، بلکہ فرق کے نظام میں ہے۔
فطرت اور ثقافت کی تقسیم	لیوی سٹراس کے تصور کی تنقید، جہاں فطرت اور ثقافت کے درمیان فرق کو چیلنج کیا جاتا ہے، یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ یہ تقسیمیں قدرتی طور پر نہیں دی جاتی، بلکہ زبان اور فکر کے ذریعے تعمیر (Nature vs. Culture) کی جاتی ہیں
متحرک تعبیر	متون اور معانی کی متحرک اور مستقل طور پر تبدیل ہونے والی تشریح، جو مقررہ اور مستحکم (Dynamic Interpretation) معانی کے تصور کو چیلنج کرتی ہے۔
لاگو سینٹرزم	مغربی فلسفہ کی روایتی سوچ کی تنقید جو ایک مرکزی اور متحد نظریہ پر انحصار کرتی ہے، جسے (Logocentrism) دریدا نے چیلنج کیا ہے۔
ساختیاتی بشریات	لیوی سٹراس کا بشریات پر ساختیاتی نظریات کا اطلاق، جو ثقافتی مظاہر کی دو شاخہ تقسیم کے (Structural Anthropology) ذریعے وضاحت کرتا ہے۔
عالمگیر گرائمر	چومسکی کا نظریہ کہ زبان کی بنیادی ساختیں انسانی ذہن میں شامل ہیں، جسے دریدا نے مفہوم (Universal Grammar) کی غیر استحکام کی بنیاد پر چیلنج کیا ہے۔
ادبی تنقید میں مرکزیت	متن کی مرکزی اور ترتیب دینے والی خصوصیت جو معانی کو ترتیب دیتی ہے، لیکن دریدا نے اس کی (Centrality in Literary Criticism) غیر مستحکم نوعیت پر زور دیا ہے۔
سیاق و سباق	دریدا کا یہ دعویٰ کہ معانی سیاق و سباق کے مطابق تبدیل ہوتے ہیں، جو مستقل اور حتمی معانی

تصور/اصطلاح	وضاحت
کی نوعیت	(Contextual Nature of Meaning) کے تصور کو چیلنج کرتا ہے۔
ساختیاتی تنازعہ	ساختیاتی فلسفے کی اندرونی تنقیدات اور تناؤ، جو دریدا کے خیالات سے متاثر ہیں، جو معانی کی (Structuralist Tension) تفہیم میں استحکام کے تصور کو چیلنج کرتے ہیں۔
بین المتونیت	متون کے درمیان تعلقات کی موجودگی جو معانی کی تشکیل میں کردار ادا کرتی ہے، اور جو دریدا (Intertextuality) کے نظریات میں اہمیت رکھتی ہے۔
نشانوں کی عدم موجودگی	یہ تصور کہ نشانات کے نظام میں کوئی بھی نشان حتمی اور مستقل معنی نہیں رکھتا، بلکہ وہ (Absence of Signs) متحرک اور متغیر ہوتے ہیں۔
متون کی کثرتیت	دریدا کے نظریات کے مطابق، ایک متن کے اندر موجود متعدد تشریحات اور معنی کی کثرت، جو (Multiplicity of Texts) مقررہ معانی کے تصور کو چیلنج کرتی ہیں۔
تحریر کی ترجیح	دریدا کا یہ نظریہ کہ تحریر زبان کی نوعیت کو فرق اور موخر ہونے کے نظام کے طور پر بہتر طور (Primacy of Writing) پر ظاہر کرتی ہے۔
تشریح کی لامحدودیت	دریدا کا یہ دعویٰ کہ بغیر کسی مرکزی نشان کے، تشریح کی صلاحیت لامحدود ہے، جو مختلف اور (Unlimited Interpretation) متعدد تشریحات کی اجازت دیتی ہے۔
وجود کی بنیاد	دریدا کی تنقید کہ مابعد الطبیعات میں موجودگی کو بنیاد بنانے کے تصور کو چیلنج کیا جائے، کیونکہ یہ (Basis of Existence) حقیقت کو مکمل طور پر سمجھا نہیں جا سکتا۔
تشریح کی کثرتیت	متون کی تشریح میں مختلف نقطہ نظر اور معنی کی تعدد، جو روایتی یک رخی تشریحات کے (Multiplicity of Interpretation) برخلاف ہے۔
ساختیاتی فکر کی حدود	دریدا کے خیالات کے مطابق، ساختیاتی نظریات کی حدود جو معانی کی جامد تفہیم میں رکاوٹ بنتی (Limits of Structuralist Thought) ہیں۔
متنی تعامل	متون کے اندر موجود عناصر کا تعامل، جو معانی کی تشکیل میں کردار ادا کرتا ہے اور دریدا کے (Textual Interaction) خیالات میں اہمیت رکھتا ہے۔
دوسری جدیدیت	دریدا کے نظریات کے مطابق، مابعد الطبیعات کی روایتی حدود کو چیلنج کرنے اور نئی تفہیمات کی (Second Modernity) تلاش کرنے کی تحریک۔
تاریخی تشکیل	معانی کی تاریخ کے دوران ہونے والی تبدیلیاں اور ان کی تشکیل کا عمل، جو مرکز کے تعینات کی

تصور/اصطلاح	وضاحت
	(Historical Formation) تبدیلی کی نشاندہی کرتا ہے۔
کثرتیت کی قبولیت	دریدا کی طرف سے تشریح میں متعدد معانی اور نقطۂ نظر کی قبولیت، جو مابعد الطبیعات کے (Acceptance of Plurality) مرکزی نظریات کو چیلنج کرتی ہے۔
تحریر کا کردار	زبان اور ثقافت کی تشکیل میں تحریر کا کردار، جو دریدا کی جانب سے تقریر کے برعکس تصور کیا (Role of Writing) گیا ہے۔
مکمل موجودگی کا انکار	دریدا کا یہ دعویٰ کہ موجودگی کو ایک حتمی اور مستقل حقیقت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جا (Denial of Complete Presence) سکتا، کیونکہ معنی ہمیشہ موخر ہوتے ہیں۔
تنقیدی تجزیہ	متون کی تنقیدی تشریح جو ان کے اندر موجود مفروضات کو ظاہر کرتی ہے اور معانی کی تفہیم کو (Critical Analysis) چیلنج کرتی ہے۔
تعبیر کی تنوع	مختلف تشریحات اور معانی کی تنوع، جو دریدا کے نظریات کے مطابق متون کی جامع تفہیم کے لیے (Diversity of Interpretation) ضروری ہے۔
روایتی نظریات کا چیلنج	دریدا کی جانب سے روایتی فلسفیانہ اور مابعد الطبیعاتی نظریات کو چیلنج کرنے کی کوشش، جو (Challenge to Traditional Theories) معانی کی زیادہ جدید تفہیم کی طرف راغب کرتی ہے۔
تصوراتی ترقی	دریدا کی جانب سے نئے تصورات کی ترقی، جو روایتی نظریات کی حدود کو چیلنج کرتے ہیں اور (Conceptual Development) معانی کی جدید تفہیم کی تلاش کرتے ہیں۔
زبان کی طاقت	زبان کی وہ خصوصیت جو معانی اور ثقافتی شناخت کی تشکیل میں کردار ادا کرتی ہے، جو دریدا (Power of Language) کے خیالات میں اہمیت رکھتی ہے۔
معنی کی بازیابی	(Retrieval of Meaning) معانی کی تشریح اور تفہیم کا عمل، جو متون کی متعدد تشریحات کے ذریعے ہوتا ہے۔
ثنوی اپوزیشن	دو مخالف تصورات کے درمیان موجود تعلق، جو ساختیاتی نظریات میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، (Dual Opposition) مگر دریدا ان کی غیر مستحکم نوعیت کو اجاگر کرتے ہیں۔
ساخت کی تشکیل	معانی کی تخلیق میں ساخت کے کردار کا جائزہ، جو دریدا کے خیالات میں اہمیت رکھتا ہے۔ (Formation of Structure)
مفہوم کی عدم	یہ تصور کہ کسی بھی نشان زدہ کا حتمی مفہوم نہیں ہوتا، اور معنی ہمیشہ موخر ہوتے ہیں۔

تصور/اصطلاح	وضاحت
موجودگی	(Absence of Meaning)
تشریح کی کثرت	متعدد تشریحات کی موجودگی، جو دریدا کے خیالات کے مطابق، متون کی جامع تفہیم کے لیے ضروری ہے۔ (Multiplicity of Interpretation)
تنقیدی نقطہ نظر	دریدا کا تنقیدی زاویہ نظر، جو متون کے اندر موجود مفروضات کو چیلنج کرتا ہے اور معانی کی جدید تفہیم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (Critical Perspective)
ثقافتی تشریح	ثقافتی بیانیات کی تشریح کا عمل، جو دریدا کے خیالات میں اہمیت رکھتا ہے۔ (Cultural Interpretation)
تشریحی عمل	معانی کی تشریح اور تفہیم کا عمل، جو زبان، سیاق و سباق، اور ثقافتی عناصر کے تعامل سے ہوتا ہے۔ (Interpretative Process)
تشریح کی متحرک نوعیت	معانی کی تشریح کی وہ خصوصیت جو اسے متحرک اور مسلسل تبدیل ہونے والی بناتی ہے۔ (Dynamic Nature of Interpretation)
تصوراتی ساخت	نظریات کی تنظیم اور ترتیب جو معانی کی تشکیل میں کردار ادا کرتی ہے۔ (Conceptual Structure)
مابعدالطبیعاتی مفروضہ	روایتی فلسفیانہ مفروضات جو موجودگی اور معنی کی بنیاد پر قائم ہیں، مگر دریدا نے ان کی حدود کو اجاگر کیا ہے۔ (Metaphysical Assumptions)
تنقیدی تنوع	تنقیدی نقطہ نظر اور تشریحات کی تنوع، جو دریدا کے خیالات میں اہمیت رکھتی ہے۔ (Critical Diversity)
ثقافتی معانی	ثقافت کی وہ تشریحات اور معانی جو زبان اور ثقافتی عناصر کے تعامل سے تشکیل پاتے ہیں۔ (Cultural Meanings)
تشریحی تعدد	معانی کی تشریح میں متعدد نقطہ نظر کی موجودگی، جو دریدا کے خیالات میں اہمیت رکھتی ہے۔ (Multiplicity of Interpretations)
روایتی مرکزیت	مابعد الطبیعاتی نظریات کا وہ تصور جو ایک مرکز پر انحصار کرتا ہے، مگر دریدا نے اس کی غیر مستحکم نوعیت کو اجاگر کیا ہے۔ (Traditional Centrality)
تشریح کی آزادی	معانی کی تشریح میں موجود آزادانہ عمل، جو مقررہ اور حتمی معانی کی غیر موجودگی میں ممکن

تصور/اصطلاح	وضاحت
	ہوتا ہے۔ (Freedom of Interpretation)
زبان کی تعمیری قوت	زبان کی وہ خصوصیت جو معانی اور ثقافتی شناخت کی تشکیل میں کردار ادا کرتی ہے، جو دریدا کے خیالات میں اہمیت رکھتی ہے۔ (Constructive Power of Language)
مرکز کی غیر موجودگی	دریدا کا یہ دعویٰ کہ معنی کی تخلیق میں کوئی مقررہ مرکز نہیں ہوتا، بلکہ یہ فرق کے نظام کے ذریعے تشکیل پاتا ہے۔ (Absence of Center)
نشان کی غیر موجودگی	یہ تصور کہ نشانات کے نظام میں کوئی بھی نشان حتمی اور مستقل معنی نہیں رکھتا، بلکہ وہ متحرک اور متغیر ہوتے ہیں (Absence of Signs)
تشریحی تنقید	متون کی تشریح اور تفہیم کا عمل، جو دریدا کے خیالات میں اہمیت رکھتا ہے۔ (Critical Interpretation)
تصورات کی تشکیل	نظریات اور تصورات کی تشکیل کا عمل، جو زبان، سیاق و سباق، اور ثقافتی عناصر کے تعامل سے ہوتا ہے۔ (Formation of Concepts)
مابعدالطبیعاتی تشریح	مابعدالطبیعاتی نظریات کی تشریح اور تفہیم کا عمل، جو دریدا کے خیالات میں اہمیت رکھتا ہے۔ (Metaphysical Interpretation)
روایتی تصورات کا چیلنج	دریدا کی جانب سے روایتی فلسفیانہ اور مابعد الطبیعاتی نظریات کو چیلنج کرنے کی کوشش، جو معانی کی زیادہ جدید تفہیم کی طرف راغب کرتی ہے۔ (Challenge to Traditional Concepts)
تصوراتی تنوع	نظریات اور تصورات کی تنوع، جو دریدا کے خیالات میں اہمیت رکھتی ہے۔ (Conceptual Diversity)
تشریحی تعامل	متون کے اندر موجود عناصر کا تعامل، جو معانی کی تشکیل میں کردار ادا کرتا ہے اور دریدا کے خیالات میں اہمیت رکھتا ہے۔ (Interpretative Interaction)
ثقافتی بیانیات	ثقافتی کہانیاں اور قصے جو زبان اور ثقافتی عناصر کے تعامل سے تشکیل پاتے ہیں، اور جو دریدا کے خیالات میں اہمیت رکھتی ہیں (Cultural Narratives)
معنی کی تشریح	معانی کی تفہیم اور تشریح کا عمل، جو دریدا کے خیالات میں اہمیت رکھتا ہے۔ (Interpretation of Meaning)
ساختیاتی	ساختیاتی نظریات کی وہ حدود جو معانی کی تفہیم میں رکاوٹ بنتی ہیں، اور دریدا نے ان کو چیلنج

تصور/اصطلاح	وضاحت
محدودیت	کیا □□□ (Structural Limits)
تنقیدی تعامل	متون ک□ اندر موجود عناصر کا تعامل، جو معانی کی تشکیل میں کردار ادا کرتا □□ اور دریدا ک□ خیالات میں ا□میت رکھتا □□□ (Critical Interaction)
ادبی تشکیل	ادبی کاموں کی تنظیم اور ترتیب جو معانی کی تخلیق میں کردار ادا کرتی □□□ (Literary Formation)

ساختیات ک□ تین ممتاز دانشوروں ک□ ساتھ دریدا کی مطابقت: سوسیور، لیوی سٹراس، اور چومسکی

Derrida’s Relevance to Three Prominent Intellectuals of Structuralism: Saussure, Lévi-Strauss, and Chomsky

فیرڈیننڈ ڈی سوسیور، کلاڈ لیوی اسٹراس، اور نوم چومسکی کے ساختیاتی خیالات نے لسانیات، بشریات، اور ادراکی سائنس کے میدانوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ ان دانشوروں نے اپنے متعلقہ شعبوں میں **ساختوں** کے تصور سے رجوع کیا، جس سے ان نظریات اور مباحثوں کی بنیاد پڑی۔ ژاک **دریدا** کا کام ڈی کنسٹرکشن میں ایک تنقیدی عدسہ فراہم کرتا ہے، جس کے ذریعے ان ساختیاتی نظریات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے اور ان پر دوبارہ غور کیا جا سکتا ہے۔ ان کی تنقیدات ساختیاتی فکر میں استحکام، دو شاخہ تقسیم، اور طے شدہ معانی کے مفروضات کو چیلنج کرتی ہیں۔ یہ مضمون دریدا کی سوسیور، لیوی اسٹراس، اور چومسکی کے ساتھ مطابقت کو ان کی شراکتوں اور دریدا کی ڈی کنسٹرکشن کی تنقید کے ذریعے دریافت کرتا ہے۔

فیرڈیننڈ ڈی سوسیور

اہم شراکتیں

فیرڈیننڈ ڈی سوسیور کو جدید لسانیات کے بانیوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے ساختیاتی لسانیات کی ترقی کی۔ انہوں نے یہ خیال پیش کیا کہ زبان

نشانوں کا ایک منظم نظام ہے، جس میں ہر **نشان** ایک "**نشان دہندہ**" (کسی لفظ کی آواز یا شکل) اور ایک "**نشان زدہ**" (مفہوم جو یہ پیش کرتا ہے) پر مشتمل ہوتی ہے۔ سوسیور نے اس بات پر زور دیا کہ **نشان دہندہ** اور **نشان زدہ** کے درمیان رشتہ من مانی ہے، زبان کی روایتی نوعیت کو اجاگر کرتے ہوئے۔ انہوں نے "**لانگ**" (ایک تقریری جماعت کے ذریعہ مشترکہ زبان کا تجریدی نظام) اور "**پیرول**" (انفرادی تقریری اعمال) کے درمیان فرق کیا، اور ساخت پر توجہ مرکوز کرنے کے لیے ہم وقتی نقطہ نظر کی وکالت کی زبان کے کسی خاص وقت میں، اس کی تاریخی ترقی کے بجائے۔ سوسیور کا کام بعد کے ساختیاتی اور بعد ساختیاتی خیالات کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

دریدا کی تنقید

ژاک دریدا کی سوسیور کے خیالات کے ساتھ وابستگی ان کے ڈی کنسٹرکشن کے فلسفہ کا ایک مرکزی حصہ بناتی ہے۔ دریدا **نشان** کی من مانی نوعیت سے متفق تھے لیکن اس تصور کو مزید بڑھا کر سوال اٹھایا کہ **نشان دہندہ** اور **نشان زدہ** کے درمیان تعلق کا استحکام کیا ہے۔ دریدا نے "**دیفیرانس**" کا تصور پیش کیا، جو فرانسیسی الفاظ "فرق" اور "موخر" کے کھیل سے عبارت ہے، اس بات کی نشاندہی کرتے ہوئے کہ مفہوم ہمیشہ موخر رہتا ہے اور کبھی مکمل طور پر موجود نہیں

ہوتا۔ یہ موخر ہونے کا عمل معین مفہوم کے خیال کو چیلنج کرتا ہے، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ زبان **نشان دہندگان** کا ایک نہ ختم ہونے والا کھیل ہے بغیر کسی معین **نشان زدہ** کے جو انہیں مضبوطی سے تھامے۔

دریدا نے سوسیور کی دو شاخہ تقسیم پر انحصار کی تنقید کی، جیسا کہ **نشان دہندہ** اور **نشان زدہ** کے درمیان فرق۔ انہوں نے استدلال کیا کہ یہ دو شاخہ تقسیم اندرونی طور پر غیر مستحکم اور باہمی انحصار کرتی ہیں، ہر اصطلاح کو مفہوم حاصل کرنے کے لیے اپنے مخالف پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر، لانگ اور پیرول کے درمیان فرق دونوں تصورات کے مابین تعامل پر انحصار کرتا ہے، اس بات کا انکشاف کرتے ہوئے کہ ایک دوسرے کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ دریدا کی ڈی کنسٹرکشن ان تقسیموں میں طاقت کے ڈھانچے اور درجہ بندیوں کو ظاہر کرتی ہے، مفہوم کی روانی اور سیاق و سباق کی نوعیت پر زور دیتے ہوئے۔

اضافی طور پر، دریدا نے تحریر پر تقریر کی ترجیح دینے کی سوسیور کی تنقید کی۔ سوسیور نے تقریر کو زبان کی بنیادی شکل کے طور پر دیکھا کیونکہ یہ سوچ کے قریب سمجھی جاتی تھی اور فوری مواصلات کا ذریعہ تھی۔ دریدا نے اس درجہ بندی کو الٹ دیا، دلیل دی کہ تحریر زبان کی نوعیت کو فرق اور موخر ہونے کے نظام کے طور پر زیادہ واضح طور پر مثال دیتی ہے۔ تحریر ظاہر کرتی ہے کہ زبان کسی واحد، فوری موجودگی سے وابستہ نہیں ہے بلکہ فرق کے نیٹ ورک کا حصہ ہے۔ یہ

تنقید اس خیال کو کمزور کرتی ہے کہ تقریر مفہوم کی ترسیل کے لیے بنیادی ذریعہ ہے، زبان میں **نشانوں** کے پیچیدہ تعامل پر زور دیتے ہوئے۔

کلاڈ لیوی اسٹراس

اہم شراکتیں

کلاڈ لیوی اسٹراس نے سوسیور کے ساختیاتی خیالات کو بشریات پر لاگو کیا، ساختیاتی بشریات کے میدان کو فروغ دیا۔ انہوں نے استدلال کیا کہ ثقافتی مظاہر کو بنیادی ڈھانچوں کے نظام کے طور پر تجزیہ کیا جا سکتا ہے، جیسے گرم/سرد، مرد/خاتون، اور زندگی/موت کے دو شاخہ تقسیم کو استعمال کرتے ہوئے ثقافتی نظام اور **اساطیر** کو سمجھا جا سکتا ہے۔ لیوی اسٹراس نے تجویز دی کہ مختلف معاشروں کی **اساطیر** عالمی ڈھانچے کا اشتراک کرتی ہیں، مشترکہ ادراکی عمل کی عکاسی کرتے ہوئے۔ ان کا تصور کہ ثقافت ایک زبان کے طور پر چلتی ہے جس پر بنیادی قوانین کا انحصار ہوتا ہے، مختلف ثقافتوں کے مابین موازنہ کرنے کی اجازت دیتا ہے جو مشترکہ ڈھانچوں پر مبنی ہیں۔

دریدا کی تنقید

لیوی اسٹراس کی تنقید میں دریدا کی توجہ فطرت-ثقافت کی دو شاخہ تقسیم اور دو شاخہ تقسیم کے استعمال پر مرکوز ہے۔ لیوی اسٹراس نے مشہور طور پر فطرت اور ثقافت کے درمیان فرق کو دریافت کیا، تجویز دی کہ فطرت عالمگیر اور حیاتیاتی قوانین کے تابع ہے، جبکہ ثقافت متنوع اور سماجی قوانین کے تابع ہے۔ دریدا نے اس تقسیم کی سختی کو چیلنج کیا، استدلال کیا کہ فطرت اور ثقافت کے درمیان فرق لیوی اسٹراس کے تصور سے اتنا واضح نہیں ہے۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ لیوی اسٹراس جو قدرتی سمجھتے تھے وہ ثقافتی طور پر تشکیل دی جا سکتی ہے اور اس کے برعکس، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ یہ دو شاخہ تقسیم قدرتی طور پر نہیں دی جاتی ہیں بلکہ زبان اور فکر کے ذریعہ تعمیر کی جاتی ہیں۔

ان تقسیموں کی ڈی کنسٹرکشن کرتے ہوئے، دریدا نے ساختیاتی مفاہیم کی اندرونی غیر استحکام کو ظاہر کیا۔ انہوں نے استدلال کیا کہ ایک دو شاخہ میں ایک اصطلاح اکثر دوسری پر فوقیت رکھتی ہے، برابری کے بجائے درجہ بندی کو تشکیل دیتے ہوئے۔ دریدا نے ظاہر کیا کہ یہ تقسیم فرق اور موخر ہونے کے کھیل پر انحصار کرتی ہیں، ڈھانچے کے معین مفاہیم کے خیال کو کمزور کرتے ہوئے۔ ان کی ڈی کنسٹرکشن

ساختیاتی طریقوں کی حدود اور ان تقسیموں اور درجہ بندیوں کو چیلنج کرنے کی ضرورت کو ظاہر کرتی ہے جو وہ تخلیق کرتے ہیں۔

دریدا نے لیوی اسٹراس کے "**بریکولیور**" کے تصور کی بھی تنقید کی، جو "**دی سیویج مائنڈ**" میں پیش کیا گیا تھا۔ لیوی اسٹراس نے "**انجینئر**" کے درمیان فرق کیا، جو سائنسی، نظامیاتی نقطہ نظر کی پیروی کرتا ہے، اور "**بریکولیور**" جو دستیاب مواد کو تخلیقی، فوری طریقے سے استعمال کرتا تھا۔ دریدا نے دلیل دی کہ انجینئر اور **بریکولیور** کے درمیان فرق بذات خود مسئلہ ہے کیونکہ یہ نظامیاتی علم اور فوری تخلیقیت کے درمیان واضح تقسیم کو فرض کرتا تھا۔ انہوں نے تجویز دی کہ تمام علمی نظام، بشمول ساختیات، **بریکولیج** کو شامل کرتے ہیں — موجودہ تصورات اور ڈھانچوں کا استعمال کرتے ہوئے نئے نظریات کی تعمیر۔ یہ خالص، معروضی علم کے تصور کو چیلنج کرتا ہے، علمی نظام کی تعمیر شدہ اور مشروط نوعیت پر زور دیتے ہوئے۔

مزید برآں، دریدا نے ساختیات کے نسلی مرکزیت کے رجحانات کی تنقید کی، استدلال کیا کہ مختلف ثقافتوں پر مغربی دو شاخہ فریم ورک مسلط کرنے سے ثقافتی پیچیدگیوں کو مزید گہرائی میں نہیں لے جاتا۔ لیوی اسٹراس ثقافتی فرقوں کا احترام کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مغربی ثقافت کو دوسروں پر ترجیح دینے والے نسلی مرکزیت کے خیالات کی تنقید کرتے ہیں، لیکن دریدا کا خیال ہے کہ ساختیات مغربی فلسفیانہ مفروضات کو نادانستہ طور پر آگے بڑھا سکتی تھی۔ دریدا کی تنقید

ثقافتی بیانیات کی ایک زیادہ جدید تفہیم کی حوصلہ افزائی کرتی ہے جو ان کی کثرت اور روانی کو تسلیم کرتی ہے، علماء کو اپنے طریقہ کار اور تجزیات کے تحت ان کے مفروضات پر دوبارہ غور کرنے کی دعوت دیتی ہے۔

نوم چومسکی

اہم شراکتیں

نوم چومسکی نے لسانیات کو اپنے نظریہ جنریٹو گرائمر کے ذریعے انقلابی بنا دیا، جو گرامیاتی جملوں کی تشکیل کو کنٹرول کرنے والے اندرونی ڈھانچوں اور قوانین پر زور دیتا ہے۔ انہوں نے "**عالمگیر گرائمر**" کا خیال پیش کیا، جو کہ انسانوں کے ذریعے مشترک ایک سیٹ کے اصولوں کا مجسمہ ہے، یہ دلیل دیتے ہوئے کہ زبان حاصل کرنے کی صلاحیت دماغ میں پہلے سے نصب ہے۔ چومسکی نے لسانیاتی قابلیت (کسی فرد کی زبان کا علم) اور کارکردگی (حقیقی زبان کا استعمال) کے درمیان فرق کیا، دماغ کے لسانیاتی ڈھانچوں کو سمجھنے کے لیے قابلیت کے مطالعہ کو ترجیح دی۔ ان کے ماڈل آف **ٹرانسفارمیشنل-جنریٹو گرائمر** نے وضاحت کی کہ قواعد کے ایک محدود سیٹ کے ذریعے لامحدود تعداد میں جملے کیسے تیار کیے جا سکتے ہیں، بشمول تبدیلیاں جیسے سوالات کی تشکیل۔

دریدا کی تنقید

اگرچہ دریدا کی چومسکی کی تنقید سوسیور اور لیوی اسٹراس کی تنقیدوں کی طرح براہ راست نہیں ہے، یہ چومسکی کے نظریات کے کلیدی پہلوؤں کو ڈی کنسٹرکشن کے تناظر میں خطاب کرتی ہے۔ دریدا نے چومسکی کے گہرے ڈھانچوں اور عالمگیر گرائمر پر زور دینے کے پیچھے موجود لوگو سینٹرک مفروضات کو چیلنج کیا، یہ استدلال کرتے ہوئے کہ ایسے ڈھانچے زبان کی معنوی اساس کے لیے ایک بنیادی بنیاد کو تجویز کرتے ہیں جسے دریدا نے کم کرنے والا پایا۔ انہوں نے چومسکی کے لسانیاتی قابلیت کے تصور میں موجودگی کے تصور کی تنقید کی، اس کے بجائے مفہوم کی غیر استحکام اور سیاق و سباق کی نوعیت پر زور دیا۔

دریدا کا فلسفہ ڈی کنسٹرکشن زبان میں طے شدہ معانی اور مستحکم ڈھانچوں کے تصور کو چیلنج کرتا ہے۔ انہوں نے دلیل دی کہ مفہوم ہمیشہ موخر رہتا ہے اور زبان اندرونی طور پر غیر مستحکم ہوتی ہے اور اس کی تشریح کی جا سکتی ہے۔ یہ نظریہ چومسکی کے عالمگیر گرائمر کے تصور کے برعکس ہے، جو تجویز کرتا ہے کہ انسانی زبانوں کے لیے ایک مستحکم، بنیادی ڈھانچہ مشترکہ ہے۔ جبکہ چومسکی زبان پر قابض ہونے والے بنیادی ڈھانچوں کی شناخت اور وضاحت کی کوشش کرتا ہے، دریدا مفہوم کی غیر استحکام، روانی، اور سیاق و سباق کی نوعیت پر زور دیتا ہے۔ ان کے مختلف نقطہ نظر 20ویں صدی کی فلسفہ میں ساختیاتی اور بعد ساختیاتی خیالات کے درمیان وسیع تر کشیدگی کو اجاگر کرتے ہیں۔

دریدا کا "**دیفیرانس**" کا تصور چومسکی کے اس خیال کے برعکس ہے کہ لسانیاتی ڈھانچوں کو عالمگیر گرائمر کے ذریعے مکمل طور پر سمجھا جا سکتا ہے اور بیان کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ چومسکی نے اپنے **ٹرانسفارمیشنل-جنریٹو گرائمر** کے ساتھ کلاسیکی ساختیاتی سے دوری اختیار کی، دریدا اب بھی چومسکی کی عالمگیر ڈھانچوں کی تلاش کو بہت سخت سمجھتے ہوں گے اور اس کو مفہوم کی روانی اور کثرت کو شامل نہ کرنے کے طور پر دیکھتے ہیں۔ مفہوم کے فرق اور موخر ہونے پر زور دیتے ہوئے، دریدا زبان کی کھلی نوعیت اور اس کی مکمل گرفتاری کی ناممکنیت کو اجاگر کرتا ہے۔

دریدا کا مائتھالوجی اور ثقافت کا تجزیہ

مائتھالوجی اور ثقافت کا دریدا کا تجزیہ ان کے وسیع فلسفیانہ منصوبہ ڈی کنسٹرکشن کے ساتھ پیچیدگی سے جڑا ہوا ہے۔ وہ یہ جانچتا ہے کہ ماساطیر اور ثقافتی بیانیات کیسے تعمیر ہوتی ہیں، کیسے تشریح کی جاتی ہیں، اور کیسے وہ کچھ خیالات کے ڈھانچوں کو فروغ دیتی ہیں۔ مائتھالوجیاور ثقافت کے بارے میں دریدا کا نقطہ نظر خاص طور پر ساختیات کی ان کی تنقید میں ظاہر ہوتا ہے، خاص طور پر کلود لیوی سٹراس کے کام میں۔

ڈی کنسٹرکشن اور ماساطیر

ساختیات کو چیلنج کرنا

لیوی سٹراس نے **اساطیر** کو دو شاخے تقسیم کے منظم نظاموں کے طور پر دیکھا جو انسانی فکر کے عالمی نمونوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ مانا کہ **اساطیر**، اپنی سطحی تنوع کے باوجود، انسانی ذہن کے بنیادی ڈھانچوں کو ظاہر کرتی ہیں۔ دریدا نے مستحکم دو شاخے تقسیم کے تصور کو توڑا، دلیل دی کہ یہ ڈھانچے مستحکم یا عالمی نہیں ہیں بلکہ زبان کے ذریعہ تعمیر شدہ ہیں۔ انہوں نے تجویز دی کہ **اساطیر** سادہ دو شاخے تقسیم میں مختصر نہیں ہو سکتیں، کیونکہ وہ مفاہیم کے پیچیدہ نیٹ ورک میں شامل ہیں جو مستقل طور پر تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

اساطیر/مائتھالوجیزبطور متون

دریدا نے مائتھالوجی کو متون کے طور پر نزدیک کیا جنہیں متعدد طریقوں سے پڑھا اور تشریح کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے دلیل دی کہ مائتھالوجی کا ایک واحد، معین مفہوم نہیں ہوتا بلکہ وہ مختلف تشریحات کے لیے کھلی ہوتی ہیں۔ یہ نقطہ نظر یہ اس وسیع نظریہ کے ساتھ ہم آہنگ ہے کہ تمام متون "**دیفیرانس**" کے حامل ہوتے ہیں، مفہوم کے فرق اور موخر ہونے کا کھیل۔ دریدا نے مائتھالوجیکی بین المتونی نوعیت پر زور دیا، یہ تجویز دی کہ وہ ایک وسیع ثقافتی متون کے نیٹ ورک کا حصہ ہیں جو ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ان کی وضاحت کرتے ہیں۔

ماساطیر الگ تھلگ نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ دوسری ثقافتی بیانیات اور مشقوں سے متعلق ہوتی ہیں۔

مفہوم کا غیر استحکام پن

دریدا نے دلیل دی کہ ماساطیر، تمام متون کی طرح، مفہوم کی اندرونی غیر استحکام کی حامل ہوتی ہیں۔ یہ غیر استحکام اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ زبان معین سچائیوں کی وضاحت کرنے والا شفاف وسیلہ نہیں ہوتی؛ بلکہ یہ **نشانوں** کا ایک نظام ہوتا ہے جو دوسرے **نشانوں** کے ساتھ اختلافات اور تعلقات کے ذریعے مفہوم حاصل کرتا ہے۔ دریدا نے مائتھالوجیمیں مفہوم کی تعمیر میں غیابت کے کردار کو اجاگر کیا۔ جو کچھ نہیں کہا جاتا یا چھوڑ دیا جاتا ہے وہ اس کے طور پر اہم ہو سکتا ہے جو موجود ہوتا ہے، مائتھالوجیکی تشریح اور تفہیم کو تشکیل دیتے ہوئے۔

ثقافت اور نسلی مرکزیت

نسلی مرکزیت کی تنقید

لیوی سٹراس ثقافتی اختلافات کا احترام کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مغربی ثقافت کو دوسروں پر ترجیح دینے والے نسلی مرکزیت کے خیالات کی تنقید کرتے ہیں۔ لیکن دریدا نے نوٹ کیا کہ ساختیات غیر مغربی ثقافتوں پر نادانستہ طور پر مغربی فلسفیانہ زمرے مسلط کر سکتی ہے۔ انہوں نے ساختیات کے نسلی مرکزیت کے رجحانات کی تنقید کرتے ہوئے زور دیا کہ مائتھالوجیکی ثقافتی مخصوصیت اور تنوع کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہے۔ دریدا نے ثقافتی بیانیات کی ایک زیادہ جدید تفہیم کی تجویز دی، جو ایک واحد تشریحی فریم ورک مسلط کرنے سے بچتی ہے۔

ثقافت بطور متنی نظام

دریدا نے ثقافت کو مختلف بیانیات، مشقوں، اور **نشانوں** کے پیچیدہ متنی نظام کے طور پر دیکھا۔ انہوں نے دلیل دی کہ ثقافت، زبان کی طرح، کوئی مستحکم وجود نہیں ہوتی بلکہ مفہوم کی ایک متحرک تعامل ہوتی ہے۔ دریدا نے ثقافتی مظاہر کی متعدد تشریحات کے لیے کھلے پن کی حوصلہ افزائی کی، ایک معین اتھارٹیٹیو مطالعے کے خیال کو مسترد کرتے ہوئے۔ یہ نقطہ نظر ان کے وسیع فلسفیانہ عزم کے ساتھ ہم آہنگ ہے جو ڈی کنسٹرکشن کے لیے ہے، جو کسی بھی متن یا ثقافتی چیز میں مفاہیم کی کثرت کو بے نقاب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ثقافت میں تحریر کا کردار

تحریر بمقابلہ تقریر

لیوی سٹراس اکثر تحریر شدہ متون کی مقابلے میں زبانی روایات کو زیادہ مستند ثقافت کے اظہار کے طور پر ترجیح دیتے ہیں۔ دریدا نے اس درجہ بندی کو چیلنج کرتے ہوئے استدلال کیا کہ تحریر تقریر کے تحت نہیں آتی۔ انہوں نے تجویز دی کہ تحریر زبان کی نوعیت کو فرق اور موخر ہونے کے نظام کے طور پر مثال دیتی ہے، ثقافتی بیانیات کی پیچیدگیوں کو ظاہر کرتی ہے۔ دریدا کی تنقید اس خیال کو کمزور کرتی ہے کہ زبانی ثقافتیں زیادہ فوری یا مستند ہوتی ہیں، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ مواصلات کی تمام شکلیں **نشانوں** کے نظام کے ذریعے درمیانہ ہوتی ہیں۔

تحریر اور یادداشت

دریدا نے دریافت کیا کہ تحریر کس طرح ثقافتی یادداشت کا ذریعہ بنتی ہے، نسلوں کے ذریعے **اساطیر** کو محفوظ کرتی ہے اور منتقل کرتی ہے۔ انہوں نے ثقافتی شناخت اور تفہیم کی تشکیل میں تحریر کی تبدیلی کی قوت پر زور دیا۔ ثقافت میں تحریر کے کردار کو اجاگر کرتے ہوئے، دریدا ثقافتی بیانیات کی تعمیر شدہ نوعیت اور

ان کی زبان کے ذریعے درمیانی ہونے کے طریقوں کو تسلیم کرنے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

خلاصہ

ژاک دریدا کی سوسیور، لیوی اسٹراس، اور چومسکی کی تنقیدات ساختیاتی فکر پر ڈی کنسٹرکشن کے تبدیلی کے اثرات کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان دانشوروں کے نظریات کے پیچھے موجود استحکام، دو شاخہ (بائنری اپوزیشن) تقسیم، اور لوگو سینٹرک مفروضات کو چیلنج کرکے، دریدا زبان، ثقافت، اور مفہوم کی تفہیم کے لیے نئے راستے کھولتے ہیں۔ ان کا کام ہمیں دنیا کی ہماری تشریحات کو منظم کرنے والے مفروضات پر دوبارہ غور کرنے کی دعوت دیتا ہے، کسی بھی متن یا ثقافتی مظہر میں موجود پیچیدگی، روانی، اور مفاہیم کی کثرت کو قبول کرتے ہوئے۔

دریدا کی مطابقت ان کی سوچ کے قائم شدہ ڈھانچوں کو چیلنج کرنے کی صلاحیت میں ہے، زبان اور ثقافت کے ساتھ زیادہ جدید اور تنقیدی تعامل کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ ان کے ڈی کنسٹرکشن کے نقطہ نظر نے بعد ساختیاتی فکر کی ترقی پر دیرپا اثر ڈالا ہے، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ ساختیاتی فریم ورک کی حدود کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہے اور مفہوم کی تعمیر میں موجودگی اور غیابت کے متحرک تعامل کی تلاش کرنا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے، دریدا زبان اور ثقافت کی ہماری سمجھ کو تشکیل دینے والے مفروضات اور درجہ بندیوں کی جانچ کرنے کے لیے ایک

طاقتور آلے فراہم کرتے ہیں۔ ان کی تنقید علماء کو ان کے فریم ورک کی حدود پر غور کرنے اور ان فریم ورک کو ڈی کنسٹرکٹ کرنے پر ابھرنے والی تشریحات کی کثرت کو تلاش کرنے کی دعوت دیتی ہے، زبان، ثقافت، اور انسانی ذہن کے مطالعے میں نئی بصیرتوں اور تفہیمات کے لیے راہ ہموار کرتی ہے۔

ژاک دریدا کے مضمون کا تاریخی اور فکری پس منظر

امریکہ کی ریاست میری لینڈ کے شہر بالٹی مور میں جان ہاپکنز یونیورسٹی میں 1966ء میں ایک انٹرنیشنل سپموزیم کا انعقاد ہوا تھا- اس سپموزیم کا عنوان تھا:

‘The Languages of Criticism and the Sciences of Man’

انتقاد لسانیات اور علوم بشریات

سمپوزیممیں فلسفے ساختیات کے بڑے ناموں نے شرکت کی تھی – ان میں رینے جیرارڈ ، لیوسے گولڈ مان ، ژاک لاکاں ، رولاں بارت ، ژاک دریدا ، رچرڈ میکےسی اور یوجینو ڈوناٹو بھی شامل تھے۔ دریدرا نے اس کانفرنس میں جو مضمون پڑھا تھا، اس کا عنوان تھا:

‘Structure, Sign and Play in the Discourse of the Human Science’

علوم بشریات کے کلامیے میں ساخت ، نشان اور کھیل

ژاک دریدا (1930-2004) نے اپنے اس مضمون کو بعد ازاں اپنے مجموعہ مضامین میں شامل کیا جو 1967ء میں شایع ہوئے تھے اور اس مجموعہ مضامین کا عنوان تھا

‘Writing and Difference’

تحریر اور معنی کا فرق

یہ کانفرنس کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کے فلسفے ساختیات کے نظریے حقیقت / ایپستمے کے اختتام کا پیش خیمہ ثابت ہوگی اور دریدا کا مضمون اس کا سبب بنے گا جو ' مابعد ساختییاتی فلسفیانہ پیراڈائم ' / پوسٹ سٹرکچرل فلسفیانہ نظام کے اولین خدوخال پیش کرے گا- یہ وہ زمانہ تھا جب امریکہ کی جامعات کے مختلف سماجی علوم کے شعبوں میں ساختیات شامل نصاب تھی اور ایک طرح سے یہ اس

زمانے کی دانشورانہ زندگی کی روح عصر تھا- اس سے پہلے کہ یہ کانفرنس ختم ہوتی ایسے آثار پیدا ہوگئے تھے کہ فلسفہ ساختیات کی تمام علوم پر حکمرانی کا جو دور تھا وہ ختم ہوچکا ہے ۔ اس کا سبب دریدا کی جانب سے 'ساختیات کے بنیادی مفروضات اور مقدمات کی انقلابی جانچ' بنی تھی ۔

دریدا کی توجہ کا بنیادی مرکز اس مضمون میں 'فلسفہ ساختیات' / سٹرکچرل ازم ' تھا- دریدا وہ پہلا فلسفی تھا جس نے ساختیات کی بنیادوں کو یہ کہہ کر ہلا دیا تھا کہ ایپستمہ / علم اور معانی کی بنیاد کا زبان پر ہونا یا اس میں داخل کیا جانا ضروری نہیں ہے ۔

ساختیات 'معنی کیسے پیدا ہوتے ہیں' کے جاننے کا فلسفہ ہے۔ اور اس فلسفہ کی بنیاد فردینانڈ ساسر کی کتاب ' عمومی لسانیات کا نصاب' میں پیش کردہ نظریات سے پڑی تھی – ساسر نے یہ خیال پیش کیا تھا کہ ' زبان' کی بنیادی اکائی 'نشان / سائن ہے اور یہ اکائی دو ناقابل جدا عناصر پر مشتمل ہوتی ہے – پہلا نشان دہندہ / سگنی-فائر اور دوسرا نشان زدہ / سگنی-فائیڈ ۔ نشان دہندہ ایک لفظ یا صوتی تمثال / ساؤنڈ امیج ہوتا ہے اور نشان زدہ / سگنی-فائیڈ اصل میں نشان دہندہ / سگنی -فائر سے جڑا تصور ہے یاپھر لفظ یا صوتی تمثال سے جڑا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ جو اردو زبان میں 'پھول' کا نشان پھول کے صوتی تمثال سے یا اس میں لفظ پھ -و- ل اور تصور پھول سے جڑا ہوا ہے۔

ساسر کے نزدیک الفاظ یا نشان دہندہ لسانی قواعد و ضوابط کے زریعہ سے حقیقت سے جڑے ہوئے تھے۔ یعنی اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ لفظ 'پھول' اور 'حقیقی پھول' میں کوئی حقیقی ربط یا تعلق نہیں ہے۔ یا لفظ 'پستول' اور اصلی پستول میں کوئی حقیقی تعلق نہیں ہے – وہ پھول اور پستول کے طور پر اس لیے جانے جاتے ہیں کہ اردو بولنے والے لوگ انہیں ایسا ہی بولتے ہوے اس طرح سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ لفظ ' پھول' میں معنی ' اردو زبان کی ساخت ' میں اس کے مقام کے سبب ہے۔ اس اعتبار سے جو 'لسانیاتی نشان' ہے یہ مبہم ہے۔ اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے نشان دہندہ / سگنی فائر اور نشان زدہ / سگنی فائیڈ کے درمیان کوئی اندرونی، قدرتی، یا ضروری تعلق نہیں ہے – یعنی الفاظ یا آواز اور تصور یا شئے کے درمیان کوئی اندرونی حقیقی تعلق ہونا ضروری نہیں ہے۔

وہ یہ ہے کہ ہم اصل پھول کو اس کے علامت کنندہ "پھول" سے اس لیے پہچانتے ہیں کیونکہ اس کا معنی دوسرے الفاظ سے مختلف ہے۔ سادہ الفاظ میں، "پھول" کی اصطلاح کا مطلب "کلی"، "گلدستہ"، "پودا"، "جھاڑی" وغیرہ جیسی اصطلاحات کے معانی سے مختلف ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ پھول ایک پھول ہے کیونکہ یہ کلی، جھاڑی، پودا، یا گلدستہ نہیں ہے۔ ان تمام اصطلاحات کے معانی پھول سے مختلف ہیں۔ اسی طرح، ہم جانتے ہیں کہ لفظ "کتاب" کا معنی اصل کتاب کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ اس کا معنی پمفلٹ، ڈائری، نوٹ بک، کاغذات وغیرہ سے مختلف ہے۔ انگریزی زبان کا ہمارا علم اور سمجھ بوجھ ہمیں الفاظ کے معانی کے فرق کو پہچاننے میں مدد دیتا ہے۔ اس طریقہ سے معنی حاصل ہوتے ہیں – تو ساختیات کے مطابق زبان میں معنی ایک ساخت کے اندر اختلافات کے جال سے حاصل ہوتے ہیں –

ساسر نے ان خیالات کو لسانیات سے آگے بڑھا کر سماج میں نشانات کے مطالعہ پر مبنی سمیالوجی/ علم نشانات کی بنیاد رکھی۔ ساختیات نے اس تصور کو کہ معنی کس طرح پیدا ہوتا ہے، مختلف شعبوں جیسے ادب، بشریات، سماجیات، اور فلسفہ میں استعمال کیا۔ اس نے اس بات پر توجہ مرکوز کی کہ معنی کس طرح پیدا ہوتا ہے اور اسے کیسے سمجھا جاتا ہے اور اس نے اس کی بنیادی ساخت تلاش کرنے کی کوشش کی۔ اس طرح، 1940 کی دہائی کے بعد، انسانی علوم میں ساختیات ایک انتہائی مقبول نظریہ بن گیا تھا-

دریدا کے اس مضمون میں بیان کیے گئے خیالات بارے کہا جاتا ہے کہ اس پر ساسر، نطشے ، سگمنڈ فرائیڈ اور مارٹن ہیڈیگر کا اثر ہے۔ دریدا کے مضمون کا عنوان ہی بتاتا ہے کہ اس میں پیش کردہ خیالات کا تعلق صرف 'ادبی نظریہ' سے نہیں تھا بلکہ اس کا تعلق لسانیات ، بشریات ، فلسفہ اور ادب سے بھی تھا-

دریدا کا مضمون ایک ایسے وقت میں پیش ہوا جب دریدا کا خیال تھا کہ ساختیات اور اس کے مضمرات واضح نہیں تھے ۔ دریدا کا خیال یہ تھا کہ ساختیات ایک 'تجربی جنون تھا اور وہ اسے کوئی تحریک سرے سے مانتا ہی نہیں – امریکہ میں جان ہاپکنز یونیورسٹی میں دنیا بھر کے نامی گرامی ساختیات کے ماہرین

کا اجتماع ہوا تو ساختیات کے بنیادی اصولوں' کے بارے میں کسی نتیجے پر پہنچتے یہ کانفرنس الٹا ساختیاتی تنازعے کا آغاز ثابت ہوئی۔ یہ تنازع ساختیات سے جڑے دو بنیادی مسائل کے گرد کھڑا ہوا تھا:

پہلا مسئلہ علوم بشریات کی تمام شاخوں میں عمومی نظریہ نشانات اور لسانی نظاموں کے اطلاق کا اثر اور اس کے نتائج کا تھا ۔ دوسرا مسئلہ موضوعی اور معروضی فیصلوں کے درمیان ثالثی کا تھا-

یہ دونوں مسائل ساختیاتی مکتبہ فکر میں مستقل تناؤ اور کھنچاؤ کا سبب بن گئے تھے۔ درکدا نے اپنے مضمون میں ساختیاتی فلسفے کی بنیادی منطق کو معنی اور تعبیر کے تصور پر دوبارہ غور کرنے کے لیے استعمال کیا اور اس طرح سے انہوں نے ایک ایسے طریقہ کار کو پیش کرنے کی کوشش کی جو معنی اور انسانی فطرت میں متعین مرکزیت کی عدم موجودگی کو قبول کرتا ہو-

ددیدا اپنے مضمون میں ساختیات کے اس خیال کو چیلنج کیا کہ ساختیں ایک متعین و مفرر مرکز رکھتی ہیں جو مستحکم معنی فراہم کرتا ہے۔ وہ دلیل دیتا ہے کہ معنی اور انسانی فطرت دونوں میں کوئی واحد، غیر متغیر مرکز نہیں ہوتا۔ اس نے 'رد تشکیل' کا تصور متعارف کرایا جو متون اور نظریات کے اندر موجود مفروضات اور دو طرفہ مخالفتوں کا تجزیہ اور تحلیل کرنے کا عمل ہے تاکہ اندرونی تضادات اور ابہام کو ظاہر کیا جا سکے۔ دریدا اس مضمون میں لکھتا ہے کہ معنی متعین نہیں ہوتا بلکہ مسلسل تبدیلی اور (نت نئی) تعبیر کے تابع ہوجاتا ہے۔ معانی کا یہ کھیل یہ بتاتا ہے کہ متون اور تصورات کی متعدد اور کئی ابھرتی تعبیریں ہوتی ہیں- دریدا نے اس مضمون میں متون کی ساخت میں کسی متعین مرکز کی عدم موجودگی پر زور دیا- اس نے زبان اور ثقافت کو سمجھنے کے لیے ایک غیر مرکزیت پسند طریقہ کار کی وکالت کی جہاں معانی مستحکم و متوازن اور عالمگیر ہونے سے کہیں زیادہ سیال اور سیاق و سباق کے اندر زیادہ بہتر سمجھے جاسکتے ہیں –

دریدا کا نقطہ نظر متون اور ثقافتی مظاہر کی متنوع اور متعدد تعبیروں کی صلاحیت کو اجاگر کرتا ہے، معنی کی پیچیدگی اور تغیر پذیری کو تسلیم کرتا ہے۔ جبکہ ساختیات زبان اور ثقافت کے اندر مستحکم ساختیں تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے، دریدا کے خیالات اس استحکام کو چیلنج کرتے ہیں اور معنی کے ایک زیادہ متحرک اور کھلے نظریے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ دریدا کے مضمون نےمابعد ساختیات کی بنیاد رکھی، جو معنی کی عدم استحکام اور طاقت، سیاق و سباق، اور تاریخ کے تعبیروں کی تشکیل میں کردار کو مزید دریافت کرتا ہے۔ اس مضمون میں اس نے ساختیاتی خیالات کو نکتہ آغاز کے طور پر لیا تاکہ معنی کی تفہیم پر سوال اٹھایا جا سکے اور اس کو وسعت دی جا سکے۔ اس طرح سے سوچنے کا مطلب یہ تھا کہ معنی جامد، متعین نہیں ہوتے بلکہ یہ جاری، تعبیری عمل ہوتا ہے۔

ساختیات ایک فکری تحریک تھی جس نے انیسویں صدی کے وسط میں زبان، کلچر، اور معاشرتی علوم میں زور پکڑا۔ ساختیاتی نظریے کا مرکز یہ تھا کہ انسانی معاشرتی اور ثقافتی سرگرمیوں کو زبان کے قوانین اور ساخت کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے۔ سوئس زبان دان فردیناںڈ ڈی سوسیور

(Ferdinand de Saussure)

کے نظریات پر مبنی، ساختیات نے زبان کو ایک ساختی نظام کے طور پر دیکھا جس میں نشانات کے مابین رشتے (تعلقات) بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس نے ساختیاتی فکر کی حدود کو چیلنج کرنے کی کوشش کی۔ ساختیات نے زبان کو ایک بند، مستحکم نظام کے طور پر دیکھا، جہاں معنی ایک متعین مرکز سے منظم ہوتے ہیں۔ دریدا نے استدلال کیا کہ یہ تصور نہ صرف محدود ہے بلکہ حقیقت میں غیر مستحکم بھی ہے۔

اس مضمون میں دریدا نے پہلی بار روایتی مغربی فلسفہ میں مرکزیت کے تصور پر تنقید کی، جہاں تمام معنی اور سچائی ایک مرکز پر مبنی ہوتے ہیں۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ حقیقت میں کوئی متعین مرکز نہیں ہوتا اور معنی ہمیشہ متغیر اور غیر مستحکم ہوتے ہیں۔

دریدا نے یہ مضمون اس لیے لکھا تاکہ ساختیاتی فکر کے نظریاتی ڈھانچے کو چیلنج کیا جا سکے۔ انہوں نے یہ دکھانے کی کوشش کی کہ کس طرح معنی کی روایتی تشریح میں خامیاں ہیں، اور یہ کہ حقیقت میں معنی کبھی بھی مکمل طور پر متعین یا مستقل نہیں ہو سکتے۔

اس نے اس مضمون میں مرکزیت کو ختم کرنے کی بات کی، جس کا مطلب یہ تھا کہ کوئی بھی فلسفیانہ یا نظریاتی نظام اپنے اندر ایک متعین مرکز نہیں رکھتا جو معنی کو مکمل طور پر سمجھا سکے۔ انہوں نے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مرکز خود بھی ساخت کا حصہ ہے اور وہ خود بھی متغیر ہے۔"آزاد کھیل" کا تصور متعارف کروا کر،دریدا نے دکھایا کہ معنی ہمیشہ تبدیلی اور تشکیل نو کی حالت میں رہتے ہیں۔ ساختیاتی نظریات میں جہاں معنی کو متعین اور مستحکم سمجھا جاتا تھا، دریدا نے اس خیال کو مسترد کیا اور اس کے برعکس معنی کو سیال اور متغیر قرار دیا۔

دیفیرانس کی اصطلاح کے ذریعے، دریدا نے بتایا کہ معنی ہمیشہ موخراور وقتی التوا میں رہتے اور مختلف ہوتے ہیں، جو کہ مستقل یا مکمل طور پر موجود نہیں ہوتے۔

اس مضمون نے ساختیات کے روایتی نظریات کو چیلنج کرکے ایک نئی فکری تحریک، پس ساختیات، کی بنیاد رکھی۔ پس ساختیات نے معنی کی کثرت اور ان غیر مستحکم ہونے پر زور دیا، اور زبان، ثقافت، اور معاشرتی ساختوں کے نئے تجزیے کی دعوت دی۔

اس مضمون نے ادبی تنقید، ثقافتی مطالعات، اور فلسفے پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ اس میں موجود خیالات نے تنقیدی نظریات کو ایک نئی سمت دی، جہاں معنی کی غیر مستقل مزاجی کو تسلیم کیا گیا۔ معاشرتی علوم میں، دریدا کے خیالات نے تحقیق کے نئے طریقے اور نقطہ نظر پیش کیے، جہاں حقیقت اور معاشرتی ساختوں کو متغیر اور متنوع سمجھا گیا۔

دریدا کے مضون کی آسان تفہیم کے لیے ہمیں اس مضمون میں استعمال ہونے والی فلسفیانہ اصطلاحات اور کچھ اہم تصورات کی تعریف اور وضاحت کرنا ہوگی ۔ تب ہم آگے چل کر اس مضمون کی قریب قریب ٹھیک قرآت کرنے کے قابل ہوجائیں گے۔

ساخت

(Structure)

دریدا ساخت کے تصور کا جائزہ لیتے ہیں، جو روایتی طور پر ایک مستحکم، مرکزیت یافتہ نظام معنی کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ وہ دلیل دیتے ہیں کہ ساختیں بنیادی طور پر غیر مستحکم ہوتی ہیں کیونکہ وہ ایک مرکز پر انحصار کرتی ہیں، جو معنی کو منظم اور متعین کرتی ہے۔

مرکز

ساخت کا مرکز وہ نقطہ ہے جو استحکام اور ترتیب فراہم کرتا ہے۔ تاہم، دریدا دلیل دیتے ہیں(Center) کہ مرکز متضاد ہے کیونکہ یہ ساخت کے اندر اور باہر دونوں جگہوں پر ہوتا ہے، ساخت کا حصہ بن کر اور ایک بیرونی اینکر کے طور پر کام کرتا ہے۔ لہذا، مرکز حقیقت میں مستحکم یا متعین نہیں ہے۔

آزاد کھیل

(Free Play (

دریدا "کھیل" کے تصور کو متعارف کراتے ہیں، جو ساخت کے اندر معنی کی متحرک اور بدلتی ہوئی نوعیت کو ظاہر کرتا ہے۔ چونکہ ساختیں مقرر نہیں ہوتیں، یہ عناصر کے آزاد کھیل کی اجازت دیتی ہیں، یعنی تشریحات اور معانی مستقل یا منفرد نہیں ہوتے بلکہ مسلسل بہاؤ میں ہوتے ہیں۔

نشان

(Sign)

نشان زبان میں معنی کے بنیادی اکائی ہیں۔ دریدا نشانات کے روایتی تصور کو چیلنج کرتے ہیں، جو نشان کے درمیان ایک مقررہ تعلق کو فرض کرتے ہیں۔ اس کے بجائے، وہ دلیل دیتے ہیں کہ یہ تعلق غیر مستحکم ہے اور متعدد تشریحات کے لئے کھلا ہے۔

لوگوسنٹرزم/ نظریہ مرکزیت

(Logocentrism)

لوگوسنٹرزم مغربی فلسفیانہ روایت کا ایک مرکزی اصول ہے جو ایک مرکزیت یافتہ، متحد نظریہ (لوگوس) پر زور دیتا ہے جو تمام سچائی اور معنی کو بنیاد فراہم کرتا ہے۔ دریدا اس توجہ کو چیلنج کرتے ہیں، تجویز کرتے ہیں کہ یہ معنی کی بنیادی عدم استحکام اور کثرت کو چھپاتا ہے۔

ڈی سنٹرنگ/مرکزیت کا خاتمہ

(Decentering)

ڈی سنٹرنگ وہ عمل ہے جو ساخت کے اندر ایک مقررہ مرکز کے تصور کو چیلنج کرتا ہے اور غیر مستحکم بناتا ہے۔ دریدا دلیل دیتے ہیں کہ ڈی سنٹرنگ معنی کی روانی اور کثرت کو تسلیم کرنے کی اجازت دیتی ہے۔

واقعہ

(Event)

دریدا "واقعہ" کی اصطلاح کو ساخت کے قائم شدہ نظم و ضبط میں ایک خلل یا مداخلت کے لمحے کی وضاحت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ایک واقعہ مرکز کی عدم استحکام اور اتفاق کو ظاہر کرتا ہے اور نئی تشریحات اور معانی کے امکان کو ظاہر کرتا ہے۔

برکولاژ/جوڑ توڑ

(Bricolage)

ایک فرانسیسی اصطلاح ہے جو مختلف دستیاب وسائل اور مواد کو ملا کر کچھ تخلیق کرنے یا مرمت کرنے کے عمل کو بیان کرتی ہے۔ اردو میں اس کا مترادف جوڑ توڑ، اختراعی کام ، مرمت اور ارتجال بھی ہوتا ہے۔

برکولاژ کا تصور ماہر بشریات کلاڈ لیوی-سٹراس سے مستعار لیا گیا ہے، جو دستیاب مواد کے ذریعے ساختیں بنانے کے عمل کو بیان کرتا ہے، بجائے اس کے کہ کسی مقررہ منصوبے کے مطابق۔ دریدا برکولاژ کو ایک استعارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ معنی ایک عبوری اور اتفاقی طریقے سے تعمیر کی جاتی ہیں۔

موجودگی کی مابعدالطبیعیات

(Metaphysics of Presence)

یہ اصطلاح فلسفیانہ روایت کی نشاندہی کرتی ہے جو موجودگی کو معنی اور حقیقت کی بنیاد کے طور پر ترجیح دیتی ہے۔ دریدا اس روایت پر تنقید کرتے ہیں، یہ دلیل دیتے ہوئے کہ یہ موجودگی کی اہمیت، فرق، اور ملتوی ہونے کے کردار کو نظرانداز کرتا ہے۔

دیفیرانس/ تفریق و التوا

(Differance)

دیفیرانس دریدا کی ایک کلیدی اصطلاح ہے جو معنی کو مختلف کرنے اور ملتوی کرنے کے دوہری عمل کا حوالہ دیتی ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ معنی ہمیشہ تعمیر اور دوبارہ تعمیر کے عمل میں ہوتا ہے، کبھی مکمل طور پر موجود یا متعین نہیں ہوتا۔

"انسانی علوم کے کلامیہ میں ساخت، نشان، اور کھیل" میں، دریدا ساخت کے روایتی تصور پر تنقید کرتے ہیں، جو ایک مقررہ مرکز پر انحصار کرتا ہے جو معنی کو منظم اور مستحکم کرتا ہے۔ وہ دلیل دیتے ہیں کہ اس مستحکم مرکز کا تصور ایک سراب ہے کیونکہ مرکز ساخت کے اندر اور باہر دونوں جگہوں پر ہوتا ہے، جس سے ایک تضاد پیدا ہوتا ہے۔

دریدا "آزاد کھیل" کے تصور کو متعارف کراتے ہیں، جو ساختوں کے اندر معنی کی متحرک اور سیال نوعیت پر زور دیتا ہے۔ وہ دلیل دیتے ہیں کہ چونکہ ساختیں ایک حقیقی مقررہ مرکز سے محروم ہوتی ہیں، معنی ہمیشہ کھیل میں ہوتے ہیں، دوبارہ تشریح اور تبدیلی کے لئے کھلے ہوتے ہیں۔

دریدا کی دلیل میں لوگوسنٹرزم پر تنقید مرکزی حیثیت رکھتی ہے، جو مغربی فلسفیانہ روایت کی ایک مرکزی، متحد نظریہ پر زور دیتی ہے جو تمام سچائی اور معنی کو بنیاد فراہم کرتی ہے۔ وہ اس توجہ کو چیلنج کرتے ہیں، دلیل دیتے ہیں کہ یہ معنی کی بنیادی عدم استحکام اور کثرت کو چھپاتا ہے۔

دریدا کا تصور ڈی سنٹرنگ ان کی تنقید کے لئے اہم ہے۔ وہ دلیل دیتے ہیں کہ ایک مقررہ مرکز کی عدم موجودگی کو تسلیم کرنا معنی کو سیال اور عبوری کے طور پر سمجھنے کے لئے ایک زیادہ پیچیدہ فہم کی اجازت دیتا ہے۔ یہ ڈی سنٹرنگ واقعات کے ذریعہ ممکن بنائی گئی ہے—قائم شدہ نظم و ضبط میں مداخلت یا خلل کے لمحات—جو مرکز کی عدم استحکام اور اتفاق کو ظاہر کرتے ہیں اور نئی تشریحات کے امکانات کو کھولتے ہیں۔

دریدا کلاڈ لیوی-سٹراس کے برکولاژ کے تصور کو بھی استعمال کرتے ہیں، تجویز کرتے ہیں کہ معنی ایک عبوری اور اتفاقی طریقہ سے تعمیر کی جاتی ہیں، بجائے اس کے کہ کسی مقررہ منصوبہ کے مطابق۔ یہ نقطہ نظر اس خیال کو تقویت دیتا ہے کہ معنی نہ تو موجود ہوتے ہیں اور نہ ہی متعین ہوتے ہیں بلکہ ساخت کے اندر عناصر کی تعامل کے ذریعہ تعمیر کیے جاتے ہیں۔

آخر میں، دریدا کی ڈیفیرانس کی اصطلاح دوہری عمل کو ظاہر کرتی ہے کہ کیسے معنی کو مختلف اور ملتوی کیا جاتا ہے، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ معنی ہمیشہ تعمیر اور دوبارہ تعمیر کے عمل میں ہوتا ہے، کبھی مکمل طور پر موجود یا متعین نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ کہ دریدا کا لیکچر روایتی نظریات کی ساخت، نشان، اور معنی کو چیلنج کرتا ہے، تشریح کی ایک زیادہ سیال اور متحرک فہم کے حق میں دلیل دیتا ہے۔ وہ مستحکم مراکز اور مقررہ معانی پر لوگوسنٹرک توجہ پر تنقید کرتے ہیں، اس کے بجائے معنی کی کثرت اور اتفاقی نوعیت کی تعریف کے لئے دلائل دیتے ہیں۔ آزاد کھیل، ڈی سنٹرنگ، اور دیفیرانس جیسے تصورات کے ذریعے، دریدا زبان، معنی، اور تشریح کو سمجھنے کے طریقے پر دوبارہ غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں –

ساخت ، نشان اور کھیل علوم انسانی کے کلامیہ میں

ترجمہ متن و تشریح

پہلا پیرا گراف

شاید ساخت/سٹرکچر کے تصور کی تاریخ میں کچھ ایسا ہوا ہے جسے ہم ایک 'واقعہ' قرار دے سکتے ہیں – اگر اس 'بھاری بھرکم لفظ' میں وہ معنی شامل نہ کیے جائیں جو ٹھیک طریقے سے ساختیات کا جو کام ہے وہ اس(واقعہ) کی اہمیت کو کم کرنا یا اس بارے تشکیک پیدا کرنا ہے۔ ('واقعہ ' کے معنی میں شامل تشکیک اور تخفیف ' کو شامل نہ کرتے ہوئے) مجھے اس 'اصطلاح' کو احتیاط اور خاص سیاق و سباق میں استعمال کرنے دیں ۔ اس معنی میں ، اس واقعے کی بیرونی شکل ایک خلل اور دوبارہ شدت (سے وقوع پذیر ہونے) کی ہوگی (جو روایتی فہم میں خلل ڈالنے اور ساخت کے بارے میں نئی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی نشاندہی کرتا ہے۔)

تشریح

ساخت

(Structure)

ادبی تنقید میں 'ساخت' (سٹرکچر) ادبی متن کے اجزاء کی تنظیم اور ترتیب کا حوالہ ہوتا ہے۔ یہ اصطلاح ایک ادبی کام کی تشکیل کے عمل کو بیان کرتی ہے۔ اس میں اس ادبی کام کے بیانیہ، فریم ورک ، بلاٹ کی تشکیل اور اس کے مرکزی خیال کی تشکیل اور متن کے مختلف اچزاء کا آپس میں جو تعلق ہوتا ہے سب کی تعریف شامل ہوتی ہے۔ کسی بھی ادبی کام کی 'ساخت' کی تفہیم میں اس ادبی کام کے متعدد اجزاء کا باہم مل کر کام کرنے اور اس سے پیدا ہونے والے معنی کی سمجھ بھی شامل ہوتی ہے اور اس میں اس ادبی کام کے مصنف کی نیت اور ارادے کا دوسروں تک ابلاغ بھی شامل ہوتا ہے۔

واقعہ

(Event)

یہاں پر واقعہ ادبی تنقید میں 'ساخت' سے جڑی پہلے کی تفہیم اور سمجھ میں خلل پڑجانے اور اس میں بدلاؤ آنے کا معنی دے رہا ہے ۔

خلل

(Rupture)

یعنی ادبی تنقید میں جو پہلے کی سوچ یا روایتی طرز فکر تھا اس میں خلل پڑھ چکا ہے۔

ژاک دریدا کہتا ہے کہ 'ساخت' کے تصور کی تاریخ میں ایک اہم 'واقعہ' ہوا ہے۔ اور اس واقعہ کی اہم بات یہ ہے کہ ادبی تنقید میں جو 'ساخت' کی اصطلاح کے روایتی معنی تھے ان میں ایک خلل پڑ گیا ہے ۔

ادبی تنقید میں ' ساخت' کو ہمیشہ ایک متوازن اور مرکزیت پسند معنی دیے جاتے رہے اور اب ان معنی
میں خلل کا سامنا ہے جو اس کے مربوط معنی کو چیلنج کر رہا ہے۔

دوسرا پیراگراف

یہ دکھانا شاید بہت آسان ہوگا کہ 'ساخت ' کا تصور اور یہاں تک کہ خود لفظ 'ساخت' بھی اتنے ہی پرانے
ہیں جتنا لفظ 'ایپسٹیمے' / معرفت ' ہے۔ ' معرفت' کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ اتنا ہی قدیم ہے
جتنا مغربی سائنس اور فلسفہ قدیم ہیں- اور ان (دونوں الفاظ) کی جڑیں عام زبان میں بہت گہرائی کے
اندر پیوست ہیں جس کی گہرائیوں میں 'ایپستمے'/معرفت انہیں دوبارہ اکٹھا کرنے کے لیے ڈوب جاتی ہے
اور ایک 'استعاراتی تبدیلی' میں وہ ان دونوں کو اپنا حصّہ بناتی ہے ، اس سے پہلے کہ میں 'واقعہ' جسے
کی نشان دہی کرتے ہوئے میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں (کے بارے میں بات کروں،میں آپکو بتانا
چاہتا ہوں) 'ساخت' یا ساخت کی ساختیات کا تصور ہمیشہ سے موجود رہا ہے اگرچہ یہ یا تو بالکل ہی
غیرموثر رہا یا اس کا اثر بہت ہی کم کردیا گیا- اور یہ ایسے ہوا کہ یا تو 'ساخت' کو ایک عمل کے زریعے
سے مرکز مانا جائے یا اسے ایک متعین نکتے آغاز کے طور پر رکھا جائے۔ اس مرکز کا کام نہ صرف ساخت
کو سمت دینا، توازن قائم کرنا، اور منظم کرنا تھا—حقیقت میں، ایک غیر منظم ساخت کا تصور نہیں کیا
جا سکتا—بلکہ سب سے بڑھ کر یہ یقینی بنانا تھا کہ ساخت کا منظم کرنے والا اصول اس کے آزادانہ کھیل
کو محدود کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نظام کی ہم آہنگی کو سمت اور تنظیم دے کر، ساخت کا

مرکز اپنے عناصر کو "کل شکل" کے اندر آزادانہ طور پر متحرک ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ اور آج بھی،
مرکز کے بغیر کسی ساخت کا تصور ناقابل ادراک ہی ہے۔

تشریح

یہ پیراگراف علم کے نظام میں ہم آہنگی اور تنظیم کو برقرار رکھنے میں ساخت اور اس کے مرکز کی اہمیت پر زور دیتا ہے، اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ تصورات فکری تاریخ میں کتنے گہرے پیوست ہیں ۔

– اس پیرا گراف میں بھی ساخت اور ایپسٹمے / علم کی تعریف کو ذہن میں رکھیں

ساخت اور ساختیت

(Structurality and Strucutural)

ادبی تنقید میں 'ساخت کی ساختیت' سے مراد ساخت کے اندر موجود وہ خواص اور اصول ہوتے ہیں جو کسی بھی ادبی متن کی ساخت کی منظم کرنے اور معنی کو تخلیق کرنے کی قابلیت کو ظاہر کرتے ہیں- یہ ان بنیادی ڈھانچوں اور قواعد پر زور دیتا ہے جو یہ طے کرتے ہیں کہ کسی متن کے عناصر کیسے آپس میں مربوط ہوتے ہیں اور ان تعلقات سے کیسے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ یہ تصور ساختیاتی اور مابعد ساختیاتی نظریات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ معنی انفرادی اجزاء سے نہیں بلکہ ساخت کے اندر موجود تعلقات کے ذریعے تخلیق ہوتے

ایپسٹمے / نظریہ معرفت

(Episteme)

ایپستمے اصطلاح بنیادی علم یا فکری فریم ورک کی طرف اشارہ کرتی ہے، خاص طور پر مغربی سائنس اور فلسفے میں۔ یہ ان بنیادی اصولوں کی نمائندگی کرتی ہے جو سمجھ بوجھ اور استدلال کو چلاتے ہیں۔

ساختیاتی فلسفے میں ایپستمے ایک بنیادی نظریاتی ڈھانچے یا فریم ورک ہوتا ہے جو کسی خاص تاریخی دور میں صحیح علم کے طور پر پہچانے جانے والے خیالات اور مفروضات کو متعین کرتا ہے، اور فلسفے اور لسانیات کے سیاق و سباق میں عام طور پر نظریاتی یا سائنسی علم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

مرکز

(Center)

ساختیات میں، "مرکز" کا تصور کسی ڈھانچے کے ایک اہم عنصر کی نشاندہی کرتا ہے جو پورے نظام کو استحکام، تنظیم، اور معنی فراہم کرتا ہے۔ "مرکز" کو ایک ایسے متعین نکتے کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو ڈھانچے کو اکٹھا رکھتا ہے اور اس ڈھانچے کے اندر تبدیلی اور تنوع کے امکانات کو محدود کرتا ہے – اس تعریف کا اطلاق ساختیاتی ادبی تنقید میں متن کی ساخت کے مرکز پر بھی ہوتا ہے۔

آزاد کھیل

(Free Play)

ساختیاتی ادبی تنقید میں "فری پلے" سے مراد ایک ساخت کے اندر لچک اور حرکت ہے جو اس کے عناصر کی تعامل اور تبدیلی کی اجازت دیتی ہے۔ اگرچہ ساخت کو اکثر مستقل اور مستحکم سمجھا جاتا ہے، لیکن "فری پلے" کا تصور یہ خیال پیش کرتا ہے کہ ایک ساخت کے اندر عناصر اپنے مقامات، معانی یا تعلقات کو تبدیل کر سکتے ہیں، جو مختلف تشریحات اور امکانات کی طرف لے جا سکتے ہیں۔

استعاراتی تبدیلی

(Metaphorical Displacement)

ژاک دریدا کے کام میں "استعاراتی تبدیلی" سے مراد وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے زبان اور تصورات کو استعمال کیا جاتا ہے تاکہ استعارے کے ذریعے معانی اور خیالات کو ایک سیاق و سباق سے دوسرے میں منتقل کیا جا سکے۔ یہ تبدیلی دریدا کی روایتی مابعد الطبیعات پر وسیع تر تنقید کا حصہ ہے، جس کے بارے میں وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ تجریدی خیالات کی ترسیل اور معانی کے نظام کی تشکیل کے لیے بہت زیادہ استعاروں پر انحصار کرتی ہے۔

یہ پیراگراف خاص طور پر مغربی سائنس اور فلسفے کے اندر ساخت" کے تصور اور علم و فہم کے نظاموں کو منظم کرنے اور ان میں ربط برقرار رکھنے میں اس کے کردار پر بات کرتا ہے- یراگراف یہ بیان کرنے سے شروع ہوتا ہے کہ "ساخت" کا تصور اور خود یہ لفظ قدیم ہیں، جو مغربی سائنس اور فلسفے کے آغاز تک جاتے ہیں۔ ایپستمے س بنیادی علم یا فکری فریم ورک کی طرف اشارہ کرتی ہے جو ان شعبوں کی بنیاد ہے۔ پیراگراف "ساخت کی ساختیت" کے تصور کو متعارف کراتا ہے، جو ان خصوصیات یا خصوصیات کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ایک ساخت کو بناتی ہیں۔ حالانکہ ساختیں ہمیشہ علم کے نظاموں کا حصہ رہی ہیں، انہیں ایک مقررہ نقطہ آغاز کے ارد گرد مرکوز کر کے "غیر فعال" یا محدود کر

دیا گیا ہے۔ یہ مرکزیت کا عمل ساخت کو استحکام یا حوالے کا نقطہ فراہم کرتا ہے۔ مرکز کا کردار ساخت کو ترتیب دینا، توازن برقرار رکھنا، اور منظم کرنا ہے۔ یہ یقینی بناتا ہے کہ ساخت مربوط ہے اور اسے بے ترتیب یا غیر منظم ہونے سے روکتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ مرکز ساخت کے عناصر کی "آزادانہ حرکت" یا بلا روک ٹوک تغیر کو محدود کرتا ہے، اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ وہ ایک کنٹرول شدہ فریم ورک کے اندر کام کریں۔ پیراگراف تسلیم کرتا ہے کہ حالانکہ مرکز ساخت کے اندر عناصر کو کچھ حد تک آزادی کی اجازت دیتا ہے، یہ بالآخر اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ یہ آزادی مجموعی شکل کے اندر محدود رہے۔ ساخت اور آزادی کے درمیان یہ توازن ہم آہنگی کو برقرار رکھنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ آخر میں، پیراگراف یہ تجویز کرتا ہے کہ بغیر مرکز کے ساخت کا تصور تقریباً ناقابل تصور ہے۔ بغیر مرکز کے ساخت روایتی تنظیم اور ہم آہنگی کے تصورات کو چیلنج کرتی ہے، جو نظام کو لنگر انداز کرنے اور رہنمائی کے لیے مرکزی نقطہ رکھنے پر انحصار کرتی ہیں۔

تیسرا پیراگراف

تاہم، مرکز اس آزادانہ حرکت کو بھی محدود کرتا ہے جو یہ ممکن بناتا ہے۔ بطور مرکز، یہ وہ نقطہ ہے جہاں مواد، عناصر، یا اصطلاحات کا تبادلہ اب ممکن نہیں رہتا۔ مرکز پر، عناصر کی تبدیلی یا ردوبدل (جو کہ بلاشبہ ایک ساخت کے اندر بندوبست کی گئی ساختیں بھی ہو سکتی ہیں) ممنوع ہوتی ہے۔ کم از کم یہ تبدیلی ہمیشہ ممنوع ہی رہی ہے (میں اس لفظ کو جان بوجھ کر استعمال کر رہا ہوں)۔ لہذا، ہمیشہ یہ سمجھا گیا ہے کہ مرکز، جو تعریف کے لحاظ سے منفرد ہوتا ہے، وہی چیز ہے جو ایک ساخت کے اندر اس ساخت کو کنٹرول کرتی ہے، جبکہ خود ساختیت سے آزاد رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ساخت سے متعلق کلاسیکی سوچ کہہ سکتی ہے کہ مرکز متضاد طور پر ساخت کے اندر بھی ہے اور اس سے باہر بھی۔

مرکز کلیت کے مرکز میں ہوتا ہے، لیکن چونکہ مرکز خود کلیت کا حصہ نہیں ہوتا، اس لیے کلیت کا مرکز کہیں اور ہوتا ہے۔ مرکز مرکز نہیں ہوتا۔ مرکزیت رکھنے والی ساخت کا تصور—حالانکہ یہ خود ہم آہنگی اور ایپستیمہ کی حالت کو فلسفہ یا سائنس کے طور پر ظاہر کرتا ہے—متضاد طور پر ہم آہنگ ہے۔

اور ہمیشہ کی طرح، تضاد میں ہم آہنگی کسی خواہش کی قوت کو ظاہر کرتی ہے۔ مرکزیت رکھنے والی ساخت کا تصور درحقیقت ایک ایسے آزادانہ کھیل کا تصور ہے جو ایک بنیادی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، ایک ایسا کھیل جو بنیادی استحکام اور اطمینان بخش یقینیت پر مبنی ہوتا ہے، جو خود آزادانہ کھیل کی پہنچ سے باہر ہوتی ہے۔ اس یقینیت کے ساتھ، اضطراب پر قابو پایا جا سکتا ہے، کیونکہ اضطراب ہمیشہ کھیل میں شامل ہونے کے خاص طریقہ، کھیل میں پھنسنے، اور یوں سمجھ لیں کہ ابتدا ہی سے داؤ پر لگے ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس بنیاد سے جسے ہم مرکز کہتے ہیں (اور جو کہ، کیونکہ یہ اندر یا باہر کہیں -بھی ہو سکتا ہے، اسے آغاز بھی کہا جا سکتا ہے اور اختتام بھی، آرکے بھی اور ٹیلوس

بھی)، تکرار، تبادلے، تبدیلیاں، اور تبدیلیاں ہمیشہ معنی کی تاریخ سے لی جاتی ہیں، یعنی ایک ایسی تاریخ جس کا آغاز ہمیشہ ظاہر ہو سکتا ہے یا جس کا اختتام ہمیشہ موجودگی کی شکل میں متوقع ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی بھی آثار قدیمہ کی حرکت، کسی بھی علم معادیات کی طرح، ساخت کی ساختیت کی کمی میں ساتھی ہے اور ہمیشہ ساخت کو مکمل موجودگی کی بنیاد پر سمجھنے کی کوشش کرتی ہے جو کھیل سے باہر ہے۔

تشریح

یہ پیراگراف ساختیات کے تصور میں "مرکز" کے کردار کو بیان کرتا ہے۔ ایک ساخت کے اندر، مرکز وہ اہم نکتہ ہے جو استحکام اور ترتیب فراہم کرتا ہے۔ یہ مرکز ساخت کے عناصر کی حرکت اور آزادی کو بھی محدود کرتا ہے۔ اگرچہ مرکز کچھ عناصر کی تبدیلی اور تعامل کی اجازت دیتا ہے، لیکن یہ کچھ تبدیلیوں یا بدلاؤ کو روکتا ہے۔ مرکز وہ نکتہ ہے جہاں تبدیلیاں ممنوع ہیں، اور عناصر کو آزادانہ طور پر تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ رکز منفرد ہے کیونکہ یہ ساخت کو کنٹرول کرتا ہے لیکن اس کا حصہ بھی نہیں ہے۔ یہ ایک تضاد ہے کہ مرکز بیک وقت ساخت کے اندر بھی ہے اور باہر بھی۔ مرکزیت کا تصور خود میں متضاد ہے کیونکہ یہ ہم آہنگی اور استحکام کی نمائندگی کرتا ہے جبکہ حرکت نہ ہونے اور یقین دہانی کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ یہ تضاد استحکام اور یقین دہانی کی خواہش کا حصہ ہے۔ مرکز اس بات پر اثر انداز ہوتا ہے کہ تاریخ، معنی، اور فہم کیسے سمجھے جاتے ہیں۔ یہ ابتداء اور انتہا دونوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور وقت کے ساتھ تبدیلیوں اور بدلاؤ کو شکل دیتا ہے۔

تبدیلی

تبدیلی" سے مراد کسی ادبی متن کی ساخت کے عناصر کی ترتیب یا تبدیلی۔"**Permutation** یہ تبدیلیاں مرکز میں ممنوع ہیں، جہاں ایسی تبدیلیاں روکی جاتی ہیں۔

تضاد

Paradox

تضاد سے مراد ساختیاتی ادبی تنقید میں کسی ادبی متن میں وہ صورتحال جہاں متن کی ساخت کے متضاد عناصر ایک ساتھ موجود ہوں، جیسے کہ متنی ساخت کے مرکز کا بیک وقت ساخت کے اندر اور باہر ہونا۔

آرچے و ٹیلوس

Arche (ἀρχή) and Telos (τέλος)

یونانی اصطلاحات جہاں "آرچے" ابتدا یا اصل کو ظاہر کرتی ہے، اور "ٹیلس" انتہا یا مقصد کو ظاہر کرتی ہے۔

ہم آہنگی

Coherence

منطقی اور مسلسل ہونے کی خصوصیت۔ ایک ساخت میں، ہم آہنگی مرکز کے ترتیب دینے والے کردار کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔

اضطراب اور یقین

Anxiety and Certitude

اضطراب اور یقین سے مراد آزادی کے غیر یقینی اور متغیر ہونے سے پیدا ہونے والا اضطراب اور مرکز کی طرف سے فراہم کردہ یقین ہے، جو استحکام اور یقین دہانی کی پیشکش کرکے اس اضطراب کو کنٹرول کرنے میں مدد کرتا ہے۔

اس پیراگراف میں، دریدا اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ کیسے مرکز ساخت میں استحکام اور ترتیب کو برقرار رکھتے ہوئے تبدیلی اور آزادی کو محدود کرتا ہے۔ یہ متضاد کردار ساختیاتی نظام میں توازن اور تغیر کے درمیان کشیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔

چوتھا پیرا گراف

اگر ایسا ہے، تو جس خلل کا میں نے ذکر کیا اس سے پہلے، ساخت کے تصور کی پوری تاریخ کو مرکز کے مرکز کی جگہ لینے کے ایک سلسلے کے طور پر سوچا جانا چاہیے، مرکز کی تعینات کا ایک منسلک سلسلہ، یکے بعد دیگرے اور باقاعدہ انداز میں، مرکز کو مختلف شکلیں یا نام ملتے ہیں۔ مابعد الطبیعات کی تاریخ، مغرب کی تاریخ کی طرح، ان استعارات اور استعاروں کی تاریخ ہے۔ اس کا بنیادی ڈھانچہ — اگر آپ مجھے اتنی کم وضاحت کرنے اور اتنی مبہم ہونے کے لیے معاف کر دیں تاکہ میں اپنی مرکزی بات پر جلدی پہنچ سکوں — وجود کو تمام معنی میں بطور موجودگی متعین کرنا ہے۔ یہ دکھانا ممکن ہو گا کہ تمام بنیادی اصولوں یا مرکز سے متعلق نام ہمیشہ موجودگی کی مستقل حالت کی نشاندہی کرتے ہیں — جیسے ایڈوس، آرچے، ٹیلس، اینرجیا، اوسیہ (جوہر، وجود، مادہ، موضوع) الی تھیہ، ما بعدالطبیعات، شعور، ضمیر، خدا، انسان، وغیرہ۔

تشریح

یہاں پر دریدا روایتی مذہبی مابعد الطبعیات اور مغربی فلسفہ میں 'ساخت' کے تصورات پر تنقید کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے تاریخ کے دوران "ساخت" کے تصور میں ایک مرکز کو دوسرے مرکز سے تبدیل کرنے کا ایک سلسلہ رہا ہے۔ ہر مرکز ساخت کو استحکام اور ہم آہنگی فراہم کرتا ہے لیکن بالآخر ایک نئے مرکز سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ خیال مستقل، ابدی مرکز کے تصور کو چیلنج کرتا ہے، بلکہ یہ بتاتا ہے کہ مراکز وقت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں، لیکن استحکام کی شکل برقرار رکھتے ہیں۔ ساخت کی تاریخ کو "تعینات کے جڑے ہوئے سلسلے" کے طور پر بیان کیا گیا ہے، یعنی ہر نیا مرکز پچھلے مراکز سے منسلک ہوتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ مرکز کی تعیناتیوں میں ایک تسلسل ہے، چاہے وہ تبدیل ہوتے رہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرکز کے تصور نے آپس میں جڑے ہوئے تعینات کے ذریعے ارتقاء کیا ہے۔ جب مرکز تبدیل ہوتا ہے، تو یہ مختلف شکلیں یا نام اختیار کرتا ہے، جو اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ کیا چیز مرکزی یا بنیادی سمجھی جاتی ہے۔ یہ تاریخی تبدیلیوں کی عکاسی کرتا ہے کہ مختلف اوقات میں کیا "سچائی" یا "جوہر" سمجھا جاتا ہے۔ دریدا کے نزدیک مابعدالطبیعات کی تاریخ، مغرب کی تاریخ کی طرح، ان استعارات اور استعاروں کی تاریخ ہے۔ یہ لسانی طریقے اس بات کو شکل دیتے ہیں کہ ہم پیچیدہ خیالات جیسے کہ وجود یا حقیقت کی نوعیت کو کیسے سمجھتے ہیں اور ان کا اظہار کیسے کرتے ہیں۔ "بنیادی ڈھانچے" اس بنیادی فریم ورک کو ظاہر کرتا ہے جو اس بات کا تعین کرتا ہے کہ تصورات کیسے سمجھے جاتے ہیں۔ اس سیاق و سباق میں، یہ وہ فریم ورک ہے جو "وجود" کو "موجودگی" کے طور پر بیان کرتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ مغربی مابعدالطبیعات موجودگی کے تصور کے ارد گرد تشکیل دی گئی ہے، جہاں وجود کو موجودگی کے لفظی یا استعاراتی معنی میں بیان کیا گیا ہے۔ دریدا کئی اصطلاحات (ایڈوس، آرچے، ٹیلس، انرجیا،

اوسیہ) کا ذکر کرتے ہیں جو تاریخی طور پر مرکز یا جوہر کی نشاندہی کرنے کے لئے استعمال ہوتی رہی ہیں۔ یہ اصطلاحات مغربی مابعدالطبیعاتی فکر کے لئے مرکزی رہی ہیں۔ ہر اصطلاح ایک ایسے وجود یا حقیقت کی نمائندگی کرتی ہے جو مختلف اوقات میں بنیادی یا اہم سمجھی جاتی ہے۔

استعارہ

Metonymy

ایک ایسی لسانی تشبیہ جہاں کسی حصے کو پوری چیز کی نمائندگی کے لئے یا برعکس استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے استعارہ کہتے ہیں-

خیالات کو سمجھنے کا "نظام/میٹرکس"

Matrix

ایک بنیادی فریم ورک یا نظام جو یہ شکل دیتا ہے کہ خیالات کیسے سمجھے اور منظم کیے جاتے ہیں۔

موجودگی

Presence

مابعدالطبیعات میں ایک تصور جو وجود کو لفظی یا استعاراتی موجودگی کے ساتھ منسلک کرتا ہے، جو مستقل، بنیادی حقیقت یا سچائی کی نمائندگی کرتا ہے۔

جوہر

Eidos

یونانی میں "شکل" یا "جوہر"، جو فلسفیوں جیسے کہ افلاطون کے ذریعہ چیزوں کی حقیقی نوعیت کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

سرگرمی/ عمل

Energeia

یونانی میں "سرگرمی" یا "عمل"، جو فلسفہ میں امکانات کی تکمیل یا احساس کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

مادی جوہر برائے وجود

Ousia

یونانی میں "جوہر" یا "مادہ"، جو کسی چیز کی بنیادی نوعیت یا وجود کو ظاہر کرتا ہے۔

ان تصورات کا جائزہ لے کر، دریدا اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ مغربی فلسفے میں حقیقت کو سمجھنے کے لئے کیا مرکزی خیال تھا، اور وہ مرکز کے ایسے تصور کو چیلنج کرتے ہیں جو مستقل یا ابدی ہو۔

پانچواں پیراگراف

وہ واقعہ جسے میں نے ایک خلل کہا، جس خلل کا میں نے اس مقالے کے آغاز میں ذکر کیا، غالباً اس وقت پیش آیا جب ساخت کی ساختیت کے بارے میں سوچنا شروع کرنا پڑا، یعنی اس کا اعادہ کرنا پڑا، اور اسی لیے میں نے کہا کہ یہ خلل اس لفظ کے تمام معانی میں اعادہ تھا۔ اس کے بعد یہ ضروری ہوگیا کہ اس قانون کے بارے میں سوچا جائے جو، یوں کہہ لیں، ساخت کی تشکیل میں مرکز کے لیے خواہش کو چلاتا ہے اور اس قانون کی مرکزی موجودگی کے متبادل کے طور پر اس کے نقل و حرکت اور اس کی جگہ لینے کے عمل کو کنٹرول کرتا ہے— لیکن ایک مرکزی موجودگی جو کبھی بھی اپنی جگہ پر نہیں رہی، جو ہمیشہ سے اپنی جگہ سے باہر منتقل ہوچکی ہے۔

یہ متبادل کسی ایسی چیز کی جگہ نہیں لیتا جو کسی طرح پہلے سے موجود رہی ہو۔ اس کے بعد شاید یہ ضروری ہو گیا کہ یہ سوچنا شروع کیا جائے کہ کوئی مرکز نہیں ہے، کہ مرکز

کو موجود ہونے کی صورت میں نہیں سمجھا جائے گا، کہ مرکز کا کوئی فطری مقام نہیں ہے، کہ یہ ایک مقررہ مقام نہیں بلکہ ایک فعل ہے، ایک قسم کا غیر مقام جس میں نشانات کے بے شمار متبادلات شامل ہوتے ہیں۔ یہ وہ لمحہ تھا جب زبان نے عالمی مسئلے کو اپنی گرفت میں لے لیا؛ وہ لمحہ جب، مرکز یا اصل کی عدم موجودگی میں، سب کچھ کلام/ڈسکورس بن گیا—بشرطیکہ ہم اس لفظ پر متفق ہو سکیں—یعنی جب سب کچھ ایک ایسے نظام میں بدل گیا جہاں مرکزی اشارہ، اصل یا مابعد الطبیعاتی اشارہ، کبھی بھی فرق کے نظام کے باہر مکمل طور پر موجود نہیں ہوتا۔ مابعد الطبیعاتی اشارے کی عدم موجودگی معنی کے دائرے اور اس کے تعامل کو لامتناہی طور پر پھیلا دیتی ہے۔

تشریح

اس پیراگراف میں وہ زرا کھول کر اس خلل کا بیان کرتا ہے جو روایتی ساخت کی تفہیم میں ہوا ہے۔ یہ خلل "ساختیت" کے تصور کو نئے طریقے سے سوچنے کی ضرورت کو ظاہر کرتا ہے، جس کی وجہ سے پرانی تصورات کی نئے انداز میں تکرار ہوتی ہے۔ یہ پرانے نظریات سے علیحدگی اور ساخت کے افعال کو دوبارہ سوچنے کی ضرورت کی نشاندہی کرتا ہے۔

خلل نے اس "قانون" یا اصول کو دوبارہ سوچنے کی ضرورت کو جنم دیا جو ساخت کے اندر مرکزی موجودگی کی خواہش کو کنٹرول کرتا ہے۔ روایتی طور پر، یہ سمجھا جاتا ہے کہ ساخت کا ایک مرکز ہوتا ہے جو تمام عناصر کو منظم اور معنی فراہم کرتا ہے۔

دریدا کا کا استدلال ہے کہ یہ مرکزی موجودگی ہمیشہ منتقل ہوتی رہی ہے، کبھی بھی مکمل طور پر موجود نہیں رہی، بلکہ ہمیشہ کسی ایسی چیز کے متبادل کے طور پر موجود رہی ہے جو کبھی حقیقی طور پر مستحکم موجودگی کے طور پر موجود نہیں تھی۔

وہ اس خیال کو چیلنج کرتا ہے کہ ساخت کا کوئی مقررہ، قدرتی مرکز ہوتا ہے۔ اس کے بجائے، مرکز ایک کام، ایک غیر مقام ہے، جہاں معنی کی لامحدود تبدیلیاں اور نقل مکانی ہو سکتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرکز کوئی جسمانی یا مستحکم نقطہ نہیں ہے، بلکہ ایک کردار ہے جو تبدیل ہو سکتا ہے اور ترقی کر سکتا ہے۔

مقررہ مرکز کی عدم موجودگی کے ساتھ، زبان اور مکالمہ وہ بنیادی نظام بن جاتے ہیں جن کے ذریعے معنی کی تشکیل ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بغیر کسی مرکزی، ماورائی نشان کے (ایک مقررہ معنی یا اصل)، سب کچھ اختلافات کے نظام کا حصہ بن جاتا ہے، جہاں معنی نشانوں اور ان کے تعلقات کے تعامل سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

ماورائی نشان کی عدم موجودگی معنی سازی کی صلاحیت کو لامحدود طور پر پھیلاتی ہے۔ معنی کسی مرکزی سچائی سے بندھا نہیں ہے، بلکہ یہ متحرک، اور لامتناہی تشریح اور دوبارہ تشریح کے لیے کھلا ہے۔

متبادل /نمائندگی

Surrogate

کسی اور چیز کے لئے ایک متبادل یا نمائندہ، اس صورت میں، یہ خیال کہ مرکز ایک ایسی موجودگی کا متبادل ہے جو کبھی مکمل طور پر موجود نہیں تھی۔

غیر مقام

Non-locus

غیر مقام ایک تصور جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ مرکز ایک مقررہ مقام نہیں ہے، بلکہ ایک کام یا کردار ہے۔

کلام / کلامیہ/ ڈسکورس

Discourse

کلام / ڈسکورس زبان اور ابلاغ کا منظم طریقہ، جو معنی کے نظام کی تشکیل کرتا ہے، بغیر کسی مقررہ مرکز کے۔

ماورائی نشان

Transcendental Signified

ماورائی نشان سے مراد ایک حتمی، مقررہ معنی یا سچائی ہے جو روایتی طور پر کسی ساخت کی تفہیم اور تشریح کی بنیاد کے طور پر کام کرتا ہے۔

اختلافات کا نظام

System of Differences

"اختلافات کا نظام" ایک ایسا فریم ورک جہاں معنی نشانوں کے تعلقات اور اختلافات سے حاصل کیے جاتے ہیں، نہ کہ کسی مرکزی، غیر متغیر سچائی سے۔

اس پیراگراف میں، دریدا روایتی مابعدالطبیعاتی تصورات کو چیلنج کرتا ہے، یہ دلیل دیتے ہوئے کہ معنی اور ساخت مستحکم یا غیر متغیر نہیں ہوتے، بلکہ متحرک اور مستقل ارتقا پذیر ہوتے ہیں۔ وہ معنی کی تشکیل میں زبان اور مکالمہ کے کردار پر زور دیتے ہیں، یہ تجویز کرتے ہوئے کہ حوالہ کے مرکزی نقطہ کے بغیر، تشریح کی صلاحیت لامتناہی ہے-

چھٹا پیراگراف

یہ غیر مرکزیت، ساخت کی ساختیت کا تصور کہاں اور کیسے واقع ہوتا ہے؟

اس وقوعہ کو نامزد کرنے کے لیے کسی واقعہ، نظریہ، یا مصنفہ کا حوالہ دینا کچھ حد تک سادہ لوحی ہوگی۔ بلاشبہ یہ ایک دور کی مجموعی خصوصیت کا حصہ ہے، ہمارا اپنا دور، لیکن یہ خود کو ظاہر کرنے اور کام کرنے کا عمل پہلے ہی شروع کر چکا ہے۔ بہرحال، اگر

میں کچھ اشارے دینا چاہوں اور ایک یا دو "نام" چنوں، اور ان مصنفین کو یاد کروں جن کی گفتگو میں اس وقوعے نے اپنی سب سے بنیاد پرست شکل کو برقرار رکھا ہے، تو میں شاید نیٹشے کی "تنقیدِ مابعد الطبیعات" ، "وجود اور سچائی کے تصورات کی تنقید" کا حوالہ دوں گا، جن کی جگہ کھیل، تعبیر، اور نشان (حقیقت کے بغیر نشان) کے تصورات نے لے لی- خود موجودگی پر فرائیڈ کی تنقید، یعنی شعور، فاعل، خودی کی شناخت، اور خود کی قربت یا خودی کے قبضے کی تنقید؛ اور، اس سے بھی زیادہ بنیاد پرست، ہیڈیگر کی مابعد الطبیعات، آنٹو تھیالوجی، موجودگی کے طور پر وجود کی تعیین کی تخریب۔ لیکن یہ سب تخریبی کلامیے/ ڈسکورسز اور ان کے تمام متشابہات ایک قسم کے دائرے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یہ دائرہ منفرد ہے۔ یہ مابعد الطبیعات کی تاریخ اور مابعد الطبیعات کی تاریخ کی تخریب کے درمیان تعلق کی شکل بیان کرتا ہے۔

مابعد الطبیعات پر حملہ کرنے کے لیے مابعد الطبیعات کے تصورات کے بغیر کوئی معنی نہیں ہے۔ ہمارے پاس کوئی ایسی زبان نہیں ہے - نہ کوئی گرامر اور نہ کوئی لفظ - جو اس تاریخ سے الگ ہو؛ ہم کوئی بھی تخریبی مفروضہ نہیں بنا سکتے جو اس چیز کی شکل، منطق، اور ضمنی مفروضات میں پہلے سے شامل نہ ہو جس پر وہ حملہ کرنا چاہتا ہے۔

بہت سی مثالوں میں سے ایک کو چننا: موجودگی کی مابعد الطبیعات کو نشان کے تصور کی مدد سے چیلنج کیا جاتا ہے۔ لیکن جیسے ہی کوئی یہ دکھانا چاہتا ہے، جیسا کہ میں نے لمحہ

قبل تجویز کیا، کہ کوئی ماورائی یا مراعت یافتہ مشار الیہ نہیں ہے اور اب سے معنی کی میدان یا تعامل کی کوئی حد نہیں ہے، اسے اپنے انکار کو نشان کے تصور اور لفظ تک بڑھانا چاہیے - جو کہ وہی چیز ہے جو نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ نشان کی نشاندہی "نشان" ہمیشہ اس کے معنی میں سمجھی اور طے کی گئی ہے، جیسا کہ نشان کی، نشان کے ذریعہ معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے، اس کے معنی سے مختلف نشان۔ اگر کوئی نشان دینے والے اور معنی کے درمیان بنیادی فرق کو مٹا دیتا ہے، تو یہ خود نشان دینے والا لفظ ہے جسے مابعد الطبیعات کے تصور کے طور پر ترک کر دینا چاہیے۔

جب لیوی سٹراس "دی راو اینڈ دی کوکڈ" کے دیباچے میں کہتا ہے کہ انہوں نے "حسی اور عقلی کے درمیان مخالفت کو نشان کی سطح پر خود کو شروع سے ہی رکھ کر عبور کرنے کی کوشش کی ہے،" ان کے عمل کی ضرورت، قوت، اور قانونی حیثیت ہمیں یہ نہیں بھولنے دے سکتی کہ نشان کا تصور خود اس مخالفت کو عبور یا دور نہیں کر سکتا۔

نشان کا تصور اس مخالفت سے طے ہوتا ہے: اس کی تاریخ کی مکملیت کے ذریعہ اور اس کے نظام کے ذریعہ۔ لیکن ہم نشان کے تصور کے بغیر نہیں چل سکتے، ہم اس مابعد الطبیعاتی ملی بھگت کے خلاف جو تنقید ہم کر رہے ہیں اس کے بغیر نہیں چل سکتے، بغیر خطرے کے کہ فرق کو مکمل طور پر مٹا دیں ایک معنوی کی خودی کی شناخت میں جو اپنے نشان کو خود میں سمیٹتا ہے، یا، جو کہ ایک ہی بات ہے، اسے محض اپنے آپ سے باہر نکال دیتا ہے۔ کیونکہ

نشان دینے والے اور معنی کے درمیان فرق کو مٹانے کے دو متضاد طریقے ہیں: ایک، کلاسیکی طریقہ، نشان دینے والے کو کم کرنے یا حاصل کرنے میں، یعنی بالآخر نشان کو خیال کے تابع کرنے میں؛ دوسرا، جسے ہم یہاں پہلے کے خلاف استعمال کر رہے ہیں، اس نظام کو سوالیہ نشان میں ڈالنا ہے جس میں پہلے کی کمی کام کرتی تھی: سب سے پہلے اور سب سے اہم، حسی اور عقلی کے درمیان مخالفت۔ متضاد یہ ہے کہ نشان کی مابعد الطبیعاتی کمی کو اس مخالفت کی ضرورت تھی جسے وہ کم کر رہی تھی۔ مخالفت نظام کا حصہ ہے، کمی کے ساتھ ساتھ۔ اور جو میں یہاں نشان کے بارے میں کہہ رہا ہوں اسے مابعد الطبیعات کے تمام تصورات اور جملوں، خاص طور پر "ساخت" پر گفتگو پر لاگو کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس دائرے میں پھنسنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ یہ سب زیادہ یا کم سادہ لوحی، زیادہ یا کم تجرباتی، زیادہ یا کم نظاماتی، زیادہ یا کم اس دائرے کی شکل سازی یا یہاں تک کہ رسمی شکل بندی کے قریب ہیں۔ یہ فرق وہ ہیں جو تخریبی خطابات کی کثرت اور ان لوگوں کے درمیان اختلاف کی وضاحت کرتے ہیں جو انہیں بناتے ہیں۔ مثال کے طور پر، نطشے، فرائیڈ، اور ہیڈیگر نے وراثت میں ملے ہوئے مابعد الطبیعاتی تصورات کے اندر کام کیا۔ چونکہ یہ تصورات عناصر یا ایٹم نہیں ہیں اور چونکہ وہ ایک گرامر اور نظام سے لیے گئے ہیں، ہر مخصوص قرضہ مابعد الطبیعات کے پورے نظام کو اپنے ساتھ گھسیٹتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو ان تخریب کاروں کو ایک دوسرے کو باہمی طور پر تباہ کرنے کی اجازت دیتی ہے- مثال کے طور پر، ہیڈیگرۃ نطشے کو، اتنی ہی وضاحت اور سختی کے ساتھ جتنی بد ایمان اور غلط فہمی کے ساتھ، آخری مابعد الطبیعاتی، آخری "افلاطونی" کے طور پر مانتے ہیں۔ کوئی بھی یہی چیز ہیڈیگرۃ فرائیڈ، یا بہت سے دوسرے لوگوں کے لیے کر سکتا ہے۔ اور آج یہ مشق سب سے زیادہ عام ہے۔

تشریح

اس پیراگراف میں دریدا فلسفہ میں "مرکزیت کا خاتمہ" کے تصور پر بات کرتا ہے، خاص طور پر ساختیات کے حوالے سے۔ وہ یہ جانچنے کی کوشش کرتا ہے کہ کس طرح کچھ فلسفیانہ تنقیدوں نے روایتی مابعدالطبیعاتی تصورات کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن اکثر وہ ان ہی نظاموں میں الجھ جاتے ہیں جنہیں وہ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ سب سے پہلے وہ مرکزیت کے خاتمے کی بات کرتا ہے، جہاں روایتی ساخت کے مقررہ "مرکز" کے خیال کو چیلنج کیا جا رہا ہے۔ "مرکزیت کا خاتمہ" اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان مقررہ نقاط کو سوالیہ نشان بنایا جائے جو تاریخی طور پر سوچ کے نظام کو منظم کرتے ہیں۔

وہ کئی بااثر فلسفیوں کا ذکر کرتے ہیں، جنہوں نے مرکزیت کے خاتمے میں حصہ لیا

نطشے: مابعدالطبیعات اور مطلق سچائی کے تصور پر تنقید کی، اور جامد معنی کے بجائے کھیل اور تفسیر پر زور دیا۔

فرائڈ: سگمنڈ فرائد نے خود کی موجودگی کے تصور پر تنقید کی، لاشعوری اور شناخت کی پیچیدگیوں پر توجہ مرکوز کی۔

ہائڈیگر: اس نے روایتی مابعدالطبیعات اور وجود کو ایک مقررہ موجودگی کے طور پر دیکھنے کے خیال کو چیلنج کیا، اور وجود کی نوعیت کو جانچا۔

دریدا ان جیسی تنقیدوں پر اپنی تنقید پیش کرتا ہے اور اسے دائرے کا سفر کہتا ہے – اس کا خیال ہے کہ یہ تنقیدات اکثر ایک "گول دائرے" میں پھنس جاتی ہیں، کیونکہ وہ مابعدالطبیعات کی زبان اور تصورات کا استعمال کرتے ہوئے مابعدالطبیعات پر تنقید کرتی ہیں۔ یہ ایک متضاد صورتحال پیدا کرتا ہے، کیونکہ مابعدالطبیعاتی فکر کے فریم ورک سے مکمل طور پر باہر نکلنا مشکل ہے۔

نشان" اس بحث کا مرکزی نکتہ ہے۔ روایتی علم معانی / سمی نیٹکس نشان 'نشان دہندہ اور نشان زدہ' پر مشتمل ہوتا ہے۔ دریدا کا کہنا ہے کہ ان دونوں کے درمیان فرق کو ختم کرنے کی کوشش مشکل ہے، کیونکہ ہماری زبان بنیادی طور پر ایسے فرق پر مبنی ہے۔

محسوس اور معقول کے درمیان تضاد بھی اہم ہے۔ دریدا لیوی سٹراس کا حوالہ دیتا ہے جس میں وہ نشانوں کے استعمال سے محسوس (جو محسوس کیا جا سکتا ہے) اور معقول (جو عقل سے سمجھا جا سکتا ہے) کے درمیان مخالفت کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ مخالفت نشان کے تصور کے لئے بنیادی ہے اور اسے مکمل طور پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

پھر دریدا در تشکیلی کلامیوں / ڈسکورسز کی بات کرتا ہے - وہ تسلیم کرتا ہے کہ مابعدالطبیعاتی تصورات پر تنقید کرنے کے مختلف طریقے ہیں، ہر ایک کا اپنا انداز اور روایتی نظام کے ساتھ تعامل کی سطح ہوتی ہے۔ یہ تنوع ان لوگوں کے درمیان اختلافات کو جنم دیتا ہے جو مابعدالطبیعاتی خیالات کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

مابعد الطبعیات

Metaphysics

مابعد الطبیعیات فلسفے کی ایک شاخ ہے جو حقیقت اور وجود کی بنیادی نوعیت سے متعلق ہے، جو اکثر وجود، شناخت، اور سچائی جیسے تجریدی تصورات شامل کرتی ہے۔

نشان

Sign

معنی کی بنیادی اکائی جو سگنیفائر اور سگنیفائیڈ پر مشتمل ہوتی ہے۔

نشان کنندہ/دہندہ / نشان زدہ

Signifier/Signified

نشان کے اجزاء؛ سگنیفائر الفاظ کی شکل ہے، اور سگنیفائیڈ وہ تصور ہے جو اس کی نمائندگی کرتا ہے۔

محسوس / معقول

Sensible/Intelligible

فلسفیانہ فرق جہاں "محسوس" اس کا حوالہ دیتا ہے جو حس کے ذریعے محسوس کیا جا سکتا ہے، اور "معقول" اس کا حوالہ دیتا ہے جو عقل کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے۔

گردشی جال

Circular Trap

یہ خیال کہ مابعدالطبیعات کی تنقیدات اکثر مابعدالطبیعاتی تصورات میں پھنس جاتی ہیں، ایک متضاد صورتحال پیدا کرتی ہیں۔

ردتشکیل کلامیہ

Destructive Discourse

فلسفیانہ نقطہ نظر جو روایتی تصورات اور فکر کے نظاموں کو ختم کرنے یا ان پر تنقید کرنے کی کوشش کرتے ہیں

اس پیراگراف میں، دریدا ساختیاتی فلسفہ میں مرکزیت کے خاتمہ کی مشکلات اور محدودیت پر روشنی ڈالتا ہے، ان تضادات اور مشکلات کو اجاگر کرتا ہے جن کا سامنا ان تنقیدات کو ہوتا ہے جو مکمل طور پر مابعدالطبیعاتی فریم ورک سے باہر نکلنا چاہتی ہیں۔

ساتواں پیراگراف

یہ رسمی خاکہ "انسانی علوم" کہلائے جانے والے مضامین کے سلسلے میں کس حد تک اہمیت رکھتا ہے؟ ان علوم میں سے ایک شاید منفرد مقام رکھتا ہے— اور وہ ہے علم نسلیات۔ ایتھنولوجی حقیقت میں یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ علم نسلیات ایک سائنس کے طور پر صرف اس وقت پیدا ہوا جب مرکزیت کا خاتمہ ہوا: جب یورپی ثقافت—اور نتیجتاً مابعد الطبیعیات کی تاریخ اور اس کے تصورات—کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا گیا، اپنی مرکزیت کو ترک کرنا پڑا، اور خود کو حوالے کی ثقافت سمجھنے سے باز رہنے پر مجبور کیا گیا۔ یہ لمحہ صرف فلسفیانہ یا سائنسی گفتگو کا لمحہ نہیں ہے، بلکہ یہ سیاسی، اقتصادی، تکنیکی، اور دیگر لحاظ سے بھی اہم ہے۔ ہم پوری یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس بات میں کوئی اتفاقی بات نہیں ہے کہ نسلی مرکزیت کی تنقید—جو کہ نسلیات کی بنیادی شرط ہے—کو منظم اور تاریخی طور پر مابعد الطبیعیات کی تاریخ کی تباہی کے ساتھ ہم عصر ہونا چاہئے۔ دونوں ایک ہی دور کا حصہ ہیں۔ نسلیات—کسی بھی سائنس کی طرح—گفتگو کے عنصر میں وجود پذیر ہوتا ہے۔ اور بنیادی طور پر یہ ایک یورپی سائنس ہے جو روایتی تصورات کا استعمال کرتی ہے، چاہے یہ ان کے خلاف جتنا بھی جدو جہد کرے۔ نتیجتاً، چاہے وہ چاہے یا نہ چاہے—اور یہ اس کی ذاتی مرضی پر منحصر نہیں ہے—نسلیات دان اپنی گفتگو میں نسلی مرکزیت کے مفروضات کو قبول کرتا ہے بالکل اسی لمحے جب وہ ان کی مذمت میں مصروف ہوتا ہے۔ یہ ضرورت ناقابل تقلیل ہے؛ یہ کوئی تاریخی اتفاق نہیں ہے۔ ہمیں اس کے تمام مضمرات کو بڑی احتیاط سے غور کرنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی بھی اس ضرورت سے بچ نہیں سکتا، اور اگر کوئی بھی اس کی پیروی کرنے کے لئے ذمہ دار نہیں ہے، چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، تو اس کا

مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی پیروی کے تمام طریقے برابر ہیں۔ کسی گفتگو کی کیفیت اور زرخیزی شاید اس تنقیدی سختی سے ماپی جاتی ہے جس کے ساتھ یہ مابعد الطبیعیات کی تاریخ اور موروثی تصورات سے متعلق ہے۔ یہاں انسانی علوم کی زبان کے ساتھ تنقیدی تعلق اور گفتگو کی تنقیدی ذمہ داری کا سوال ہے۔ یہ اس بات کا سوال ہے کہ ایک وراثت سے وہ وسائل ادھار لینے والے گفتگو کے اسٹیٹس کا مسئلہ خاص طور پر اور منظم طریقے سے اٹھایا جائے جو خود اس وراثت کی تعمیر نو کے لئے ضروری ہیں۔ یہ معیشت اور حکمت عملی کا مسئلہ ہے۔ اگر میں اب [ماہر بشریات کلود] لیوی-لیوی سٹراس کے متون کے معائنے کا استعمال بطور مثال کروں تو یہ نہ صرف انسانی علوم میں نسلیات کو دیے گئے امتیاز کی وجہ سے ہے، نہ ہی اس لئے کہ لیوی-لیوی سٹراس کی سوچ معاصر نظریاتی صورتحال پر بھاری ہے۔ یہ سب سے بڑھ کر اس لئے ہے کہ لیوی-لیوی سٹراس کے کام میں ایک خاص انتخاب واضح ہو چکا ہے اور کیونکہ وہاں ایک خاص نظریہ وضع کیا گیا ہے، اور خاص طور پر ایک کم یا زیادہ واضح طریقے سے، زبان کی اس تنقید اور انسانی علوم کی اس تنقیدی زبان کے حوالے سے۔

اس پیراگراف میں کچھ بنیادی سوالات پر غور کیا گیا ہے جو انسانی علوم اور سماجی علوم سے متعلق ہیں۔ دریدا نسلیات اور مغربی مابعد الطبیعیاتی روایات کے وسیع تر سیاق و سباق کے درمیان تعلق کو دریافت کرتے ہیں۔

رسمی خاکے اور انسانی علوم

)Formal Schema(

دریدا اس بات پر سوال اٹھاتے ہیں کہ "رسمی خاکے" انسانی علوم پر لاگو ہوتا ہے تو اس کی کیا اہمیت ہے؟ یہ خاکے روایتی ساختوں اور تحقیقی طریقوں کا حوالہ دیتا ہے جو عموماً سائنسی مضامین میں استعمال ہوتے ہیں۔

نسلیات کی منفرد حیثیت

(Relevance to Human Sciences)

دریدا نسلیات کو انسانی علوم میں ایک منفرد مقام کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ نسلیات، جو مختلف ثقافتوں اور معاشروں کا مطالعہ کرتی ہے، ایک ایسا میدان ہے جسے مغربی فکر میں تبدیلیوں سے نمایاں طور پر متاثر کیا گیا ہے۔

مرکزیت کا خاتمہ اور نسلیات کی پیدائش

(Ethnology’s Privileged Position)

دریدا کا کہنا ہے کہ نسلیات ایک علم کے طور پر اس وقت ہی سامنے آ سکتی تھی جب "مرکزیت کا خاتمہ" ہوا—یعنی جب یورپی ثقافت نے خود کو دیگر ثقافتوں کے مقابلے میں

معیار سمجھنا چھوڑ دیا۔ یہ مرکزیت کا خاتمہ یورپی مابعد الطبیعیاتی روایات کی بے دخلی کے ذریعے ہوا، جنہوں نے تاریخی طور پر یورپی ثقافت کو فکری اور ثقافتی حوالے کے مرکز میں رکھا تھا۔

فلسفیانہ اور تاریخی لمحہ

(Philosophical and Historical Moment)

دریدا دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ تبدیلی صرف فلسفیانہ یا سائنسی نہیں بلکہ سیاسی، معاشی، اور تکنیکی لحاظ سے بھی اہم ہے۔ نسلیات کا ابھرنا وسیع تر عالمی تبدیلیوں کے ساتھ معاصر ہے۔ وہ یہ بات سامنے لاتے ہیں کہ نسلی مرکزیت کی تنقید—یعنی یہ مفروضہ کہ کسی کی اپنی ثقافت بہتر یا معیار ہے—نسلیات کے وجود کے لئے ضروری تھی۔ یہ تنقید مابعد الطبیعیاتی تاریخ کے انہدام کے ساتھ ساتھ سامنے آئی۔

نسلیات ایک یورپی علم کے طور پر

(Ethnology as a Science)

دریدا نوٹ کرتے ہیں کہ نسلیات، دیگر علوم کی طرح، بنیادی طور پر یورپی گفتگو اور روایتی تصورات میں جڑی ہوئی ہے، خواہ یہ ان بنیادوں کے خلاف کتنی بھی تنقید کرے۔ نسلیات دان، شعوری یا لاشعوری طور پر، اپنی تحقیق میں نسلی مرکزیت کے مفروضات کو شامل کر لیتے۔

ہیں، یہاں تک کہ جب وہ ان کی تنقید کرتے ہیں۔ یہ تضاد ناگزیر ہے اور محض ایک تاریخی حادثہ نہیں ہے۔

تنقیدی مضمرات

(Critical Implications)

نسلیات میں موجود یہ اندرونی تضاد—کہ نسلیاتی تصورات کو استعمال کرتے ہوئے ان پر تنقید کی جاتی ہے—مکمل طور پر ناگزیر ہے۔ یہ ایک ایسی ضرورت ہے جو کلام میں شامل ہے۔ تاہم، دریدا اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اس ضرورت کے جواب کے تمام طریقے برابر نہیں ہیں۔ ایک گفتگو کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ تاریخی اور تصوری بنیادوں کے ساتھ کتنی سختی سے منسلک ہے۔

تنقیدی ذمہ داری اور زبان

)Critical Responsibility and Language(

دریدا انسانی علوم میں استعمال ہونے والی زبان کے ساتھ ایک تنقیدی تعلق کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ علماء کو ان موروثی تصورات سے آگاہ ہونا چاہئے جو وہ استعمال کرتے ہیں اور ان تصورات کے مضمرات کو سمجھنا چاہئے۔ چیلنج یہ ہے کہ موروثی گفتگو کے وسائل کو

استعمال کر کے اس کی تنقید اور تعمیر نو کی جائے، اسے معیشت (عملیت) اور حکمت عملی کا معاملہ سمجھ کر۔

دریدا کلود لیوی-لیوی سٹراس کے کام کو مثال کے طور پر استعمال کرتے ہیں، اس کے انسانی علوم میں نسلیات پر اثر انداز ہونے کی وجہ سے اور اس کی تنقیدیہ زبان کے ساتھ منسلک ہونے کی وجہ سے۔ لیوی-لیوی سٹراس کے کام میں، دریدا ایک شعوری انتخاب اور ایک نظریے کی ترقی کی نشاندہی کرتے ہیں جو زبان کے تنقیدیہ مسائل اور انسانی علوم کی تنقیدی زبان کے حوالے سے خطاب کرتا ہے۔

تشریح

دریدا کا نسلیات پر یہ تجزیہ انسانی علوم کے دائرہ کار میں مغربی مابعد الطبیعیاتی روایات اور ان سے آگے بڑھنے کی تنقیدی کوششوں کے درمیان گہرے تنازعات کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ نسلیات کا ظہور نسلی مرکزیت کی تنقید اور یورپی ثقافت کے غالب حوالہ نقطہ کی مرکزیت کے خاتمے کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ مرکزیت کے خاتمے نے دوسری ثقافتوں کی ایک زیادہ باریک بینی سے تفہیم کی اجازت دی، لیکن اس کے ساتھ مغربی فکر کی بنیادوں کو دوبارہ سمجھنے کا چیلنج بھی آیا۔

دریدا تجویز کرتے ہیں کہ نسلیات، دیگر انسانی علوم کی طرح، یورپی گفتگو میں جڑی ہوئی ہے۔ نسلیات دان، یہاں تک کہ جب وہ نسلی مرکزیت کی تنقید کرتے ہیں، انہیں وہی تصورات استعمال کرنے پڑتے ہیں جن کی وہ تعمیر نو کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ضرورت ایک سخت اور تنقیدی نقطۂ نظر کی متقاضی ہے کہ کس طرح ٔ زبان اور حکمت عملی استعمال کی جا رہی ہے۔ کلود لیوی-لیوی سٹراس کی مثال کے ذریعے، دریدا ان تضادات کو نیویگیٹ کرنے کی مسلسل چیلنج کو واضح کرتے ہیں اور ان موروثی تصورات کا تنقیدی جائزہ لینے کی اہمیت پر زور دیتے ہیں جو علمی گفتگو کی تشکیل کرتے ہیں۔

آٹھواں پیراگراف

لیوی سٹراس کے متن میں اس تحریک کی پیروی کرتے ہوئے میں دیگر رہنماء تھریڈز/ کڑیوں میں سے ایک کڑی 'فطرت اور ثقافت ' کے درمیان مخالفت ، تضاد اور تخالف پر مبنی 'اپوزیشن بائنری / متضاد جوڑ کو چنوں گا۔ فلسفہ نے چاہے جتنی تجدیدی شکلیں اختیار کی ہوں یا جتنے بھی بھیس بدلے ہوں یہ تضاد و تخالف قلسفہ میں شروع دن سے موجود ہے۔ حتیکہ یہ افلاطون کے زمانے سے بھی پرانا ہے۔ کم از کم یہ اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ خود سوفسطائی پرانے ہیں۔ تخالف و تضادات پر مشتمل بائنری بیانات جیسے فزس / ناموس ، فزس / ٹیکنے – ہم تک ایک تاریخ کی زنجیر کے زریعے پہنچے جو فطرت کو قانون سے ، تعلیم سے ، آرٹ سے ، تیکنک سے ، اور تو اور آزادی سے ، تاریخ سے ، سماج سے ، دماغ سے وغیر وغیرہ سے متضاد اور مخالفت میں دکھاتی ہے۔

اپنی تحقیق کے آغاز سے ہی اور اپنی پہلی کتاب "رشتہ داری کی بنیادی ساختیں" سے، لیوی-لیوی سٹراس نے ایک ہی وقت میں اس مخالفت کو استعمال کرنے کی ضرورت اور اسے قابلِ قبول بنانے کی ممکن نہ ہونے کو محسوس کیا۔ "رشتہ داری کی بنیادی ساختیں" میں، وہ اس مسلک یا تعریف سے شروع کرتے ہیں: وہ فطرت سے تعلق رکھتا ہے جو عالمی اور خود رو ہو، جو کسی خاص ثقافت یا کسی متعین معیار

پر منحصر نہ ہو۔ دوسری طرف، وہ ثقافت سے تعلق رکھتا ہے جو ایک نظامِ ضوابط پر منحصر ہو جو معاشرے کو منظم کرتا ہے اور اس لئے ایک معاشرتی ڈھانچے سے دوسرے میں مختلف ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ دو تعریفات روایتی قسم کی ہیں۔ لیکن "رشتہ داری کی بنیادی ساختیں" کے بالکل پہلے صفحات میں، لیوی-لیوی سٹراس ، جنہوں نے ان تصورات کو ایک قابلِ قبول موقف دینا شروع کیا ہے، اس چیز کا سامنا کرتے ہیں جسے وہ ایک اسکینڈل کہتے ہیں، یعنی وہ چیز جو اب اس فطرت/ثقافت کی مخالفت کو برداشت نہیں کرتی جو انہوں نے قبول کی ہے اور جو بیک وقت فطرت کے اوصاف اور ثقافت کے اوصاف کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یہ اسکینڈل سگے بہن بھائیوں، ماں، بیٹی، بیٹے اور دیگر ایسے رشتوں سے ازواجی رشتوں کی ممانعت ہے اسے محرمات سے ازواجی تعلقات /مباشرت کی ممانعت بھی کہتے ہیں-ہ ایسی ازدواجی ممانعت عالمگیر ہے؛ اس معنی میں آپ اسے فطری کہہ سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایک ممانعت بھی ہے، ایک نظام ضوابط اور ممانعتوں کا؛ اس معنی میں آپ اسے ثقافتی کہہ سکتے ہیں

تشریح

فطرت اور ثقافت کی مخالفت

فطرت

(Nature)

اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو عالمی، خود رو اور مخصوص ثقافتی اثرات سے آزاد ہوتی ہیں۔ یہ موروثی اور مختلف معاشروں میں غیر متغیر سمجھی جاتی ہیں۔

ثقافت

(Culture)

اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ضوابط، قوانین کے تحت ہوتی ہیں اور مختلف معاشرتی ڈھانچوں کے درمیان مختلف ہوتی ہیں۔ اس میں سیکھے ہوئے رویے، رسم و رواج، اور مخصوص معاشرے کے ضوابط شامل ہوتے ہیں۔

فلسفیانہ جڑیں

فطرت اور ثقافت کے درمیان مخالفت ایک دیرینہ فلسفیانہ تقسیم ہے، جو افلاطون سے بھی پہلے کی ہے۔ اور سوفیسٹس کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ یہ تاریخی تقسیم کئی فلسفیانہ اور سائنسی تحقیقات پر اثر انداز ہوئی ہے۔

.

فزسس/نوموس اور فزسس/ ٹیکنے

فزسس

(Physis)

یونانی لفظ جو "فطرت" کے لئے استعمال ہوتا ہے، اس سے مراد چیزوں کی داخلی خصوصیات یا قدرتی حالت ہے۔

نوموس

(Nomos)

اس سے مراد "قانون" یا "رسم و رواج" ہے، جو سماجی ضوابط اور کنونشنز کی نشاندہی کرتا ہے۔

ٹیکنے

(Techné)

اس کا ترجمہ "فن" یا "کرافٹ" ہے، جو انسانی تخلیق یا مصنوعی تعمیرات کو ظاہر کرتا ہے۔ :

محرمات سے ازدواجی ممنوعیت

(Incest Prohibition)

یہ تمام انسانی معاشروں میں پایا جانے والا ایک عالمگیر ممنوع ہے جو مخصوص قریبی رشتوں کے درمیان جنسی تعلقات کو ممنوع قرار دیتا ہے۔

لیوی-لیوی سٹراس کے نزدیک یہ ایک اسکینڈل ہے کیونکہ یہ فطرت اور ثقافت دونوں کی خصوصیات کو بیک وقت ظاہر کرتا ہے۔

تشریح

دریدا کلود لیوی-لیوی سٹراس کے متن کو استعمال کرتے ہوئے فطرت اور ثقافت کے درمیان دیرینہ فلسفیانہ مخالفت کا جائزہ لیتے ہیں یہ

مخالفت فلسفے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور ایک تاریخی سلسلے کے ذریعے منتقل کی گئی ہے جو قدرتی مظاہر کو ثقافتی تعمیرات جیسے قانون، فن، معاشرے، اور حتی کہ آزادی اور تاریخ کے مقابلے میں رکھتی ہے۔

لیوی-لیوی سٹراس کے کام، خاص طور پر ان کی کتاب "رشتہ داری کی بنیادی ساختیں" میں، وہ انسانی معاشروں کی وضاحت کے لئے فطرت اور ثقافت کی مخالفت کو استعمال کرنے کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔ پھر بھی، وہ اس بات سے بھی دوچار ہوتے ہیں کہ یہ تقسیم معاشرتی مظاہر کی پیچیدگی کو مکمل طور پر نہیں سمجھ سکتی۔

ازدواجی ممنوعیت کا اسکینڈل

لیوی-لیوی سٹراسہ ازدواجی ممنوعیت کو ایک "اسکینڈل" قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ فطرت اور ثقافت کے درمیان واضح تقسیم کو چیلنج کرتا ہے۔ ازدواجیہ ممنوعیت عالمگیر ہے، جو اسے فطری (فطری) بنا سکتی ہے، پھر بھی یہ ایک ثقافتی تعمیر بھی ہے کیونکہ اس میں سماجی ضوابط اور ممانعتیں شامل ہیں (ثقافتی)۔ یہ دوہری نوعیت اسے صرف فطرت یا ثقافت کے طور پر درجہ بندی کرنے میں مشکل پیدا کرتی ہے۔

تنقیدی مضمرات

دریدا کا تجزیہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ فطرت اور ثقافت کے درمیان روایتی مخالفت انسانی رویے اور سماجی ضوابط کی پیچیدگیوں کو سمجھنے کے لئے ناکافی ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اس طرح کی بائنری مخالفتیں محض تاریخی حادثات نہیں ہیں بلکہ ان کی فلسفیانہ فکر میں گہری جڑیں پیوست ہیں-

دریدا کہتے ہیں کہ ازدواجی ممنوعیت یہ ظاہر کرتی ہے کہ کچھ مظاہر کو موجودہ تقسیموں کے اندر آسانی سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس کے بجائے، یہ ان زمروں کی بنیادی مفروضات کو ازسرنو غور و فکر کی ضرورت ہے۔ فطرت-ثقافت کی مخالفت کو چیلنج کرتے ہوئے، دریدا موروثی فلسفیانہ تصورات کی تعمیر نو کے وسائل کو بہتر طور پر سمجھنے کی دعوت دیتے ہیں تاکہ انسانی معاشروں میں فطری اور ثقافتی عناصر کے باہمی تعلق کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔

نتیجہ

دریدا کی لیوی-لیوی سٹراس کے کام کے ذریعے فطرت-ثقافت کی مخالفت کی تحقیق روایتی فلسفیانہ زمروں کی حدود کو اجاگر کرتی ہے۔ ازدواجی ممنوعیت انسانی رویے کے ایک اہم نقطے کے طور پر کام کرتی ہے، جو یہ ظاہر

کرتی ہے کہ کچھ سماجی ضوابط سادہ درجہ بندیوں سے آگے نکل جاتے ہیں، اور فطرت اور ثقافت کے مابین تعامل کی بہتر تفہیم کی ضرورت کو ظاہر کرتے ہیں۔ دریدا کی تنقید ہمیں فکری ڈھانچوں اور ان کے انسانی علوم کے بارے میں ہمارے فہم پر اثرات کو دوبارہ غور کرنے کی دعوت دیتی ہے۔

نواں پیراگراف

آئیے فرض کریں کہ انسان میں جو کچھ بھی عالمگیر ہے وہ فطرت کے نظام سے اخذ کیا گیا ہے اور خود رو سے نکلتا ہے، کہ جو کچھ بھی کسی ضابطے کے تابع ہے وہ ثقافت سے تعلق رکھتا ہے اور نسبتی اور مخصوص اوصاف کو پیش کرتا ہے۔ ہم پھر اپنے آپ کو ایک حقیقت یا یوں کہیں کہ حقائق کے ایک

مجموعہ کے سامنے پاتے ہیں، جو کہ سابقہ تعریفات کی روشنی میں کسی اسکینڈل کی طرح ظاہر ہونے سے دور نہیں ہے: ازدواجی ممنوعیت دو خصوصیات پیش کرتی ہے جو واضح طور پر اور ناقابل تقسیم طور پر باہم جڑی ہوئے ہیں، جن میں ہم نے دو الگ الگ نظاموں کی متضاد خصوصیات کو پہچانا۔ ازدواجی ممنوعیت ایک ضابطہ ہے، لیکن ایک ضابطہ، جو تمام سماجی ضوابط میں سے واحد ہے، جو بیک وقت ایک عالمگیر کردار رکھتا ہے۔"

ظاہر ہے کہ کوئی اسکینڈل نہیں ہے سوائے اس نظام تصورات کے جو فطرت اور ثقافت کے درمیان فرق کی تصدیق کرتا ہے۔ لیوی-لیوی سٹراس اپنے کام کا آغاز ازدواجی ممنوعیت کے واقعے سے کرتے ہیں، اس طرح وہ خود کو ایسی پوزیشن میں رکھتے ہیں جو اس فرق کو مٹاتی یا متنازعہ بناتی ہے، جو ہمیشہ خود واضح تصور کیا جاتا تھا۔ کیونکہ، اس لمحے سے کہ ازدواجی ممنوعیت کو فطرت/ثقافت کی مخالفت کے اندر نہیں سوچا جا سکتا، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ایک اسکینڈل ہے، شفاف معانی کے نیٹ ورک میں غیرواضحیت کا مرکزہ ہے ازدواجی ممنوعیت روایتی تصورات کے دائرے میں اب کوئی اسکینڈل نہیں ہے؛ یہ کچھ ایسا ہے جو ان تصورات سے بچ نکلتا ہے اور یقینی طور پر ان سے پہلے آتا ہے — شاید ان کے امکان کی شرط کے طور پر۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ پورا فلسفیانہ تصورات، جو خود کو منظم طریقے سے فطرت/ثقافت کی مخالفت سے مربوط کرتے ہیں، اس کے تصوراتی دائرے میں وہی چیز چھوڑ دیتے ہیں جو اس تصور سازی کو ممکن بناتی ہے: ازدواجی ممنوعیت کی اصل۔

میں نے اس مثال کو مختصر طور پر بیان کیا ہے، جو کہ بہت سی دیگر مثالوں میں سے صرف ایک ہے، لیکن یہ مثال پھر بھی ظاہر کرتی ہے کہ زبان کے اندر اپنی تنقید کی ضرورت موجود ہے۔ یہ تنقید دو "راستوں" میں، دو "انداز" میں کی جا سکتی ہے۔ جیسے ہی فطرت/ثقافت کی مخالفت کی حد محسوس

ہوتی ہے، کوئی شخص ان تصورات کی تاریخ کو منظم اور سختی سے سوالات کے دائرے میں لانا چاہے گا۔ یہ ایک پہلی کارروائی ہے۔ اس طرح کا منظم اور تاریخی سوال نہ تو کلاسیکی معنوں میں ایک لسانیاتی کارروائی ہوگی اور نہ ہی فلسفیانہ۔ فلسفہ کی پوری تاریخ کے بنیادی تصورات سے متعلق ہونا، انہیں ختم کرنا، نہ تو ایک لسانیاتی ماہر کا کام ہے اور نہ ہی فلسفہ کے کلاسیکی مورخ کا۔ ظاہری شکلوں کے باوجود، یہ شاید فلسفہ سے باہر قدم رکھنے کا سب سے زیادہ جرات مندانہ طریقہ ہے۔ "فلسفہ سے باہر" کا قدم اٹھانا ان لوگوں کے لئے عام طور پر تصور کرنے سے کہیں زیادہ مشکل ہے جو سوچتے ہیں کہ انہوں نے بہت پہلے یہ قدم اٹھایا تھا اور جو عام طور پر خود کو اس تمام گفتگو کے ذریعے مابعد الطبیعیات میں ڈبو لیتے ہیں جسے وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے اس سے الگ کیا ہے۔

پہلے راستے کے ممکنہ غیر زرخیز اثر سے بچنے کے لئے، دوسرا انتخاب — جو میں سمجھتا ہوں کہ لیوی-لیوی سٹراس کے منتخب کردہ راستے سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے — تجرباتی دریافت کے میدان میں ان تمام پرانے تصورات کو محفوظ رکھنا ہے، جبکہ ساتھ ہی ساتھ ان کی حدود کو یہاں اور وہاں ظاہر کرنا، انہیں ایسے آلات کے طور پر برتنا جو اب بھی کارآمد ہو سکتے ہیں۔ اب ان سے کوئی سچائی کی قیمت منسوب نہیں کی جاتی ہے؛ اگر ضرورت پڑی تو انہیں ترک کرنے کی آمادگی ہے اگر دوسرے آلات زیادہ مفید ثابت ہوں۔ اس دوران، ان کی نسبتی تاثیر کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے، اور ان کا استعمال اس پرانی مشینری کو ختم کرنے کے لئے کیا جاتا ہے جس سے وہ تعلق رکھتے ہیں اور جن کا وہ خود بھی حصہ ہیں۔ اس طرح انسانی علوم کی زبان خود کو تنقید کا نشانہ بناتی ہے۔ لیوی-لیوی سٹراس کا خیال ہے کہ اس طرح وہ طریقہ کو سچائی سے، طریقہ کے آلات اور اس کے مقصد سے جدا کر سکتے ہیں۔ تقریباً کہا جا سکتا ہے کہ یہ لیوی-لیوی سٹراس کا بنیادی بیان ہے؛ کسی بھی صورت میں، "رشتہ داری کی بنیادی ساختیں" کے پہلے الفاظ یہ ہیں: "یہ سمجھنا شروع کیا جا رہا ہے کہ فطرت کی حالت اور معاشرے کی حالت کے درمیان فرق (ہم آج کہیں گے: فطرت کی حالت اور ثقافت کی حالت)، جبکہ کسی بھی قابل

قبول تاریخی معنی سے عاری، جدید سماجیات کے استعمال سے پوری طرح سے اپنی افادیت پیش کرتا ہے:
" – بطور ایک طریقہ کار آلہ

تشریح

انسان میں عالمگیریت

عالمگیر

(Universal)

ایسی خصوصیات یا اوصاف جو تمام انسانوں میں پائے جاتے ہیں، چاہے ان کی ثقافتی تفریقات کچھ بھی ہوں یہ :
موروثی اور قدرتی سمجھے جاتے ہیں

فطرت اور ثقافت

فطرت

(Nature)

وہ چیزیں جو خود رو اور عالمی ہیں، اور ثقافتی ضوابط سے آزاد ہیں۔ یہ ایسی داخلی خصوصیات پر مشتمل ہے۔ جو تمام انسانوں میں مشترک ہیں

ثقافت

(Culture)

ضوابط اور قوانین کے تحت مقرر کردہ، ثقافت مختلف معاشروں میں مختلف ہوتی ہے۔ اور اس میں سیکھے ہوئے رویے، رسم و رواج، اور معاشرتی ضوابط شامل ہوتے ہیں

ضابطہ

(Norm)

معاشرے میں رویے کو کنٹرول کرنے والا معیار یا قانون۔ ضوابط ثقافتی لحاظ سے مخصوص ہوتے ہیں اور ایک معاشرے سے دوسرے معاشرے میں بدل سکتے ہیں

ازدواجی ممنوعیت

(Incest Prohibition)

ایک عالمگیر ضابطہ جو تمام انسانی معاشروں میں پایا جاتا ہے۔ اور مخصوص قریبی رشتے داروں کے درمیان جنسی تعلقات کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ یہ ایک تضاد کی نمائندگی کرتا ہے۔ کیونکہ یہ قدرتی عالمگیریت اور ثقافتی ضابطے دونوں کو شامل کرتا ہے۔

اسکینڈل

(Scandal)

اس سیاق و سباق میں، ایک اسکینڈل اس تصور یا مظہر کو ظاہر کرتا ہے جو موجودہ
فلسفیانہ زمروں یا مخالفتوں، جیسے فطرت بمقابلہ ثقافت، کو چیلنج کرتا ہے۔

فطرت اور ثقافت کا دریدا کا جائزہ

دریدا کلود لیوی-لیوی سٹراس کے کام کے ذریعے انسان میں موجود عالمگیری خصوصیات
(فطرت) اور ثقافتی ضوابط (ثقافت) کے درمیان تعلق کو دریافت کرتے ہیں۔ وہ فطرت اور
ثقافت کے درمیان دیرینہ فلسفیانہ تقسیم پر غور کرتے ہیں جہاں فطرت کو عالمی اور خود رو
سمجھا جاتا ہے، جبکہ ثقافت کو ضوابط کے تحت سمجھا جاتا ہے جو مختلف معاشرتی
ڈھانچوں میں مختلف ہوتی ہے۔

ازدواجی ممنوعیت کا تضاد

دریدا ازدواجی ممنوعیت کو اس بات کی ایک کلیدی مثال کے طور پر نمایاں کرتے ہیں کہ
کیسے فطرت-ثقافت کی مخالفت مسئلہ پیدا کر سکتی ہے۔ ازدواجی ممنوعیت عالمگیر ہے،
جو اسے ایک قدرتی مظہر ظاہر کرتی ہے، پھر بھی یہ ایک سماجی ضابطہ بھی ہے، جو اسے
ثقافتی تعمیرات کے ساتھ جوڑتا ہے۔ یہ دوہری نوعیت اسے ایک "اسکینڈل" بنا دیتی ہے کیونکہ
یہ فطرت اور ثقافت کے درمیان روایتی تقسیم کی مخالفت کرتی ہے۔

تصوری نظاموں کی تنقید

دریدا کا استدلال ہے کہ ازدواجی ممنوعیت کا اسکینڈل اس تصوری نظام کی حدود کو ظاہر کرتا ہے جو سختی سے فطرت اور ثقافت کو الگ کرتا ہے۔ لیوی-لیوی سٹراس کا کام، جو اس ممنوعیت سے شروع ہوتا ہے، اس مخالفت کی خود واضحیت کو چیلنج کرتا ہے اور روایتی فلسفیانہ تصورات کی شفافیت پر سوال اٹھاتا ہے۔

روایتی تصورات سے آگے

ازدواجی ممنوعیت کچھ ایسی بن جاتی ہے جو روایتی فلسفیانہ زمروں سے بچ نکلتی ہے، یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ یہ ان تصورات سے زیادہ بنیادی ہے۔ دریدا تجویز کرتے ہیں کہ فلسفیانہ تصور سازی منظم طریقے سے فطرت-ثقافت کی مخالفت پر انحصار کرتی ہے، اس کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ وہ کونسی شرائط ہیں جو اس تصور سازی کو ممکن بناتی ہیں، یعنی ازدواجی ممنوعیت کی اصل

زبان اور اس کی تنقید

دریدا اس بات پر زور دیتے ہیں کہ زبان کے اندر اپنی تنقید کی ضرورت موجود ہے۔ وہ دو نقطہ ہائے نظر پیش کرتے ہیں

منظم اور تاریخی تنقید

فلسفیانہ تصورات کی تاریخ کا سخت اور منظم جائزہ لینا، ان کے بنیادی مفروضات پر سوال اٹھانا۔ یہ محض ایک لسانیاتی یا روایتی فلسفیانہ کام نہیں ہے بلکہ روایتی فلسفیانہ حدود سے باہر قدم رکھنے کا ایک جرات مندانہ اقدام ہے۔

تجرباتی دریافت اور طریقہ کار

روایتی تصورات کو تجرباتی تحقیق کے آلات کے طور پر استعمال کرتے رہنا، جبکہ ان کی حدود کو تسلیم کرنا۔ اس میں ان کی افادیت کو تسلیم کرنا شامل ہے بغیر انہیں کسی موروثی سچائی کی قیمت منسوب کئے، اور اگر بہتر آلات موجود ہوں تو انہیں ترک کرنے کے لئے تیار رہنا

لیوی-لیوی سٹراس کا نقطہ نظر

دریدا لیوی-لیوی سٹراس کو دوسرے نقطہ نظر سے منسلک کرتے ہیں، جہاں روایتی تصورات کو ان کی حدود کے باوجود طریقہ کار کے آلات کے طور پر برقرار رکھا جاتا ہے۔ اس میں طریقہ کو سچائی سے جدا کرنا شامل ہے، تصورات کو پرانی نظاموں کی تنقید اور انہدام کے لئے استعمال کرنا جن سے وہ تعلق رکھتے ہیں

نتیجہ

دریدا کا فطرت-ثقافت کی مخالفت اور ازدواجی ممنوعیت کی مثال کا تجزیہ فلسفیانہ تصور سازی میں موجود پیچیدگیوں اور تضادات کو ظاہر کرتا ہے۔ روایتی زمروں کو چیلنج کرتے ہوئے، دریدا انسانی علوم کے بنیادی مفروضات پر دوبارہ غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں اور

فطرت اور ثقافت کے درمیان تعامل کی زیادہ باریک بینی سے تفہیم کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ لیوی-لیوی سٹراس کے کام کے ذریعے، دریدا یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کیسے روایتی تصورات کو علمی علم کے حصول میں تنقیدی آلات کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

دسواں پیراگراف

لیوی-لیوی سٹراس ہمیشہ اس دوہرے ارادے کے ساتھ وفادار رہیں گے: بطور آلہ اس چیز کو محفوظ رکھنا جس کی سچائی کی قیمت وہ تنقید کرتے ہیں۔ ایک طرف، وہ فطرت/ثقافت کی مخالفت کی قدر کو چیلنج کرنا جاری رکھیں گے۔ "رشتہ داری کی بنیادی ساختیں" کے تیرہ سال بعد "دی سیویج مائنڈ" میں اس متن کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ جو میں نے ابھی حوالہ دیا: "فطرت اور ثقافت کے درمیان مخالفت، جس پر میں نے پہلے اصرار کیا تھا، آج ایسا لگتا ہے کہ وہ قدر پیش کرتی ہے۔ جو سب سے بڑھ کر طریقہ کار کی ہے۔" اور یہ طریقہ کار کی قدر اس کی "وجودی" غیر قدر سے متاثر نہیں ہوتی (جیسا کہ کہا جا سکتا ہے، اگر یہ تصور یہاں مشکوک نہ ہو): "یہ کافی نہیں ہوگا کہ مخصوص انسانیت کو عمومی انسانیت میں ضم کیا جائے؛ یہ پہلی کوشش دیگر کے لئے راہ ہموار کرتی ہے ... جو کہ فطری اور عین سائنسز سے تعلق رکھتی ہیں: ثقافت کو فطرت میں دوبارہ ضم کرنا، اور آخرکار، زندگی کو اس کے "فزیو کیمیکل حالات کی مجموعیت میں دوبارہ ضم کرنا۔

دوسری طرف، "دی سیویج مائنڈ" میں ہی، وہ اس چیز کو بطور "برکولاژ" پیش کرتے ہیں، جسے اس طریقہ کار کی گفتگو کہا جا سکتا ہے۔ لیوی-لیوی سٹراس کہتے ہیں کہ برکولر وہ شخص ہوتا ہے جو "دستیاب وسائل" استعمال کرتا ہے، یعنی وہ آلات جو اس کے ارد گرد

دستیاب ہوتے ہیں، وہ جو پہلے سے موجود ہوتے ہیں، جو خاص طور پر اس عمل کے لئے نہیں بنائے گئے تھے جن کے لئے انہیں استعمال کیا جانا ہے، اور جنہیں آزمائش اور خطا کے ذریعے ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جاتی ہے، بغیر یہ ہچکچاہٹ کے انہیں جب ضروری سمجھا جائے تبدیل کیا جائے، یا بیک وقت کئی کا استعمال کیا جائے، چاہے ان کی شکل اور ان کی اصل مختلف کیوں نہ ہو۔ اس لئے زبان کی ایک تنقید برکولاژ کی صورت میں موجود ہے، اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ برکولاژ بذات خود تنقیدی زبان ہے۔ میں خاص طور پر جی جینٹ کے مضمون "اسٹرکچرلزم اور ادبی تنقید" کا حوالہ دے رہا ہوں، جو لیوی-سٹراس کو خراج عقیدت کے طور پر "ل’آرک" کے خصوصی شمارے (نمبر 26، 1965) میں شائع ہوا، جہاں یہ کہا گیا کہ برکولاژ کے تجزیے کو "لفظ بہ لفظ" تنقید پر، خاص طور پر "ادبی تنقید" پر لاگو کیا جا سکتا ہے۔

اگر برکولاژ کو اس ضرورت کا نام دیا جائے کہ کسی کے تصورات کو کسی وراثت کے متن سے مستعار لینا جو کم و بیش ہم آہنگ یا تباہ حال ہے، تو یہ کہنا ضروری ہے کہ ہر گفتگو برکولر ہے۔ انجینئر، جسے لیوی-سٹراس برکولر کے مقابل پیش کرتے ہیں، کو وہ ہونا چاہئے جو اپنی زبان، قواعد، اور لغت کی مجموعی تعمیر کرے۔ اس معنی میں انجینئر ایک تصوراتی شخصیت ہے۔ ایک موضوع جو بظاہر اپنے خطبے کی مکمل تخلیق کرنے والا ہو اور جو اسے "کچھ بھی نہیں" سے، "کپڑے کے مکمل ٹکڑے سے" تعمیر کرے، وہ کلمے کا خالق ہوگا، خود کلمہ ہوگا۔ انجینئر کا وہ تصور جو بظاہر تمام قسم کے برکولاژ سے قطع تعلق رکھتا ہے، ایک مذہبی خیال ہے؛ اور چونکہ لیوی-سٹراس ہمیں دوسری جگہوں پر بتاتے ہیں کہ برکولاژ ایک افسانوی تخلیق ہے، امکان ہے کہ انجینئر برکولر کا پیدا کردہ ایک افسانہ ہے۔ جیسے ہی ہم ایسے انجینئر پر یقین کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور کسی گفتگو میں موصولہ تاریخی

گفتگو سے قطع تعلق پر یقین کرنا چھوڑ دیتے ہیں، جیسے ہی یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہر
محدود گفتگو ایک خاص برکولاژ سے جڑی ہوتی ہے، اور انجینئر اور سائنسدان بھی برکولرز کی
اقسام ہیں، تو برکولاژ کا خود تصور خطرے میں پڑ جاتا ہے اور وہ فرق جس میں اس نے اپنا
مطلب حاصل کیا تھا تحلیل ہو جاتا ہے۔

تشریح

لیوی-لیوی سٹراس کا دوہرا ارادہ

لیوی-لیوی سٹراس اپنے کام میں دوہرے ارادے کو برقرار رکھتے ہیں۔ ایک طرف، وہ کچھ
تصورات کو بطور طریقہ کار آلات محفوظ رکھتے ہیں، حالانکہ وہ ان کی سچائی کی قدر کو
تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ خاص طور پر، وہ فطرت اور ثقافت کے درمیان مخالفت کو چیلنج
کرتے ہیں، یہ تجویز کرتے ہوئے کہ اگرچہ اس تقسیم میں موروثی سچائی کی کمی ہے، لیکن
یہ طریقہ کار کی قدر رکھتی ہے۔ اپنی کتاب "دی سیویج مائنڈ" میں، وہ اس بات پر زور دیتے
ہیں کہ یہ مخالفت، اپنے فلسفیانہ نقائص کے باوجود، بشریاتی تحقیق کو ساخت دینے کے لئے
کارآمد رہتی ہے۔ لیوی-لیوی سٹراس ان مظاہر کو دوبارہ فطرت میں ضم کرنے کی قدر

دیکھتے ہیں اور، آخرکار، زندگی کو اس کے فزیو کیمیکل حالات میں مکمل طور پر شامل کرتے ہیں، اس طرح انسانیت اور قدرتی سائنسز کے درمیان خلا کو پُر کرتے ہیں۔

برکولاژ بطور طریقہ کار

لیوی-لیوی سٹراس برکولاژ کے تصور کو متعارف کراتے ہیں تاکہ ایک ایسے کام کرنے کے طریقے کو بیان کیا جا سکے جس میں دستیاب آلات اور وسائل کو تخلیقی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ برکولر وہ شخص ہوتا ہے جو جو کچھ اس کے پاس موجود ہوتا ہے اس کا استعمال کرتا ہے، چاہے وہ ان مقاصد کے لئے ابتدا میں نہیں بنائے گئے تھے۔ اس طریقہ کار میں آزمائش و خطا، لچک، اور جدت شامل ہوتی ہے۔ برکولاژ لیوی-لیوی سٹراس کے استعمال کردہ تنقیدی زبان کے لئے ایک استعارہ بن جاتا ہے۔ یہ اس سوچ کے طریقے کی نمائندگی کرتا ہے جو موروثی تصورات کی حدود اور مختلفیت کو قبول کرتا ہے، انہیں نئی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے آلات کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

برکولاژ کے ذریعے زبان کی تنقید

دریدا اس بات کو اجاگر کرتے ہیں کہ برکولاژ خود زبان کی تنقید پیش کرتا ہے۔ موجودہ تصورات کو نئے طریقوں سے استعمال کر کے، برکولاژ ان روایتی امتیازات اور مخالفتوں پر سوال اٹھاتا ہے جو سوچ کی ساخت کو تشکیل دیتے ہیں۔ اس نقطہ نظر کو نہ صرف بشریات

بلکہ ادبی تنقید اور دیگر تجزیاتی شکلوں پر بھی لاگو کیا گیا ہے، جیسا کہ جی جینٹ نے اپنے کام میں ساختیات اور ادبی تنقید پر روشنی ڈالی ہے۔

برکولاژ بمقابلہ انجینئرہ

دریدا برکولر کا موازنہ انجینئر کی شخصیت سے کرتے ہیں، جو نظریاتی طور پر اپنے خطبے کو مکمل طور پر تاریخی یا تصوری بوجھ سے آزاد بنا سکتا ہے۔ تاہم، دریدا کا کہنا ہے کہ انجینئرہ کا یہ تصور ایک افسانہ ہے۔ یہ خیال کہ کوئی شخص مکمل طور پر نئے تصورات تخلیق کر سکتا ہے بغیر موجودہ ڈھانچوں سے کچھ اخذ کئے، غیر حقیقی ہے۔ دریدا کے مطابق، تمام گفتگو کسی نہ کسی شکل میں برکولاژ کا حصہ ہوتی ہے کیونکہ یہ لازمی طور پر موجودہ زبان اور تصورات پر انحصار کرتی ہے۔

مذہبی مفہوم

-وہ تصور کہ انجینئرہ کسی چیز کو تخلیق کرتا ہے

عدم سے

Ex nihilo

ایک لاطینی اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے "کچھ بھی نہیں سے" یا "عدم سے"۔ فلسفیانہ اور مذہبی مباحث میں، یہ اصطلاح اکثر تخلیق کے تصور کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے، جہاں کوئی چیز مکمل طور پر عدم سے وجود میں آتی ہے، یعنی بغیر کسی پہلے سے موجود مواد یا وسائل کے۔

سیاق و سباق میں استعمال

Ex nihilo

کا تصور مختلف فلسفیانہ اور مذہبی نظریات میں اہمیت رکھتا ہے

مذہبی سیاق و سباق

بہت سے مذاہب، خاص طور پر ابراہیمی مذاہب جیسے یہودیت، عیسائیت، اور اسلام، کائنات کی تخلیق کو

Ex nihilo

کے طور پر بیان کرتے ہیں، یعنی خدا نے کائنات کو عدم سے پیدا کیا۔

فلسفیانہ سیاق و سباق عدم سے تخلیق

Creation from Ex nihilo

فلسفے میں، عدم سے تخلیق کا سوال وجود اور کائنات کی نوعیت کے بارے میں سوالات اٹھاتا ہے، جیسے کہ کچھ بھی نہیں سے کسی چیز کا پیدا ہونا ممکن ہے یا نہیں

دریدا کی تشریح میں

دریدا کے تناظر میں، عدم سے تخلیق کا ہونے نہ ہونے کے حوالے سے جو

Ex nihilo

کا تصور ہے وہ اس نظریے کو چیلنج کرتا ہے کہ کوئی بھی نظریہ یا تخلیق مکمل طور پر نئے سرے سے اور بغیر کسی تاریخی یا موروثی بنیاد کے بن سکتی ہے۔ ان کے مطابق، تمام گفتگو یا نظریات کسی نہ کسی طرح سے موجودہ زبان، تصورات، اور وراثت پر مبنی ہوتے ہیں، اس لیے "عدم سے تخلیق" کا خیال ایک تصوراتی یا مذہبی مفہوم رکھتا ہے۔

دریدا کی نظر میں، کوئی بھی مکمل طور پر نیا اور خود کفیل نظریہ یا تخلیق ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ ہمیشہ موجودہ علم اور تصورات کے کسی نہ کسی شکل میں برکولاژ (اختراعی استعمال) کا حصہ ہوتا ہے۔

ایک مذہبی خیال کی مانند ہے، جو تخلیق کی الٰہی طاقت کو ظاہر کرتا ہے۔ (کچھ نہیں سے) دریدا کا کہنا ہے کہ ایسا نظریہ برکولر کا پیدا کردہ ایک افسانہ ہے، جو انسانی رجحان کو ایک کامل آغاز یا خالق کا تصور کرنے کی عکاسی کرتا ہے۔ جیسے ہم ایسے انجینئر کے تصور پر یقین کرنا چھوڑ دیتے ہیں، اور اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ ہر محدود گفتگو ایک خاص

برکولاژ سے بندھی ہوتی ہے، تو برکولاژ کا تصور خود خطرے میں پڑ جاتا ہے اور وہ فرق جس میں اس نے اپنا مطلب حاصل کیا تھا تحلیل ہو جاتا ہے۔

نتیجہ

دریدا کی لیوی-لیوی سٹراس کے خیالات کی جانچ ظاہر کرتی ہے کہ موروثی تصورات کو فلسفیانہ اور سائنسی گفتگو میں استعمال کرنے کی پیچیدگیاں موجود ہیں۔ برکولاژ کو بطور طریقہ اپنانے کے ذریعے، دریدا خالص اور اصلی سوچ کے روایتی نقطہ نظر کو چیلنج کرتے ہیں، بلکہ موجودہ خیالات کے تخلیقی اور اختراعی استعمال پر زور دیتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر نہ صرف فطرت-ثقافت کی مخالفت کی تنقید کرتا ہے بلکہ دانشورانہ روایات کے ساتھ زیادہ لچکدار اور تخلیقی تعامل کی بھی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ایسا کر کے، دریدا اس بات کی ضرورت پر زور دیتے ہیں کہ ہم کس طرح علم اور معنی کی تشکیل کرتے ہیں، اس میں موجود برکولاژ کو تسلیم کرتے ہیں جو تمام انسانی کوششوں میں موجود ہے۔

گیارہواں پیرا گراف

یہاں سے ہمیں ایک اور دوسرے خیال کی طرف رہنمائی ملتی ہے جو ہمیں یہ جاننے میں رہنمائی فراہم کرسکتا ہے کہ اب تک کیا کچھ منکشف ہوچکا ہے۔ لیوی سٹراس برکولاژ کو نہ صرف ذہنی دانشورانہ سرگرمی کے طور پر بیان کرتا ہے بلکہ وہ اسے افسانوی شاعرانہ 'سرگرمی کے طور پر بھی بیان کرتا ہے۔ 'وحشی ذہن

‘The Savage Mind’

کے عنوان سے لکھی لیوی سٹراس کی کتاب میں یہ پڑھنے کو ملتا ہے، " جیسے برکولاژ تکنیکی سطح پر پر شاندار اور غیر متوقع نتائج دے سکتا ہے ویسے ہی افسانوی سوچ دانشورانہ سطح پر دے سکتی ہے۔ عام طور پر لیوی سٹراس کے کام میں برکولاژ کے افسانوی شاعرانہ کردار کو زیرغور لایا گیا - لیکن لیوی-لیوی سٹراس کی شاندار کوشش صرف یہ نہیں ہے کہ وہ، خاص طور پر اپنی حالیہ تحقیقات میں، افسانوں اور افسانوی سرگرمیوں کا ساختی علم یا سائنس پیش کریں۔ میں کہوں گا کہ تقریباً ابتدا ہی سے، افسانوں پر ان کی اپنی گفتگو میں جو مقام وہ دیتے ہیں، جسے وہ اپنے 'افسانوی نظریات' کہتے ہیں۔ یہیں پر ان کی افسانوں پر گفتگو خود پر غور کرتی ہے اور خود پر تنقید کرتی ہے۔ اور یہ لمحہ، یہ اہم دور، ان تمام زبانوں کے لیے اہم ہے جو انسانی علوم کے میدان میں شامل ہیں۔ لیوی-لیوی سٹراس اپنے 'افسانوی نظریات' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟"

یہیں پر ہم برکولاژ کی تخیلاتی شاعرانہ قوت کو دوبارہ دریافت کرتے ہیں۔

درحقیقت، اس گفتگو کے نئے مقام کی تلاش میں سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ مرکز، موضوع، کسی خاص حوالے، اصل یا کسی مطلق بنیاد کی طرف اشارے کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس غیر مرکزی موضوع کو ان کی آخری کتاب

The Raw and the Cooked

کے 'اوبورچر' (تعارف) میں دیکھا جا سکتا ہے۔ میں صرف چند اہم نکات پر روشنی ڈالوں گا۔

شروع سے ہی، لیوی-لیوی سٹراس اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ بوہورو افسانہ، جسے وہ اپنی کتاب میں 'حوالہ افسانہ' کے طور پر استعمال کرتے ہیں، اس نام اور اس سلوک کا مستحق نہیں ہے۔ اس کا نام دھوکہ باز ہے اور افسانہ کا استعمال غیر مناسب ہے۔ یہ -افسانہ کسی اور افسانہ کے مقابلہ میں اپنے حوالہ جاتی مقام کا زیادہ حقدار نہیں ہے

یہ اقتباس اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ لیوی-لیوی سٹراس نے بوہورو افسانہ کو مرکزی حیثیت دینے کے بارے میں شکوک کا اظہار کیا ہے اور اسے دوسرے افسانوں پر فوقیت دینے کے عمل کو غیر مناسب قرار دیا ہے۔ یہ افسانہ دوسرے کسی بھی افسانہ کے مقابلہ میں اپنے حوالہ جاتی مقام کا زیادہ مستحق نہیں ہے۔

درحقیقت، بوہورو افسانہ، جسے اب 'حوالہ افسانہ' کے نام سے جانا جائے گا، جیسا کہ میں دکھانے کی کوشش کروں گا، اصل میں دوسرے افسانوں کی کم و بیش جبری تبدیلی ہے، جو یا تو اسی معاشرے سے یا کسی دور کے معاشروں سے آئے ہیں۔ اس لیے یہ جائز ہوتا کہ میں اپنے آغاز کے لیے گروپ کے کسی بھی نمائندے کو منتخب کرتا۔ اس نقطہ نظر سے، حوالہ افسانہ کی دلچسپی اس کے مخصوص کردار پر منحصر نہیں ہے، بلکہ اس کے بجائے گروپ کے بیچ میں اس کے غیر معمولی مقام پر ہے۔

تشریح

اساطیری شاعرانہ سرگرمی

(Mythopoetical Activity)

یہ شاعرانہ اساطیر اور کہانیوں کی تخلیق کا عمل ہے، جہاں کہانیاں صرف کہانیوں کے طور پر نہیں بلکہ ایک گہری معنویت کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں۔ لیوی اسٹراس کے نزدیک، اساطیر ایک اجتماعی ذہنی سرگرمی ہے۔

مرکزیت کا خاتمہ

(Decentering)

لیوی اسٹراس نے اس نظریے کو بیان کیا ہے کہ اساطیری بیانیے میں کسی ایک مرکزی نقطے، مضمون، یا آغاز پر انحصار نہیں ہوتا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ حقیقت میں کوئی مرکزی نقطہ یا حتمی ماخذ نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک مسلسل تبدیلی کے عمل سے گزر رہا ہوتا ہے۔

حوالہ افسانہ

(Reference Myth)

بوروورو افسانے کو ایک مثال کے طور پر استعمال کرتے ہوئے، لیوی اسٹراس نے بیان کیا کہ کوئی بھی افسانہ ایک واحد درست یا حتمی حوالہ نہیں ہوتا بلکہ مختلف معاشروں کے مختلف افسانوں کی ایک مشترکہ تشکیل ہوتی ہے۔

تنقید

(Critique)

لیوی اسٹراس اپنے بیانات پر خود تنقید کرتے ہیں اور اس طرح وہ اپنے نظریات کی جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ یہ عمل ان کے کام کی گہرائی اور وسعت کو بڑھاتا ہے اور اسے مزید معتبر بناتا ہے۔

اہم نکات

برکولاج کی دوہری نوعیت

لیوی اسٹراس نے برکولاج کو نہ صرف ایک ذہنی سرگرمی کے طور پر دیکھا بلکہ اس میں ایک شاعرانہ اور اساطیری پہلو بھی پایا۔

مرکزیت کے خاتمے کی اہمیت

یہ اساطیری بیانیے کو ایک جامد مرکز سے آزاد کرتا ہے اور اس کی تشریح کو زیادہ متحرک اور لچکدار بناتا ہے۔

تنقیدی خود جانچ

لیوی اسٹراس نے اپنے نظریات کی تنقید کے ذریعے ان کی صداقت کو پرکھا اور یہ دکھایا کہ کسی بھی نظریے کو حتمی یا مطلق نہیں سمجھنا چاہئے۔

خلاصہ

لیوی اسٹراس کی تحقیق اساطیر اور برکولاج کے نظریات پر مبنی ہے، جہاں انہوں نے دکھایا کہ اساطیر نہ صرف کہانیاں ہیں بلکہ انسانی ذہن کی تخلیقی کاوشیں ہیں جو مختلف سماجی اور ثقافتی عناصر کو جوڑتی ہیں۔ ان کا کام اساطیری بیانیے کی غیر مرکزیت کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بھی افسانہ یا کہانی اپنے طور پر حتمی نہیں ہوتی بلکہ ایک وسیع تر ثقافتی ڈھانچے کا حصہ ہوتی ہے۔

گیارہواں پیراگراف

مائتھ/اسطورہ کی کوئی وحدت یا مطلق منبع نہیں ہے۔ مائتھ/اسطورہ کا مرکز یا منبع" ہمیشہ سایوں اور مجازی چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے جو غیر واضح، ناقابل حصول، اور بنیادی طور پر عدم موجود ہیں۔ ہر چیز ساخت، ترتیب، اور تعلقات سے شروع ہوتی ہے۔ اس غیر مرکزی ساخت پر گفتگو، یعنی مائتھ/اسطورہ، خود ایک مطلق موضوع یا مطلق مرکز نہیں رکھ سکتی۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ مائتھ/اسطورہ کی شکل اور حرکت کو نقصان نہ پہنچے، اس تشدد سے بچنا ضروری ہے جو ایک ایسی زبان کو مرکز میں لانے پر مشتمل ہے جو غیر مرکزی ساخت کی وضاحت کر رہی ہے۔ اس تناظر میں، لہٰذا سائنسی یا فلسفیانہ گفتگو کو چھوڑنا ضروری ہے، اس علم کو ترک کرنا ضروری ہے جو مطلق طور پر تقاضا کرتا ہے کہ ہم منبع، مرکز، بنیادی بنیاد، اصول وغیرہ کی طرف جائیں۔ ایپیسٹیمک گفتگو کے برخلاف، مائتھ/اسطورہ پر ساختی گفتگو—اسطورہ/مائتھ کی گفتگو—خود اسطورہ/مائتھ کی شکل کی حامل ہونی چاہیے۔ اسے اس چیز کی شکل اختیار کرنی چاہیے جس کی وہ بات کر رہی ہے۔ یہی بات لیوی-لیوی سٹراس نے اپنی کتاب

The Raw and the Cooked

میں کہی ہے، جس میں سے میں اب ایک طویل اور قابل ذکر اقتباس پیش کرنا چاہوں گا :

درحقیقت مائتھ/اسطوروں کا مطالعہ ایک طریقہ کار کے مسئلے کو جنم دیتا ہے" کیونکہ یہ مشکل کو اتنے حصوں میں تقسیم کرنے کے کارٹیسی اصول کے مطابق نہیں ہو سکتا جتنے اس کے حل کے لیے ضروری ہیں۔ مائتھ/اسطوروی تجزیے کا کوئی حقیقی اختتام یا مقصد نہیں ہے، کوئی خفیہ وحدت نہیں ہے جو تجزیے کے کام کے اختتام پر پکڑی جا سکے۔ موضوعات لامحدودیت تک اپنی نقل کرتے ہیں۔ جب ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے انہیں ایک دوسرے سے الگ کر دیا ہے اور انہیں الگ تھلگ رکھ سکتے ہیں، تو یہ صرف یہ احساس کرنے کے لیے ہوتا ہے کہ وہ غیر متوقع ہم آہنگیوں کے اثر کی وجہ سے دوبارہ جڑ رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں، مائتھ/اسطورے کی وحدت صرف رجحانی اور منصوبہ بندی پر مبنی ہوتی ہے؛ یہ کبھی بھی مائتھ/اسطورے کی حالت یا لمحے کی عکاسی نہیں کرتی۔

ایک خیالی رجحان جو تشریح کی کوشش کے ذریعے پیدا ہوتا ہے، اس کا کردار مائتھ/اسطورے کو ایک جامع شکل دینا اور اس کے تضادات کی افراتفری میں تحلیل ہونے کو روکنا ہے۔ لہذا، یہ کہا جا سکتا ہے کہ مائتھ/اسطوروں کا علم ایک انکلاسٹک سائنس ہے، اس قدیم اصطلاح کو اس کے ماخذ کے ذریعے اجازت یافتہ وسیع ترین معنی میں لیتے ہوئے، ایک ایسی سائنس جو اپنی تعریف میں منعکس شعاعوں کے مطالعے کو ٹوٹنے والی شعاعوں کے مطالعے کے ساتھ شامل کرتی ہے۔"

لیکن فلسفیانہ غور و فکر کے برعکس، جو اپنے منبع تک واپس جانے کا دعویٰ کرتی ہے، یہاں زیر بحث عکاس شعاعیں بغیر کسی حقیقی مرکز کے ہیں۔

مائتھ/اسطوروی سوچ کی خود بخود حرکت کی نقل کرنے کی کوشش میں، میرے کام نے اپنی ضروریات کو تسلیم کیا اور اس کی رفتار کا احترام کیا۔ اسی طرح یہ کتاب، "اپنے طریقے سے اور خود پر مائتھ/اسطوروں کے بارے میں، ایک مائتھ/اسطورہ ہے۔"

تشریح

طریقہ کار کا مسئلہ

(Methodological Problem)

مائتھ یا اسطوروں کا مطالعہ کارٹیسی اصول کے تحت نہیں کیا جا سکتا جو کہتا ہے کہ کسی مسئلہ کو اس کے حل کے لیے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مائتھ یا اسطوروی تجزیہ میں کوئی حتمی مقصد یا اختتام نہیں ہوتا

لامحدودیت

(Infinity)

مائتھ یا اسطورہ کے موضوعات لامحدود ہیں جب ہم ان موضوعات کو الگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ ہمیں دکھائی دیتا ہے کہ وہ غیر متوقع ہم آہنگیوں کی وجہ سے دوبارہ جڑ جاتے ہیں

غیر مرکزی وحدت

(Acentric Unity)

مائتھ یا اسطوروں کی وحدت ایک رجحانی اور منصوبہ بندی پر مبنی ہوتی ہے۔ نہ کہ کسی مرکزی یا حتمی مرکز پر یہ کبھی بھی مائتھ یا اسطورہ کی حالت یا لمحہ کی عکاسی نہیں کرتی

تشریح کا رجحان

(Interpretive Phenomenon)

مائتھ یا اسطوروں کی تشریح کا مقصد انہیں ایک جامع شکل دینا اور ان کے تضادات کی افراتفری میں تحلیل ہونے سے بچانا ہوتا ہے۔

انکلاسٹک سائنس

(Anaclastic Science)

مائتھ یا اسطوروں کا علم ایک انکلاسٹک سائنس کی طرح ہے۔ جو منعکس شعاعوں کے مطالعے کو ٹوٹنے والی شعاعوں کے مطالعے کے ساتھ شامل کرتی ہے۔

غیر حقیقی مرکز

(Virtual Focus)

مائتھ یا اسطوروی مطالعے میں عکاس شعاعیں بغیر کسی حقیقی مرکز کے ہوتی ہیں یعنی ان کا کوئی حتمی نقطۂ آغاز یا مرکز نہیں ہوتا

مائتھ یا اسطورہ کے مطابق کتاب

(Book as a Myth)

مصنف کی کوشش ہے۔ کہ وہ مائتھ یا اسطوروی سوچ کی خود بخود حرکت کی نقل کریں جس کی وجہ سے کتاب خود اپنی نوعیت میں ایک مائتھ یا اسطورہ بن جاتی ہے۔ - یہ نکات اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ مائتھ یا اسطوروں کا

مطالعہ کسی حتمی مرکز یا وحدت کی بجائے ایک مسلسل تجزیہ اور تشریح کی کوشش ہے۔ جہاں ہر چیز کی نوعیت میں لامحدودیت اور غیر مرکزیت ہے۔

بارہوواں پیراگراف

یہ بیان تھوڑا آگے (20) دہرایا گیا ہے: 'چونکہ مائتھ/اسطورہ خود دوسرے درجے" کے کوڈز پر مبنی ہیں (پہلے درجے کے کوڈز وہ ہیں جن میں زبان تشکیل پاتی ہے) ، یہ کتاب تیسرے درجے کے کوڈ کا مسودہ پیش کرتی ہے، جو کئی مائتھ/اسطوروں کے متقابل ترجمہ کی امکانیت کو یقینی بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے ایک مائتھ/اسطورہ کہنا غلط نہیں ہوگا: مائتھولوجی کا مائتھ/اسطورہ، جیسا کہ یہ ہو سکتا ہے۔' یہ کسی حقیقی اور مستقل مرکز کی عدم موجودگی ہے جس کی وجہ سے لیوی-لیوی سٹراس کی کتاب کی تشکیل کے لیے موسیقی کا ماڈل منتخب کیا گیا ہے، اور یہ بظاہر جائز نظر آتا ہے۔ مرکز کی عدم موجودگی یہاں موضوع اور مصنف کی عدم موجودگی ہے: 'مائتھ/اسطورہ اور موسیقی کا کام اس طرح کنڈکٹر کی حیثیت سے ظاہر ہوتا ہے، جن کے سامعین خاموش کارکردگی ادا کرنے والے ہیں۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ کام کا حقیقی مرکز کہاں ہے، تو یہ جواب دینا ضروری ہوگا کہ اس کا تعین ناممکن ہے۔ موسیقی اور مائتھولوجی انسان کو ایسے مجازی اشیاء کے سامنے لاتے ہیں جن کا صرف سایہ ہی حقیقی ہوتا ہے۔ مائتھ/اسطوروں کے مصنفین نہیں ہوتے' (25)۔

لہذا یہ اس مقام پر ہے کہ نسلیاتی برکولاژ جان بوجھ کر اپنے تخیلاتی شاعرانہ کردار کو اپناتا ہے۔ لیکن اسی لمحے، یہ کردار مرکز کے فلسفیانہ یا معرفتی تقاضے کو مائتھولوجی کی حیثیت سے ظاہر کرتا ہے، یعنی کہ ایک تاریخی فریب کے طور پر۔

پھر بھی، اگرچہ لیوی-لیوی سٹراس کے کیے ہوئے کام کی ضرورت کو تسلیم کیا جاتا ہے، اس کے خطرات کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر مائتھولوجی مائتھومورفک ہے، تو کیا مائتھ/اسطوروں پر تمام گفتگوئیں مساوی ہیں؟ کیا ہمیں مائتھ/اسطور پر مختلف معیار کی گفتگووں میں تمیز کرنے کی اجازت دینے والے کسی بھی معرفتی تقاضے کو ترک کرنا پڑے گا؟ یہ ایک کلاسیکی سوال ہے، لیکن ناگزیر ہے۔ ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے، اور نہ ہی مجھے یقین ہے کہ لیوی-لیوی سٹراس اس کا جواب دیتے ہیں، جب تک کہ فلسوفیمی یا تھیورم، ایک طرف، اور مائتھیم یا مائتھوپیم، دوسری طرف، کے درمیان تعلقات کا مسئلہ واضح طور پر نہیں اٹھایا جاتا۔ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ اس مسئلے کو واضح طور پر نہ اٹھانے کی صورت میں، ہم خود کو فلسفے کے دعوی کردہ خلاف ورزی کو فلسفیانہ میدان کے اندر غیر محسوس خطا میں تبدیل کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

تجربیت پسندی وہ نوع ہوگی جس کی یہ خطائیں ہمیشہ ذیلی نوع/ثانوی قسم ہوں گی۔ فلسفہ سے باہر کے تصورات کو فلسفیانہ سادگیوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ کوئی اس خطرے کو ظاہر کرنے کے لیے کئی مثالیں دے سکتا ہے: نشان، تاریخ، سچائی کے تصورات وغیرہ۔ میں جو بات زور دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ فلسفہ سے آگے بڑھنے کا مطلب فلسفہ کا صفحہ پلٹنا نہیں (جو عام طور پر بری طرح فلسفیانہ بننے کا نتیجہ ہوتا ہے)، بلکہ فلسفیوں کو ایک خاص طریقے سے پڑھتے رہنا ہے۔ جس خطرے کی میں بات کر رہا ہوں وہ ہمیشہ لیوی-لیوی سٹراس کی طرف سے تسلیم کیا جاتا ہے اور یہ ان کی کوشش کی قیمت ہے۔ میں نے کہا ہے کہ تجربیت پسندی وہ بنیادی خطا ہے جو ایک ایسی گفتگو کو خطرے میں ڈالتی ہے جو لیوی-لیوی سٹراس کی طرح خود کو سائنسی سمجھتی ہے۔ اگر ہم تجربیت پسندی اور برکولاژ کے مسئلے کو گہرائی سے اٹھانا چاہیں تو ہم شاید بہت جلد کچھ ایسے بیانات پر پہنچ جائیں گے جو ساختیاتی نسلیات میں گفتگو کی حیثیت کے بارے میں مکمل طور پر متضاد ہوں۔ ایک طرف، ساختیات درست طور پر تجربیت پسندی کی تنقید کا دعوی کرتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی، لیوی-لیوی سٹراس کی کوئی کتاب یا مطالعہ ایسا نہیں ہے جو خود کو ایک تجربی مضمون کے طور پر پیش نہیں کرتا، جو نئی معلومات کے ذریعہ ہمیشہ مکمل یا مسترد کیا جا سکتا ہے۔ ساختیاتی خاکہ ہمیشہ محدود معلومات کی مقدار سے نتیجہ خیز مفروضہ کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں، جو

تجربہ کی جانچ کے تابع ہوتے ہیں۔ اس دوہرے دعوے کو ظاہر کرنے کے لیے کئی متون استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ آئیے

The Raw and the Cooked

کے 'اوبورچر' (تعارف) کی طرف دوبارہ رجوع کریں، جہاں یہ واضح نظر آتا ہے کہ اگر یہ دعوی دوہرا ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں ایک زبان پر زبان کی بات ہو رہی ہے۔

تشریح

مرکز کی عدم موجودگی

لیوی-لیوی سٹراس کا کہنا ہے کہ مائتھ یا اسطوروں میں کوئی حقیقی اور مستقل مرکز یا موضوع نہیں ہوتا یہ خیال اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مائتھ یا اسطوروی گفتگو میں کوئی حتمی نقطۂ آغاز یا مرکزیت نہیں ہوتی

موسیقی کا ماڈل

لیوی-لیوی سٹراس نے اپنی کتاب کی تشکیل کے لیے موسیقی کو ایک ماڈل کے طور پر منتخب کیا موسیقی کی طرح مائتھ یا اسطوروں کا بھی کوئی واحد مصنف نہیں ہوتا بلکہ یہ سامعین یا قارئین کے ذریعہ مکمل کیے جاتے ہیں

مائتھولوجی کا مائتھ

لیوی-لیوی سٹراس کا کہنا ہے کہ ان کی کتاب خود ایک مائتھ ہے جس کا مقصد مختلف مائتھ یا اسطوروں کے درمیان ترجمہ کی امکانیت کو یقینی بنانا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مائتھ یا اسطوروی مطالعہ خود بھی ایک تخیلاتی عمل ہے

تخیلاتی شاعرانہ کردار مائتھ یا اسطوروی تجزیے میں برکولاژ کا کردار تخیلاتی شاعرانہ ہوتا ہے جو کہ مرکز کے تاریخی فریب کو ظاہر کرتا ہے

فلسفیانہ خطرہ

لیوی-لیوی سٹراس کے کام کے خطرات میں یہ شامل ہے کہ کیا مائتھ یا اسطوروں پر تمام گفتگوئیں ایک جیسی ہیں کیا ہمیں مائتھ یا اسطور پر مختلف معیارات کی گفتگو کو تسلیم کرنے کی اجازت دینے والے معرفتی تقاضے کو ترک کرنا پڑے گا

تجربیت پسندی

لیوی-لیوی سٹراس کا کام ایک تجربی مضمون کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو نئی معلومات کے ذریعے مکمل یا مسترد کیا جا سکتا ہے ان کا کہنا ہے کہ ساختیاتی نسلیات میں گفتگو کی حیثیت کے بارے میں مکمل طور پر متضاد بیانات موجود ہیں

دوہرا دعوی

لیوی سٹراس کا دعوی ہے کہ ان کا کام تجربیت پسندی کی تنقید کے طور پر پیش کیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ ایک تجربی مضمون بھی ہے جو نئی معلومات کی بنیاد پر تبدیل ہو سکتا ہے

یہ نکات اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ مائتھ یا اسطوروں کا مطالعہ ایک پیچیدہ اور غیر مرکزیت کا حامل عمل ہے جو روایتی فلسفیانہ تصورات سے ہٹ کر ایک نیا نقطۂ نظر پیش کرتا ہے یہ مطالعۂ اس بات پر زور دیتا ہے کہ مائتھ یا اسطوروی تجزیے میں مختلف عناصر کو ایک ساتھ ملانے اور ان کے درمیان روابط کو سمجھنے کی ضرورت ہے-

تیرہواں پیراگراف

"جو نقاد مجھے اس بات پر تنقید کا نشانہ بنا سکتے ہیں کہ میں نے جنوبی امریکی مائتھ/اسطوروں کا تجزیہ کرنے سے پہلے ان کا مکمل فہرست نہیں بنایا، وہ ان دستاویزات کی نوعیت اور کردار کے بارے میں سنگین غلطی کر رہے ہیں۔ کسی قوم کے تمام مائتھ/اسطورے بات چیت کے زمرے میں آتے ہیں۔ جب تک یہ قوم جسمانی یا اخلاقی طور پر ختم نہیں ہوتی، ان مائتھ/اسطوروں کی مکمل فہرست کبھی بند نہیں ہوتی۔ اس قسم کی تنقید کا مطلب یہ ہوگا کہ کسی زبان کے ماہر لسانیات پر یہ الزام لگایا جائے کہ وہ زبان کی گرامر لکھ رہا ہے، جبکہ اس نے اس زبان کے وجود میں آنے کے بعد سے بولے گئے تمام الفاظ کو ریکارڈ نہیں کیا اور نہ ہی اس کے پاس ان زبانی تبادلے کی مکمل معلومات ہیں جو اس زبان کے وجود کے دوران ہوں گے۔

تجربہ یہ ثابت کرتا ہے کہ جملوں کی بہت کم تعداد بھی زبان کے ماہر کو اس زبان کی گرامر تیار کرنے کی اجازت دیتی ہے جس کا وہ مطالعہ کر رہا ہے۔ اور نامعلوم زبانوں کے معاملہ میں یہاں تک کہ ایک جزوی گرامر یا گرامر کا خاکہ بھی قیمتی معلومات کی نمائندگی کرتا ہے۔ نحوی قواعد اس وقت تک انتظار نہیں کرتے جب تک کہ وہ نظریاتی طور پر لامحدود واقعات کی سیریز کو شمار کرنا ممکن نہ بنائیں، کیونکہ نحو ان قواعد کے مجموعہ پر مشتمل ہوتا ہے جو ان واقعات کی پیدائش پر حکم چلاتے ہیں۔

اور یہ بالکل جنوبی امریکی مائتھولوجی کی نحو ہے جس کا میں نے خاکہ پیش کرنا چاہا ہے۔ اگر نئے متون مائتھولوجی کے مکالمہ کو مزید وسعت دینے کے لیے ظاہر ہوتے ہیں، تو یہ کچھ نحوی قوانین کی تشکیل کے طریقہ کو جانچنے یا ان میں ترمیم کرنے کا موقع فراہم کرے گا، کچھ کو مسترد کرنے اور نئے قوانین دریافت کرنے کا موقع بھی فراہم کرے گا۔ لیکن کسی بھی صورت میں مکمل مائتھولوجی مکالمہ کی ضرورت کو اعتراض کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ہم نے ابھی دیکھا کہ اس طرح کی ضرورت کا کوئی مطلب نہیں ہے (15-16)۔

تشریح

نقادوں کی تنقید

مصنف کا کہنا ہے کہ جو نقاد یہ توقع کرتے ہیں کہ مائتھ/اسطوروں کے تجزیے سے پہلے ان کی مکمل فہرست تیار کی جائے، وہ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ مائتھ/اسطورے ہمیشہ جاری رہنے والے ہیں اور ان کی مکمل فہرست کبھی ممکن نہیں ہے۔

زبان کی مثال

مصنف لسانیات کی مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جیسے کسی زبان کی گرامر کو تیار کرنے کے لیے زبان کے تمام الفاظ کو جاننا ضروری نہیں ہے، اسی طرح مائتھ/اسطوروں کا تجزیہ کرنے کے لیے ان کی مکمل فہرست کی ضرورت نہیں ہوتی۔

نحو کا کردار

(Syntax)

نحو کی طرح، جو قواعد کے مجموعے پر مشتمل ہوتا ہے، مائتھ/اسطوروں کی بھی اپنی ایک نحو ہوتی ہے جسے سمجھنے اور بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

نئے متون کا اثر

اگر نئے مائتھ/اسطورے سامنے آتے ہیں، تو یہ موقع فراہم کرتے ہیں کہ موجودہ نحوی قوانین کو جانچا یا تبدیل کیا جائے، کچھ قوانین کو مسترد کیا جائے، اور نئے قوانین دریافت کیے جائیں۔

مکمل مکالمے کی ضرورت کی مخالفت

مصنف کا استدلال ہے کہ مائتھ/اسطوروی مکالمے کی مکمل ضرورت کا کوئی حقیقی مطلب نہیں ہے، اور یہ اعتراض درست نہیں ہے۔

یہ وضاحت مائتھ/اسطوروں کے مطالعے کے عمل کی اہمیت اور اس کی حدود کو واضح کرتی ہے، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ یہ عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے اور نئے علم کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

چودھواں پیراگراف

"کُلّیت کو ایک وقت میں بے فائدے اور دوسرے وقت میں ناممکن کے طور پر متعین کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ کلّیت کی حد کا تصور کرنے کے دو طریقے ہیں، اور میں ایک بار پھر دعویٰ کرتا ہوں کہ یہ دونوں تصورات لیوی-لیوی سٹراس کی گفتگو میں موجود ہیں۔ کُلّیت کو کلاسیکی انداز میں ناممکن سمجھا جا سکتا ہے: پھر اسے کسی موضوع یا محدود گفتگو کی تجربی کوشش کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جو لامحدود دولت کی بیکار اور سانس پھولتی ہوئی تلاش میں ہے جس پر وہ کبھی قابو نہیں پا سکتا۔ بہت کچھ ہے، جتنا کہا جا سکتا ہے، اس سے زیادہ۔

لیکن غیر کلّیت کو دوسرے طریقے سے بھی متعین کیا جا سکتا ہے: ہمیں تجربی نقطۂ نظر تفویض کرنے کے تصور کی محدودیت کے نقطۂ نظر سے نہیں، بلکہ آزاد کھیل کے تصور کے نقطۂ نظر سے اگر کُلّیت کا کوئی مطلب نہیں رہتا، تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ کسی میدان کی لامحدودیت کو محدود

نظر یا محدود گفتگو سے نہیں ڈھانپا جا سکتا، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میدان کی نوعیت، یعنی زبان اور محدود زبان، کُلّیت کو خارج کرتی ہے۔ یہ میدان درحقیقت آزاد کھیل کا میدان ہے، یعنی محدود مجموعہ کے بند ہونے میں لامحدود متبادلوں کا میدان۔ یہ میدان ان لامحدود متبادلوں کی اجازت صرف اس لیے دیتا ہے کیونکہ یہ محدود ہے، یعنی کلاسیکی مفروضہ کے طور پر ایک نہ ختم ہونے والا میدان ہونے کے بجائے، بہت بڑا ہونے کے بجائے، اس میں کچھ کمی ہے: ایک مرکز جو متبادلوں کے آزاد کھیل کو روکتا اور قائم کرتا ہے۔

کوئی سختی سے کہہ سکتا ہے، اس لفظ کا استعمال کرتے ہوئے جس کے اسکینڈل کی 'معنیٰ ہمیشہ فرانسیسی میں غائب ہو جاتی ہے، کہ مرکز یا اصل کی کمی، عدم موجودگی سے اجازت دی گئی آزاد کھیل کی یہ حرکت، اضافی حرکت ہے۔ کوئی مرکز، نشان جو اس کی جگہ لے لیتا ہے، اس کی عدم موجودگی میں اسے مکمل کرتا ہے، کا تعین نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ نشان خود کو شامل کرتا ہے، اضافی طور پر واقع ہوتا ہے، اوپر اور اوپر آتا ہے، بطور ضمیمہ۔ معنی کی حرکت کچھ اضافہ کرتی ہے، جس کے نتیجہ

میں ہمیشہ زیادہ ہوتا ہے، لیکن یہ اضافہ ایک معلق ہوتا ہے کیونکہ یہ ایک
نمائندہ فنکشن انجام دینے کے لیے آتا ہے، ایک کمی کو پورا کرنے کے لیے جو
معنی کی طرف سے ہوتی ہے۔

اگرچہ لیوی-لیوی سٹراس 'ضمیمہ' کے لفظ کے استعمال میں کبھی اس
طرح زور نہیں دیتے جیسا میں یہاں کر رہا ہوں، ان دونوں معنوں کی
سمتوں پر جو اس میں عجیب طرح سے مرکب ہیں، یہ کوئی اتفاق نہیں کہ
وہ اس لفظ کو اپنے 'مارسل ماؤس کے کام کا تعارف' میں دو بار استعمال
کرتے ہیں، اس مقام پر جہاں وہ 'معنی دار کی کثرتۓ کے بارے میں بات کر
رہے ہیں، ان معنوں کے حوالے سے جن کی طرف یہ کثرت اشارہ کر سکتی
ہے۔"

تشریح

کُلّیت کی ناممکنات

(Impossibility of Totalization)

مصنف یہ بیان کرتا ہے کہ مائتھ/اسطوروں کے مطالعے میں کلّیت حاصل کرنا بے فائدہ اور **:** ناممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مائتھ/اسطوروی گفتگو میں لامحدود عناصر شامل ہیں جنہیں مکمل طور پر گرفت میں نہیں لایا جا سکتا۔

آزاد کھیل

(Freeplay)

آزاد کھیل کا تصور بیان کرتا ہے کہ مائتھ/اسطوروی مطالعے میں مرکز کی عدم موجودگی کی وجہ سے متبادل عناصر کے لیے آزاد جگہ ہوتی ہے۔ یہ متبادل عناصر اس لیے ممکن ہیں کیونکہ میدان محدود ہے۔

اضافی حرکت

(Movement of Supplementarity)

اضافی حرکت کا مطلب یہ ہے کہ مرکز کی عدم موجودگی کی وجہ سے اضافی عناصر کو شامل کیا جاتا ہے۔ یہ اضافی عناصر معنی کو مکمل کرنے کے لیے آتے ہیں، لیکن یہ ایک معلق حرکت ہے، کیونکہ یہ معنی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے کام کرتے ہیں۔

مرکز کی عدم موجودگی

(Absence of Centre)

مرکز کی عدم موجودگی مائتھ/اسطوروی مطالعہ میں اہم کردار ادا کرتی ہے، کیونکہ یہ متبادل عناصر کے آزاد کھیل کی اجازت دیتی ہے۔ یہ عدم موجودگی معنی کی اضافی حرکت کو ممکن بناتی ہے۔

لیوی-لیوی سٹراس کا نقطہ نظر

(Lévi-Strauss's Perspective)

لیوی-لیوی سٹراس نے اضافی حرکت کے تصور کو استعمال کیا ہے، حالانکہ انہوں نے اس کے دو معنوں پر زور نہیں دیا۔ انہوں نے اپنے کام 'مارسل ماؤس کے کام کا تعارف' میں اضافی حرکت کے تصور کو استعمال کیا ہے، جہاں وہ معنی دار کی کثرت کے بارے میں بات کرتے ہیں۔

یہ وضاحت مائتھ/اسطوروں کے مطالعے میں کلّیت کی ناممکنیت اور آزاد کھیل کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے، جہاں اضافی حرکت کے ذریعے متبادل عناصر کی موجودگی کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ نظریہ لیوی-لیوی سٹراس کے کام میں ایک اہم تصور کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

لیوی-لیوی سٹراس کے نظریات کا خلاصہ یہ ہے کہ مائتھ/اسطوروں کا مکمل احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ ان میں لامحدود عناصر شامل ہوتے ہیں جنہیں مکمل طور پر سمجھنا یا قابو پانا ممکن نہیں ہوتا۔ مائتھ/اسطوروں میں مرکز کی عدم موجودگی کی وجہ سے مختلف عناصر کی متبادل موجودگی ممکن ہوتی ہے، جسے آزاد کھیل کہا جاتا ہے۔ یہ آزاد کھیل متبادل عناصر کو شامل کرنے اور معانی میں تبدیلی کی اجازت دیتا ہے۔ مرکز کی عدم موجودگی کی وجہ سے اضافی عناصر معانی کو مکمل کرنے کے لیے شامل کیے جاتے ہیں، اور یہ اضافی حرکت معانی کی کمی کو پورا کرنے کا کام کرتی ہے۔ لیوی-لیوی سٹراس فلسفہ میں کلّیت کی تلاش کو بے فائدہ سمجھتے ہیں کیونکہ یہ متبادل عناصر کی حقیقت کو نظرانداز کرتی ہے، اور تجربی نقطۂ نظر سے بھی مائتھ/اسطوروں کا مطالعہ نامکمل رہتا ہے۔ ان کے نظریات کے مطابق، مائتھ/اسطوروں میں مرکز کی عدم موجودگی کی وجہ سے آزاد کھیل اور اضافی حرکت کی گنجائش موجود ہوتی ہے، جو معانی میں تبدیلی کی اجازت دیتی ہے۔ ان کا کام یہ ظاہر کرتا ہے کہ مائتھ/اسطوروی گفتگو میں مرکز کی عدم موجودگی کی وجہ سے متبادل عناصر کی موجودگی ممکن ہوتی ہے، جو معانی میں تبدیلی اور تکمیل کی اجازت دیتی ہے۔

پندرھواں پیراگراف

انسان کی دنیا کو سمجھنے کی کوشش میں ہمیشہ اس کے پاس معنی کی زیادتی ہوتی ہے، جسے وہ علامتی سوچ کے قوانین کے مطابق چیزوں میں تقسیم کرتا ہے۔ یہ اضافی مختص بالکل ضروری ہے تاکہ دستیاب نشان دینے والا اور جس کی طرف یہ اشارہ کرتا ہے، وہ علامتی سوچ کے استعمال کی بنیادی شرط میں تکمیلی رشتے میں رہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ معنی کی یہ اضافی مقدار ہی تناسب کی اصل ہے۔ لیوی-لیوی سٹراس کی گفتگو میں "اس غیر یقینی نشان، جو تمام محدود سوچ کی بندش ہے" کا ذکر آتا ہے:

مارسل ماؤس کی نصیحت کو رہنمائی کے طور پر لیتے ہوئے کے تمام سماجی مظاہر کو زبان کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے، ہم 'مانا'، 'واکاو'، 'اورندا' اور اسی نوعیت کے دیگر تصورات میں ایک معنوی فعل کا شعوری اظہار دیکھتے ہیں، جس کا کردار یہ ہے کہ علامتی سوچ کو اس کے اندر موجود تضاد کے باوجود عمل کرنے کی اجازت دے۔ اس طرح اس تصور سے منسلک بظاہر ناقابل حل تضادات کی وضاحت کی جاتی ہے۔ بیک وقت قوت اور عمل، معیار اور حالت، اسم اور فعل؛ مجرد اور

ٹھوس، ہر جگہ موجود اور مقامی- مانا ان سب چیزوں کا اثر ہے۔ لیکن کیا یہ بالکل اسی وجہ سے نہیں ہے کہ مانا ان میں سے کوئی چیز نہیں ہے، کہ مانا ایک سادہ شکل، یا زیادہ صحیح معنوں میں، خالص حالت میں ایک علامت ہے، اور اس لیے کسی بھی قسم کے علامتی مواد سے چارج ہونے کے قابل ہے؟

تمام کونیات/ کاسمولوجیز کے ذریعہ بنائے گئے علامات کے نظام میں، 'مانا' محض ایک زیرو علامتی قدر ہوگی، یعنی ایک ایسا نشان جو اضافی علامتی مواد کی ضرورت کو ظاہر کرتا ہے جس کے ساتھ معنی پہلے سے ہی بھرا ہوا ہے، لیکن جو کوئی بھی مطلوبہ قدر لے سکتا ہے، بشرطیکہ یہ قدر اب بھی دستیاب ذخیرے کا حصہ رہے اور جیسا کہ فونیولوجسٹ کہتے ہیں، ایک گروپ-اصطلاح نہ ہو

لیوی-لیوی سٹراس نے نوٹ میں اضافہ کیا:

ماہرین لسانیات پہلے ہی اس قسم کے مفروضات وضع کرنے کی طرف مائل ہو چکے ہیں۔ مثال کے طور پر: "ایک زیرو فونیوم فرانسیسی کے

تمام دوسرے فونیومز کے خلاف اس میں مخالف ہوتا ہے کہ اس میں
کوئی فرق کرنے والی خصوصیات اور کوئی مستقل فونیٹک قدر شامل
نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس، زیرو فونیوم کا مناسب فعل فونیوم کی
عدم موجودگی کے خلاف ہوتا ہے۔" اسی طرح، اگر ہم یہاں پیش کیے
جانے والے تصور کو شکل میں لائیں، تو تقریباً یہ کہا جا سکتا ہے کہ مانا
جیسے تصورات کا فعل معنی کی عدم موجودگی کے خلاف ہوتا ہے، بغیر
خود کسی خاص معنی کے شامل کیے۔

نشان دینے والے کی فراوانی، اس کا اضافی کردار، اس طرح ایک
محدودیت کا نتیجہ ہے، یعنی ایک ایسی کمی کا نتیجہ ہے جسے پورا کرنا
ضروری ہے۔ اب یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ لیوی-لیوی سٹراس میں آزاد
کھیل کا تصور کیوں اہم ہے۔ ان کی بات چیت میں کھیل یا آزاد کھیل کے
حوالے اکثر ملتے ہیں، خاص طور پر ان کی کتاب

"The Savage Mind"

میں۔ یہ حوالہ ہمیشہ ایک تناؤ میں الجھا ہوا ہوتا ہے۔

سب سے پہلے، یہ تاریخ کے ساتھ تناؤ میں ہوتا ہے۔ یہ ایک کلاسیکی مسئلہ ہے، جس پر اعتراضات اب پرانے یا استعمال شدہ ہو چکے ہیں۔ میں صرف اس مسئلے کی باضابطہ شکل کی نشاندہی کروں گا: تاریخ کو کم کر کے، لیوی-لیوی سٹراس نے ایک ایسے تصور کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جو ہمیشہ ٹیلیولوجیکل اور اسکیٹولوجیکل مابعدالطبیعیات کے ساتھ شریک کار رہا ہے، دوسرے لفظوں میں، تضاد کے طور پر، اس فلسفے کے ساتھ شریک کار ہے جسے یقین کیا گیا تھا کہ تاریخ اس کے خلاف ہو سکتی ہے۔ اگرچہ ایسا لگتا ہے کہ تاریخیت کا موضوع فلسفے میں کچھ تاخیر سے آیا ہے، ہمیشہ موجود ہونے کی حیثیت کے تعین کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ نقطہ نظر لیوی-لیوی سٹراس کو اس بات کو تسلیم کرنے سے نہیں روکتا کہ سست روی، پکنے کا عمل، حقائق کی مسلسل تبدیلیاں، تاریخ (مثال کے طور پر

"Race and History"

میں

۔ لیکن، ایک عمل کے مطابق جو روسو اور ہیسرل کا بھی تھا، اسے)
"تمام حقائق کو ایک طرف رکھنا" ضروری ہے جب وہ کسی ساخت کی
خصوصیت کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جیسے روسو، اسے ہمیشہ
ایک نئی ساخت کے آغاز کا تصور کرنا چاہیے، ایک ماڈل کی بنیاد پر کے
فطرت میں فطرت کا ایک بڑا الٹ پھیر، قدرتی ترتیب کا ایک قدرتی
تعطل، فطرت کو ایک طرف رکھنا۔

آزاد کھیل کے ساتھ موجودگی کے تناؤ کے علاوہ، آزاد کھیل کا تناؤ بھی
موجود ہے۔ آزاد کھیل موجودگی کی رکاوٹ ہے۔ کسی عنصر کی
موجودگی ہمیشہ ایک نظام میں فرق اور زنجیر کی حرکت میں ایک
نشان دہی اور متبادل حوالہ ہے۔ آزاد کھیل ہمیشہ عدم موجودگی اور
موجودگی کا باہم کھیل ہے، لیکن اگر اسے بنیادی طور پر سمجھا جائے،
تو آزاد کھیل کو موجودگی اور عدم موجودگی کے متبادل سے پہلے
سمجھنا چاہیے؛ وجود کو موجودگی یا عدم موجودگی کے طور پر اس
وقت سے سمجھا جانا چاہیے جب سے آزاد کھیل کی ممکنہ صورت موجود
ہے اور اس کے برعکس نہیں۔

اگر لیوی-لیوی سٹراس نے، کسی بھی دوسرے سے بہتر، تکرار کے آزاد کھیل اور آزاد کھیل کی تکرار کو روشنی میں لایا ہے، تو کوئی کم از کم ان کے کام میں موجودگی کی ایک قسم کی اخلاقیات، موجودگی کے بارے میں یادگاریت، اصل کے بارے میں یادگاریت، آرکیٹک اور فطری معصومیت کی اخلاقیات کو دیکھتا ہے، تقریر میں موجودگیٔ اور خود موجودگی کی پاکیزگی کی اخلاقیات— ایک اخلاقیات، یادگاریت، اور یہاں تک کہ شرمندگی جو وہ اکثر نسلیاتی منصوبہ کی تحریک کے طور پر پیش کرتے ہیں جب وہ ابتدائی معاشروں کی طرف بڑھتے ہیں— ان کی نظر میں مثالی معاشرے۔

یہ نظریہ کہ موجودگی کی طرف مڑنا، غائب اصل کی موجودگی، اس طرح آزاد کھیل کی سوچ کا اداس، منفی، یادگار، مجرمانہ، روسوائی پہلو ہے، جس کے بارے میں نطشے کا بیان— دنیا کے آزاد کھیل کی خوشی کا اعلان اور بغیر سچائی، بغیر اصل، ایک فعال تشریح کے لیے پیش کیا گیا— اس کا دوسرا رخ ہوگا۔ یہ اعلان پھر مرکز کی عدم موجودگی کو مرکز کے نقصان کے طور پر متعین نہیں کرتا۔ اور یہ کھیل کو بغیر حفاظت کے کھیلتا ہے۔ کیونکہ ایک یقینی آزاد کھیل ہے: جو دیے گئے اور موجود، موجودہ، حصوں کی تبدیلی تک محدود ہوتا ہے۔ مطلق امکان

میں، اعلان خود کو جینیاتی بے قاعدگی کے حوالے بھی کر دیتا ہے، نشان کے بیجانی مہم کو۔

اس طرح دو تفسیروں کی دو تشریحات ہیں، ساخت کی، نشان کی، آزاد کھیل کی۔ ایک تفسیر سچائی یا اصل کو پڑھنے کی کوشش کرتی ہے جو آزاد کھیل اور نشان کے حکم سے آزاد ہو، اور ضرورت کی تفسیر کو جلاوطنی کی طرح جیتی ہے۔ دوسری، جو اب اصل کی طرف نہیں مڑتی، آزاد کھیل کو قبول کرتی ہے اور انسان اور انسانیت سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہے، نام انسان اس ہستی کا نام ہے جس نے مابعدالطبیعیات یا آنٹو-الہیات کی تاریخ کے دوران— دوسرے لفظوں میں، اس کی پوری تاریخ کے دوران— مکمل موجودگی، یقین دہانی کی بنیاد، اصل اور کھیل کے اختتام کا خواب دیکھا ہے۔ دوسری تفسیر کی تفسیر، جس کی طرف نطشے نے ہمیں اشارہ دیا ہے، نسلیات میں اس طرح کی نئی انسانیت کے "الہام" کی تلاش نہیں کرتی جیسا کہ لیوی-لیوی سٹراس چاہتے تھے۔

آج بہت سے اشارے ہیں جو ہمیں تجویز کرتے ہیں کہ ہم ان دو تفسیروں کو سمجھ سکتے ہیں جو بالکل غیر مصالحتی ہیں، حالانکہ ہم انہیں بیک وقت جیتے ہیں اور ایک غیر واضح معیشت میں ان کو مصالحت کرتے ہیں — وہ میدان جو ہم انسانی علوم کو کہتے ہیں، اس طرح کی پیچیدہ فیشن میں شریک ہیں۔

جہاں تک میرا تعلق ہے، اگرچہ ان دونوں تفسیروں کو ان کے فرق کا اعتراف کرنا اور ان کے ناقابل تبدیل ہونے کو اجاگر کرنا ضروری ہے، میں یقین نہیں کرتا کہ آج کوئی انتخاب کا سوال ہے، پہلے اس لیے کہ ہم ایک ایسی جگہ میں ہیں (آئیے عارضی طور پر کہیں، تاریخیت کی جگہ) جہاں انتخاب کی زمرے خاص طور پر معمولی لگتی ہے؛ اور دوسرے میں، اس لیے کہ ہمیں پہلے اس مشترکہ بنیاد کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے، اور اس ناقابل تبدیل فرق کے فرق کو یہاں ایک قسم کا سوال ہے، جسے تاریخی کہیے، جس کی ہم آج ہی تصور، تشکیل، گیسٹیشن، محنت کی جھلک دیکھ رہے ہیں۔ میں ان الفاظ کو استعمال کرتا ہوں، میں مانتا ہوں، بچے کی پیدائش کے کاروبار کی طرف نظر ڈالتے ہوئے— بلکہ ان کی طرف بھی نظر ڈالتے ہوئے جو، ایک کمپنی میں جس سے میں خود کو خارج نہیں کرتا، اپنی آنکھیں اس کا سامنا کرتے ہوئے بند کرتے

ہیں جو ابھی ناقابل بیان ہے جو خود کو اعلان کر رہا ہے اور جو ایسا صرف اس وقت کر سکتا ہے جب پیدائش کی خبر ہو، جیسا کہ ضروری ہوتا ہے، غیر قسم کے تحت، غیر شکل، گونگا، بچہ، اور خوفناک شکل میں۔

تشریح

معنی کی زیادتی اور اضافی کردار: لیوی-لیوی سٹراس نے انسانی تجربے میں معنی کی اضافی مقدار کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ یہ اضافی معنی علامتی سوچ کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہیں، جہاں

نشان دینے والا اور جس کی طرف یہ اشارہ کرتا ہے وہ تکمیلی رشتے میں رہتے ہیں۔

آزاد کھیل کا تصور: لیوی-لیوی سٹراس نے آزاد کھیل کو ایک اہم تصور کے طور پر پیش کیا ہے، جہاں معنی کی کمی کی وجہ سے متبادل عناصر کی گنجائش پیدا ہوتی ہے۔ آزاد کھیل کی حالت میں، موجودگی اور عدم موجودگی کے درمیان ایک باہم کھیل ہوتا ہے، جہاں معنی کی تبدیلیاں ممکن ہوتی ہیں۔

تاریخ اور موجودگی کے ساتھ تناؤ: لیوی-لیوی سٹراس نے تاریخ اور موجودگی کے تصور کو چیلنج کیا ہے۔ ان کے مطابق، تاریخ کو ایک مقررہ تصور کے طور پر سمجھنا آزاد کھیل کے تصور کے خلاف ہے، جہاں ماضی کے بغیر موجودہ ساخت کی خصوصیات کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ موجودگی کا تناؤ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب آزاد کھیل موجودگی کی مستقل حیثیت کو چیلنج کرتا ہے۔

اخلاقیات اور یادگاریت: لیوی-لیوی سٹراس نے اپنے کام میں موجودگی کی ایک قسم کی اخلاقیات اور اصل کے بارے میں یادگاریت کو ظاہر کیا ہے، جہاں وہ ابتدائی معاشروں کو مثالی مانتے ہیں۔ یہ نظریہ کہ موجودگی کی طرف مڑنا غائب اصل کی موجودگی ہے، آزاد کھیل کی سوچ کا ایک پہلو ہے۔

دو تفسیری تشریحات: لیوی-لیوی سٹراس کے کام میں دو متضاد تفسیری تشریحات موجود ہیں۔ ایک تفسیر سچائی یا اصل کی تلاش کرتی ہے جبکہ دوسری تفسیر آزاد کھیل کو قبول کرتی ہے اور انسان اور انسانیت سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہے۔ نطشے کی تفسیر آزاد کھیل کی خوشی کا اعلان کرتی ہے، جہاں مرکز کی عدم موجودگی کو ایک نئی تشکیل کی ضرورت کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔

موجودہ انسانی علوم کا منظر: ان دو متضاد تشریحات کے ساتھ موجودہ انسانی علوم کا منظر مشترکہ بنیاد اور فرق کو سمجھنے کی کوشش میں ہے۔ ان نظریات کی روشنی میں، ہم ایک نئی تشکیل کی ابتدائی

شکل کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں، جہاں آزاد کھیل کی اہمیت کو تسلیم کیا جاتا ہے اور مرکز کی عدم موجودگی کی وجہ سے موجودگی کی تبدیلیوں کو سمجھا جاتا ہے۔

یہ وضاحت لیوی-لیوی سٹراس کے فلسفے کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے، جن میں آزاد کھیل، تاریخ، موجودگی، اور معنی کی اضافی حرکت کے تصورات شامل ہیں۔ ان کے نظریات نے انسانی تجربے کی مختلف جہات کو سمجھنے کے نئے طریقے پیش کیے ہیں۔

ژاک دریدا کے مضمون "ساخت، نشان اور کھیل علوم انسانی کے کلامیے میں" کے آخری پیراگراف میں، وہ انسانی علوم میں ساخت، نشان، اور کھیل کے مفہوم پر ایک گہرائی میں تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ دریدا کے نظریات کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ روایتی فلسفیانہ تصورات کو چیلنج کریں اور ان کے پیچھے موجود بنیادی مفروضات کو بے نقاب کریں۔

دریدا کے مضمون کا یہ آخری پیراگراف ہے اور اس میں وہ بتاتا ہے کہ انسانی علوم میں معنی کی دو طرح سے تشریح کی جاتی ہے – ایک 'سچائی یا اصل کی تلاش' اور دوسرا 'آزاد کھیل اور نئی تشکیل کی قبولیت کے طریقے سے ۔

سچائی یا اصل کی تلاش: یہ تشریح اس بات پر زور دیتی ہے کہ ہمیں موجودگی کی اصل حقیقت یا مرکز کو تلاش کرنا چاہیے۔ اس نقطہ نظر کے پیروکار سمجھتے ہیں کہ تاریخ اور فلسفے کی اصل حقیقت کو تلاش کرنا ممکن ہے۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اگر ہم اصل کو دریافت کر لیں تو ہم ایک مکمل سچائی تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہ تشریح ایک طرح کی جلاوطنی کی حالت پیدا کرتی ہے، جہاں تفسیر کی ضرورت ایک بوجھ کی طرح محسوس ہوتی ہے، اور یہ تفسیر ایک داخلی جلاوطنی کی حالت پائی جاتی ہے۔

آزاد کھیل اور نئی تشکیل کی قبولیت: دوسری تشریح آزاد کھیل کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہے اور اصل کی تلاش کو غیر ضروری سمجھتی

ہے۔ یہ نقطہ نظر اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہمیں آزاد کھیل کو قبول کرتے ہوئے نئے معنی کی تشکیل کرنی چاہیے۔ نطشے کی فلسفہ بھی اسی تفسیر کے قریب ہے، جو دنیا کے آزاد کھیل کی خوشی کا اعلان کرتا ہے اور بغیر سچائی یا اصل کے معنی کی تشکیل کی ضرورت کو سمجھتا ہے۔ اس نقطہ نظر کے مطابق، ہمیں موجودگی کے تصور کو چیلنج کرنا چاہیے اور بغیر مرکز کے معنی کی تشکیل کی کوشش کرنی چاہیے۔

دریدا کے نزدیک، یہ دونوں تشریحات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں، لیکن وہ انسانی علوم کے میدان میں ایک ساتھ موجود ہیں۔ دریدا کا کہنا ہے کہ ان دونوں کو مکمل طور پر ملانا ممکن نہیں ہے، لیکن ہمیں ان کے فرق کو تسلیم کرتے ہوئے مشترکہ بنیاد تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ مشترکہ بنیاد انسانی تجربہ کی تاریخ اور اس کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کی جانب ایک قدم ہے۔

دریدا مزید اشارہ کرتے ہیں کہ یہ نئی تشکیل ایک ایسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے جو ابھی واضح نہیں ہے، اور اس کی فطرت غیر

متعین اور مبہم ہے۔ یہ تشکیل ایک ایسے وجود کی طرف اشارہ کرتی ہے جو ابھی غیر واضح ہے اور جو ایک نئی تشکیل کی راہ پر ہے، جہاں ہم موجودہ تصورات کی حدود کو چیلنج کر سکتے ہیں۔ دریدا کے مطابق، یہ ایک ایسی تبدیلی کی نشاندہی کرتا ہے جسے ابھی تک واضح الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا، اور جو انسانی علوم کے مستقبل کی تشکیل میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔

نتیجہ

دریدا کا نظریہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ انسانی علوم میں معنی اور تفسیریات کی تشکیل ہمیشہ ایک جاری عمل ہوتا ہے، جہاں ہمیں روایتی تصورات کو چیلنج کرتے ہوئے نئے معنی کی تشکیل کرنی چاہیے۔ ان کے نزدیک، اصل کی تلاش اور آزاد کھیل دونوں کی اہمیت ہے، اور ہمیں ان دونوں کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ نظریہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ انسانی تجربہ کی تشکیل ہمیشہ جاری رہتی ہے، اور ہمیں اس تشکیل کی حقیقت کو سمجھنے کی

کوشش کرنی چا□ی□، جو انسانی علوم کی تشکیل میں ایک ا□م کردار ادا کرتی □□□□□□□□□

خَتم شد

اردو مترجم ک□ نوٹس

مضمون کو سمجھن□ میں ب□لا نوٹ

ژاک دریدا اپن□ مضمون "ساخت، نشان، اور کھیل انسانی علوم ک□ کلامی□ میں" میں ساختیاتی نظری□ کا جائز□ لیت□ □یں□ و□ ساخت کی سیاست اور اس ک□ حدود پر روشنی ڈالت□ □یں□ دریدا کا ک□نا □□ ک□ ساخت کا تصور اتنا □ی پرانا □□ جتنا ک□ علم کا تصور، لیکن اس پر کبھی کھل کر بحث ن□یں □وئی□ و□ ک□ت□ □یں ک□ مرکز و□ اصول □□ جو ساخت کو اس

کی شکل دیتا ہے، اسے منظم اور متوازن کرتا ہے، لیکن اسی وقت، کھیل کو محدود کرتا ہے اور ساخت کے اندر محدود مکالمے کی اجازت دیتا ہے۔ مرکز وہ جگہ ہے جو تبدیلیوں سے متاثر نہیں ہوتی، حالانکہ وہ ساخت کا حصہ ہوتا ہے۔ اس کی مثال کے طور پر، خدا انسان کی زندگی کا مرکز ہے اور قوانین کی ہدایت دیتا ہے، لیکن وہ خود اس زندگی کا حصہ نہیں ہے۔

"ساخت" سے مراد کسی بھی نظام یا تصور کی بنیادی ترتیب اور تنظیم ہے، جس میں مرکزیت کا کردار اہم ہوتا ہے۔ یہاں "نظام" اور "تصور" وسیع معنوں میں استعمال ہو رہے ہیں اور ان کا اطلاق مختلف شعبوں میں ہوتا ہے، جیسے کہ:

زبان کا نظام: یہ زبان کی ساخت کو بیان کرتا ہے جہاں الفاظ اور جملے قواعد و ضوابط کے تحت ترتیب دیے جاتے ہیں۔ سوسیر کے مطابق، زبان میں نشان

(sign)

ایک بنیادی اکائی ہوتی ہے جس میں نشان دینے والا

(signifier)

اور نشان شدہ

(signified)

شامل ہوتے ہیں۔

ثقافتی نظام: یہ مختلف ثقافتی عناصر کی تنظیم اور ترتیب کو بیان کرتا ہے، جیسے رسوم و رواج، روایات، اور اقدار۔ کلود لیوی-لیوی سٹراس کے کام میں ثقافت کو فطرت کے ساتھ مقابلے میں دیکھا جاتا ہے۔

معاشرتی نظام: یہ سماجی ڈھانچے کی تشکیل کو بیان کرتا ہے، جہاں افراد اور گروہوں کے درمیان تعلقات کی تنظیم ہوتی ہے، جیسے خاندانی ڈھانچے یا معاشرتی طبقات۔

فلسفیانہ تصور: یہاں "تصور" سے مراد فلسفیانہ نظریات کی ترتیب اور تنظیم ہے، جیسے کہ حقیقت یا وجود کی نوعیت کا تجزیہ۔

ژاک دریدا کا مقصد ان تمام نظاموں یا تصورات میں موجود ساخت کو چیلنج کرنا ہے، خاص طور پر اس کے مرکزیت کے کردار کو، جو کہ مکالمہ اور معنی کی تشکیل کو محدود کرتا ہے۔ وہ ساخت کے اس تصور کو "ساخت کی ساختیاتی" کہتے ہیں، جو ساختیاتی نظریہ کی حدود کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کے نزدیک، ساخت کی مرکزیت کو ختم کر کے، ہم آزاد کھیل کی صورت میں معانی کی نئی تشکیل کی اجازت دے سکتے ہیں۔

دریدا مرکز کو "ماورائی نشان" کہتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ مرکز کھیل کو محدود کر کے فکر کی اضطرابی کیفیت کو کم کرتا ہے۔ ساختوں کی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مرکز دوسرے مرکز سے بدل جاتا ہے، مثلاً انسانی معاشرت میں مرکز خدا سے نشاۃ ثانیہ کے انسان کی طرف منتقل ہوا۔ جب ساخت کا جائزہ لیا جاتا

ہے، تو ایک رکاوٹ پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں ساخت ختم ہو جاتی ہے اور ایک لمحہ آتا ہے جب مرکز کے ہٹنے سے لا محدود کھیل کا آغاز ہوتا ہے۔ اس وقت، ہر نشان دوسرے نشانات کے حوالے سے خود کو بیان کرتا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی مرکز نہیں ہے۔

دریدا اس بات پر زور دیتے ہیں کہ "مرکز کی عدم موجودگی" کا کوئی خاص واقعہ یا نظریہ نہیں ہے جو اس کا سبب بنا ہو۔ انہوں نے تین اہم ناموں کا ذکر کیا ہے: نطشے کی مابعد الطبیعاتی تنقید، فرائیڈ کی خود موجودگی کی تنقید، اور ہیڈیگر کی مابعد الطبیعات کی تباہی۔ یہ نظریات پہلے سے موجود مرکز کو ختم کرتے ہیں اور مابعد الطبیعات کی تاریخ اور اس کی تباہی کے درمیان ایک منفرد دائرہ قائم کرتے ہیں۔ دریدا ساختوں کو مکمل طور پر ختم کرنے کے حق میں نہیں ہیں بلکہ وہ ساخت کی ضرورت پر زور دیتے ہیں تاکہ مکالمہ ممکن ہو سکے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ نشان کی پوری تصور کو چیلنج کرتے ہوئے نئے کھیل کی شکل کو اپنایا جائے۔

دریدا سوسیر کے نشان کے تصور کے بارے میں بھی بات کرتے ہیں جہاں نشان دینے والا اور نشان شدہ دو مختلف چیزیں ہوتی ہیں۔ ان کے نزدیک ان دونوں کے درمیان فرق کو کم کرنے کے دو طریقے ہیں: پہلا روایتی طریقہ ہے جو نشان دینے والے اور نشان شدہ کے درمیان غیر ضروری تعلق کو مانتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اس غیر ضروری تعلق کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے۔

یہی دراصل دریدا کے مضمون کا اصل نکتہ ہے۔ وہ ایک نئے سوچ کے انداز پر توجہ مرکوز کرتے ہیں، جو پرانے سے محدود نہیں ہوتا۔ دریدا لیوی-لیوی سٹراس کے بائنریز کے تصور کو بھی ختم کرتے ہیں، جہاں وہ فطرت اور ثقافت کو دو الگ زمروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ دریدا کہتے ہیں کہ بائنریز کی یہ مخالفت "سکینڈل" سے حل کی جاتی ہے، جیسا کہ انسٹ پر پابندی کی مثال سے واضح ہوتا ہے۔

دریدا کہتے ہیں کہ انسٹ پر پابندی ایک عالمی اصول ہے، جو ہر ثقافت میں مختلف طریقوں سے نافذ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، مسلمانوں میں

کزنز کی شادی جائز ہے جبکہ ہندوؤں میں نہیں۔ دریدا بائنریز کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان میں خامیاں ہیں۔

دریدا کا کہنا ہے کہ ساخت کو ختم نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس میں موجود خامیوں کو تلاش کرنا چاہیے۔ ساخت کو اس لیے برقرار رکھنا ضروری ہے تاکہ اس کی تنقید کی جا سکے۔ ساختیاتی نظریہ کسی ساخت کو سچائی کی قیمت کے طور پر پیش کرتا ہے، اور یہ چیز تعمیراتی نظریے سے ہل جاتی ہے۔

دریدا اس عمل کو "برکولاژ" کہتے ہیں اور "برکولر" اس شخص کو کہتے ہیں جو اس عمل کو انجام دیتا ہے۔ برکولر اپنے دستیاب وسائل کو استعمال کر کے مطلوبہ نتائج حاصل کرتا ہے۔ لیوی-لیوی سٹراس برکولر کی مخالفت میں انجینئر کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں، جو کہ ایک ایسا شخص ہوتا ہے جو ساخت کو منظم اور مستحکم بناتا ہے۔

آخر میں، دریدا کہتے ہیں کہ ساخت، نشان، اور کھیل کی دو تشریحات ہیں: ایک مکمل سچائی کی تلاش کرتی ہے اور کھیل سے گریز کرتی ہے، جبکہ دوسری کھیل کو قبول کرتی ہے۔ پہلی تشریح انسانی تاریخ میں غالب رہی ہے، جبکہ دوسری اب ابھر رہی ہے۔ کھیل کو موجودگی اور عدم موجودگی کے متبادل کو ختم کرنا چاہیے، اور اس طرح ہمیں مرکز یا اصل کی عدم موجودگی کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ اگر ہم سچائی کی ضرورت کو چھوڑ دیں، تو کھیل ممکن ہے۔ اس طرح، ایک ایسا فلسفہ ممکن ہے جو تصورات، سمت، یا ہم آہنگی کے بغیر ہو۔

دوسرا نوٹ

اگست 2013ء میں بین الاقوامی شہرت کے حامل تحقیقاتی ادبی رسالہ 'سکالر ریسرچ' میں انگریزی زبان کی استاد بیبتا کا ایک مقالہ شایع ہوا جس کا عنوان تھا: ' انسانی علوم کے کلامیہ میں ساخت، نشان اور کھیل' کے خصوصی حوالہ کی روشنی میں ژاک دریدا بطور ردتشکیلی 'فلسفی'

JACQUES DERRIDA AS A DECONSTRUCTIVE THEORIST WITH SPECIAL REFERENCE TO “STRUCTURE, SIGN AND PLAY IN THE DISCOURSE OF HUMAN SCIENCES”

Babita, Assistant Professor of English University College Kurukshetra University Kurukshetra

ژاک دریدا (1930-2004) مغربی فلسفے کی تاریخ کے سب سے زیادہ اثرانداز مفکرین میں سے ایک ہیں۔ دریدا نے جدید ادبی اور ثقافتی نظریے میں "ردتشکیل" کے وسیع پیمانے پر پہچانے جانے والے رجحان کو متعارف کرایا۔ دریدا کا کہنا تھا کہ ردتشکیل کوئی ایسا نظریہ نہیں ہے جو کسی متعین اصولوں یا طریقہ کار پر مبنی ہو، لیکن اسے پڑھنے، لکھنے اور سب سے بڑھ کر متنی تشریحات کو چیلنج کرنے کے طریقے کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جو روایتی تصورات پر مبنی ہوتے ہیں یہ روایتی تصورات انسانی خودی، بیرونی دنیا، اور زبان و معنی کی مستحکم

نوعیت پر مبنی ہوتے ہیں۔ ردتشکیل کو ایک تجزیاتی عمل، تنقید کی ایک قسم، اور لکھنے اور پڑھنے کے ایک طریقے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ یہ ایک وسیع رجحان کے طور پر ان تمام چیزوں میں تبدیل ہو چکا ہے۔ 1940 کی دہائی میں نئی تنقید اور اس کے بعد ساختیات کی طرح، ردتشکیل ہمارے دور کی سب سے زیادہ اثرانداز تنقیدی تحریک ہے۔

ردتشکیل کے مطابق، کوئی بھی ادبی کام اپنی اصل بات کو مکمل طور پر بیان نہیں کر سکتا، اور اس لیے ناقدین کا کام اسے ردتشکیل کرکے دوبارہ تخلیق کرنا ہے۔ اس عمل میں ان کے الفاظ ان کے معنی کی ظاہری شکل نہیں بلکہ "تلاش کا نشان" ہیں۔ اس مقالے کا مقصد یہ ہے کہ ردتشکیل کا نظریہ کیا ہے اور یہ کس طرح پرانے ادبی نظریات، خاص طور پر نئی تنقید اور ساختیات سے مختلف ہے۔ دریدا کی ردتشکیلی فلسفے کلود لیوی-لیوی سٹراس کی ساختیاتی انسانیات کے ردعمل میں سامنے آئی۔

دریدا نے متنی نقطہ نظر سے سیاسیات اور اداروں کے تجزیے کی طرف
بڑھتے ہوئے ترقی کی۔ 1960 کی دہائی میں ان کا کام عام طور پر
مابعد ساختیات کے عروج میں ایک اہم لمحے سمجھا جاتا ہے۔ تین بنیادی
کاموں - "گراماٹولوجی کے بارے میں"، "تقریر اور مظاہر" اور "تحریر اور
اختلاف" - میں دریدا مرکز، اتحاد، شناخت، اور معنی کے تصورات کو
چیلنج کرتے ہیں۔ وہ اپنی تحریروں کے بارے میں خود آگاہ اور خود
تنقیدی ہیں۔ دریدا ادب اور غیر ادب کے درمیان سرحدوں کو توڑ دیتے
ہیں۔ دریدا کا بحر اوقیانوس کے پار اثر و رسوخ ایک اہم سمینار سے
وابستہ کیا جا سکتا ہے جو 1966 میں جان ہاپکنز یونیورسٹی میں منعقد
ہوا تھا۔ اس کانفرنس میں رولان بارتھس، ژاک لاکان، اور لوسین
گولڈمین جیسے اہم فرانسیسی نظریہ دانوں نے خطاب کیا۔ دریدا نے خود
"ساخت، نشان، اور کھیل انسانی علوم کے کلام میں" کے عنوان سے ایک
پیش قدمی مضمون پیش کیا، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ دریدا نے ساختیات
سے کیا حاصل کیا اور اس سے ان کی راستے کہاں الگ ہیں۔ 1970 کی
دہائی کے دوران، یہ امریکہ میں تنقیدی تحریر کا ایک اثرانداز ٹکڑا رہا ہے۔

"ساخت، نشان اور کھیل" میں دریدا کی کوشش تین بنیادی نکات پر
مغربی مابعدالطبیعات کی تاریخ کی کچھ خصوصیات کو (i) :مرکوز ہے

بیان کرنا، جو "ساخت" اور "مرکز" کے بنیادی تصورات سے نکلتی ہیں،
ایک "واقعہ" کا اعلان کرنا - حقیقت میں، تاریخی حرکتوں کی ایک (ii)
پیچیدہ سیریز - جس کے ذریعے ان مرکزی تصورات کو چیلنج کیا گیا، مثال
کے طور پر ساختیاتی انسانیات کے ماہر لیوی لیوی سٹراس کے کام کا
یہ تجویز دینا کہ موجودہ اور مستقبل کے (iii) استعمال کرتے ہوئے؛ اور
خیالات اور زبان کے طریقہ لیوی-لیوی سٹراس کی بصیرتوں کو
مابعدالطبیعات کے ساتھ اپنے تعلقات کو بیان کرنے میں کیسے استعمال
کر سکتے ہیں۔

دریدا کے مطابق، "ساخت" کے تصور کی پوری تاریخ کو مرکز کے مرکز کے
لیے تبدیلیوں کی ایک سیریز کے طور پر سمجھنا چاہیے۔ مرکز مختلف
شکلوں میں نام حاصل کرتا ہے اور مابعدالطبیعات کی تاریخ، مغرب کی
تاریخ کی طرح، ان استعاروں اور کنایات کی تاریخ ہے۔ اس کی تشکیل
موجودگی کے طور پر ہونے کے تعین کی ہے، اس لفظ کے تمام معنی
میں۔ یہ ممکن ہو گا کہ دکھایا جائے کہ تمام بنیادی اصولوں، اصولوں یا
مرکز سے متعلق نام ہمیشہ موجودگی کی ایک مستقل حیثیت کی
نشاندہی کرتے ہیں۔

دریدا کا دعویٰ ہے کہ ساخت کا تصور جس نے مغربی سائنس اور فلسفہ
پر حاوی رہا ہے، ہمیشہ ایک "مرکز یا موجودگی کا نقطہ، ایک مستحکم
اصل" کے طور پر حوالہ دیا گیا ہے۔ ایسے مرکز کا فعل ساخت کو منظم
کرنا اور اس میں موجود اصطلاحات اور تصورات کے آزاد کھیل کو محدود
کرنا ہے، دوسرے لفظوں میں، اس طرح کے کھیل کو بند کرنا ہے۔

یہاں 'ساخت، نشان اور کھیل' میں وہ اپنی تنقید کو خاص طور پر لیوی
- لیوی سٹراس کی ساختیاتی انسانیات کی ساختیات کی طرف ہدایت
دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ساختیات ایک غیر واضح مفروضہ پر مبنی
ہے جو تمام ساخت کے تصورات میں شامل ہے، ساخت اور مرکز کے
درمیان ایک مخالفت، جو جیسا کہ دریدا کہتے ہیں، ساخت کو متوازن،
منظم اور منظم کرنے کے لیے تھا - کوئی غیر منظم ساخت تصور نہیں کر
سکتا - بلکہ اس سے بڑھ کر اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ ساخت کا
منظم کرنے والا اصول اس ساخت کے آزاد کھیل کو محدود کرے۔" تاہم،
دریدا کا دعویٰ ہے کہ یہ مرکز ساختیاتی مسئلہ نہیں تھا، بلکہ یہ رکاوٹ
اور خلل تھا جس نے سب سے پہلے "ساختوں کے آزاد کھیل" کی ضرورت

کا احساس دلایا، جیسا کہ سوسیر، مثلاً، بیان کرتا ہے کہ نظام یا زبان
کی "ساخت" میں نشان کس طرح سمجھے جا سکتے ہیں کہ عناصر "ہر
ایک دوسرے کا اشارہ کرتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں۔"

لیکن ساختیات اس "مرکز کی خواہش" کو ساخت کے قیام میں تلاش
کرنے میں ناکام رہا۔ دریدا نے اس خواہش کو لیوی-لیوی سٹراس کے
کام میں خود ہی تلاش کیا، جہاں "آزاد کھیل" کی فعالیت کی وضاحت
کی خواہش اور ایک ہی وقت میں، مرکز کی خواہش کی ضمنی
خواہش ثقافت پر فطرت کی فوقیت کے اظہار میں شامل ہے، "اصل کے
لیے یادگاریت کی ایک اخلاقیات، ایک قدیمی اور فطری معصومیت کی
اخلاقیات۔" دریدا ساختیاتی ردعمل کے عمل کے ذریعے یہ ظاہر کرتے ہیں
کہ مخالفت، چاہے الٹی ہو یا نہیں، "آزاد کھیل" اور "مرکز" دونوں کو
غیر مخالفت کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ دونوں فعالیت اور منظم
کرنے والے اصول ہیں۔

اگرچہ اس طرح ساخت مرکز پر انحصار کرتی ہے، مرکز خود مستحکم اور "ساختیت سے بچ جاتا ہے،" کیونکہ یہ ساخت کے دیگر عناصر کے تبدیلی کے دائرے سے باہر ہے۔ لہٰذا مرکز، الٹا، ساخت سے باہرٰ، اور ایک مرکوز ساخت کا تصور صرف "متضاد طور پر ہم آہنگ" ہے۔ جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ ایک "پراعتماد یقین" کی خواہش ہے جو کسی بھی کھیل کی تباہ کن یا خطرناک پہنچ سے پرے ہے جو ساخت کو متاثر کر سکتی ہے۔ مرکز، جو ساخت کو استحکام، اتحاد اور اختتام فراہم کرتا ہے، ایک "اصل" یا "مقصد" کے طور پر تصور کیا جا سکتا ہے، جو ایک "مکمل موجودگی" کے تصور کو تحریک دیتا ہے (جیسے لوگوس) جو اس طرح کے استحکام اور اختتام کی ضمانت دے سکتا ہے۔

دریدا کہتے ہیں کہ مرکز کے اس طرح کے خاتمے کا آغاز نطشے، فرائیڈ اور ہیڈیگر سے ہوتا ہے، لیکن وہ بھی ایک قسم کے منفرد دائرے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مثلاً، نطشے نے خدا اور عیسائیت کی موت کی پیشگوئی کی۔ اس نے کہا کہ خدا یا کوئی بھی حتمی حوالہ نقطہ واقعی "مر جاتا ہے" (جدید دنیا کے لیے مرکوز نہیں رہتا)۔ فرائیڈ نے شعور کی اور انسانی موضوع کی خودی کی تنقید میں مشغول کیا۔

لفظ "ردتشکیل" دریدا کی جانب سے فلسفی مارٹن ہیڈیگر کے "تباہ کن" تجزیہ کے تصور کے جواب میں بنایا گیا تھا۔ ہیڈیگر نے موجودگی اور وقت کے روایتی مابعدالطبیعات کا دوبارہ جائزہ لیا۔ ان میں سے ہر ایک مفکر کی گفتگو نے کچھ مرکزی تصورات اور زمروں کو سوالیہ نشان بنا دیا جو افلاطون اور ارسطو کے بعد سے مغربی سوچ پر حاوی رہے ہیں۔ دریدا سوسیریائی لسانیات سے ایک سیٹ بائنری اپوزیشن ۔ بائنری تضادات (جیسے فطرت/ثقافت، خام/پکا وغیرہ) کو مغربی مابعدالطبیعات کے دعووں پر چیلنج کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ دریدا کا ماننا ہے کہ زبان ایک نشانوں کا نظام ہے اور زبان اور حقیقت کے درمیان رشتہ ایک سیٹ کے نشانوں اور متعلقہ نشان شدہ کے درمیان رشتے کے طور پر لیا جاتا ہے۔

دریدا مغرب کی اس بات پر تبصرہ کرتے ہیں کہ مغرب کی کوئی حتمی اتھارٹی، جوہر اور معنی کی آخری منزل کی خواہش ہے جو "ماورائی نشان" ہے۔ یہ ماورائی نشان لوگوس ہے جہاں سے تمام سچائی کی ابتدا ہوتی ہے، موجود رہتی ہے اور جو ناقابل تحلیل اور ناقابل سوال ہے۔

خدا کی تفہیم لوگوس کی خود موجودگی کا دوسرا نام ہے۔ لوگوس لا
محدود اور خود موجود ہو سکتا ہے اور یہ اپنے آپ سے باہر سے کوئی
نشان دینے والا ادھار نہیں لیتا جو کہ اسے متاثر کرے اور اسے ایک ہی
وقت میں متاثر کرے۔

دریدا نے دعویٰ کیا کہ مغربی روایت نے زبان کی لامتناہی زندگی کو دبا
کر اور کچھ سوچ کو کنارے پر ڈال کر معنی کو دبا دیا۔ اس طرح،
ردتشکیل خود اپنی ردتشکیل کرتی ہے، ایک خود متضاد کوشش میں، یہ
چیزوں کو ویسا ہی چھوڑ دیتی ہے جیسی وہ تھیں، واحد فرق یہ ہے کہ
زبان کے کھیل کے اندرونی شعور کی توسیع کی گئی ہے۔ دریدا
مابعدالطبیعات، لسانیات اور ساختیات کو ایک زمرے میں جمع کرتے ہیں۔

تحریر کے نئے تصور کو دریدا نے تین پیچیدہ الفاظ میں پیش کیا ہے:
"فرق"، "نشان" اور "آرکی رائٹنگ۔" فرق کے دو پہلو ہیں: مختلف اور
ملتوی کرنا۔ دریدا کے مطابق، ہر نشان دو افعال انجام دیتا ہے: مختلف
کرنا اور ملتوی کرنا، نشان دینے والے اور نشان شدہ کے ذریعے نہیں۔

کوئی نشان مناسب نہیں ہے اور اس لیے ہر نشان "مٹانے کے تحت" لکھا گیا ہے، "سوس ریپچر"، ایک اصطلاح جسے دریدا نے "نشان کی نااہلیت" کو بیان کرنے کے لیے بنایا۔ زبان کی نوعیت جو لسانی نشانوں کے درمیان اختلافات کے ذریعے معنی کو منتقل کرتی ہے اور جہاں موجود نشان کو غیر حاضر نشانات کے نشانات سے نشان زد کیا جاتا ہے، کسی بھی چیز کو حتمی طور پر کہنے کی امکان کو مسترد کرتی ہے۔

ردتشکیل زبان کے افسانے کو اس کے مابعدالطبیعاتی بنیاد کو بے نقاب کر کے توڑنے کی کوشش کرتی ہے۔ دریدا کے تحریر کے تصور پر تبصرہ کرتے ہوئے، گایتری سپیوک کا کہنا ہے کہ یہ "کچھ ایسا ہے جو اپنے اندر مستقل دوسری چیز کا نشان لے جاتا ہے؛ نفسیاتی ڈھانچے، نشان کا ڈھانچہ۔" اس ساخت کو دریدا تحریر کا نام دیتے ہیں۔

دریدا کی مغربی نظریہ علم کی ردتشکیلی تنقید، جس طریقے سے مغربی دنیا کو جانتی ہے، اس نے انہیں مغربی ثقافت کے کئی اداروں کک رد تشکیل کرنے پر مجبور کیا۔ ان کے عمومی نظریات اور مخصوص

تبصروں سے تین ایسے مسائل اخذ کیے جا سکتے ہیں جن کا براہ راست تعلق ادبی نظریے اور تنقید سے ہے: متنییت، عدم فیصلہ، اور حکمت عملی۔

دریدا کا ماننا ہے کہ ادب صرف نشانوں کا ایک آزاد کھیل ہے جس کا کوئی مرکز نہیں ہوتا۔ ان کی تخریب کا نظریہ زبان کو روایتی مغربی تصور سے آزاد کرنے کا مقصد رکھتا ہے، جو کہ متن کے ساتھ نمٹنے کے طریقوں کے ساتھ ہے۔ اسی حوالے سے، دریدا "تخریبی" کو تشریح کی تعدد کی جگہ پر ایک متبادل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ دریدا کے الفاظ میں:

اس طرح، تشریح کی دو تشریحات ہیں، ساخت کی، نشان کی، آزاد" کھیل کی۔ ایک ایسی تشریح جو نشان کے حکم سے آزاد ہے، اور جلاوطنی کی طرح تشریح کی ضرورت کو جیتی ہے۔ دوسری آزاد کھیل کو قبول کرتی ہے اور انسانیت اور انسانیت سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہے، نام انسان اس ہستی کا نام ہے جو مابعدالطبیعات کی تاریخ یا

انٹو-تھیولوجی کی تاریخ کے دوران - دوسرے لفظوں میں، تسلی بخش بنیاد، کھیل کا آغاز اور اختتام کے ذریعے - وہ اس دوسری تشریح کی "تفسیر ہے جو کہ نطشے نے ہمیں دکھائی۔

دریدا کے مطابق، ایک لفظ اور دوسرے کے درمیان جو فرق ہوتا ہے، مصنف کبھی بھی اپنے معنی کو درست اور صحیح طور پر بیان نہیں کر سکتا۔ اسے ہمیشہ اس سے زیادہ اور کچھ مختلف کہنا چاہیے جو وہ لکھائی کے ذریعے ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں، درتشکیلی مطالعہ ہمیشہ ایک مخصوص نتائج کے ساتھ شروع ہوتے ہیں، مطالعے کے نتائج کے بارے میں کسی بھی طرح کی معلق پن کے بغیر اس کے مبینہ نقصانات کے باوجود، ردتشکیل کی قدر ایک اصلاحی کے طور پر ہو سکتی ہے، کیونکہ اس کے کچھ احتیاطی تدابیر دیگر تفسیری نقطہ نظر میں شامل ہو جاتی ہیں۔

دریدا کے فلسفے کی تفہیم میں معاون اصطلاحات کا تعارف

فرانسیسی نژاد ژاک دریدا، جو 1930 میں پیدا ہوئے، بیسویں صدی کے آخری 25 سالوں میں سب سے زیادہ اثر و رسوخ رکھنے والے فلسفی مانے جاتے ہیں- وہ 2004ء میں گزرگئے۔ انہوں نے 1966ء میں اپنے مضامین کی کتاب شایع کی اور پھر 1976ء میں انھوں نے 'آف گراماٹولوجی' کے عنوان سے ایک کتاب شایع کی- اس کتاب میں انہوں نے کسی بھی زبان کے مطالعے کے بارے میں یہ نظریہ پیش کیا کہ ہم اس زبان کا استعمال صرف اسی وقت کرسکتے ہیں جب ہم اس کے لسانی نظام کو کسی حد تک ہمیں کنٹرول کرنے کی اجازت دیں۔ اس نے اپنے پڑھنے والوں کو یہ مشورہ بھی دیا کہ فلسفیانہ ، ادبی اور لسانی متون کو کیسے پڑھا جائے۔ دریدا متن کی تحریر اور اس کی قرات کے درمیان ایک خاص طرح کی ملی بھگت نشاندہی کرتا ہے اور اس ملی بھگت کے سبب ایک متن کی قرآت اسے متن بننے یا بنانے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ سادہ لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دریدا کے نزدیک کوئی تحریر 'متن' بنتی یا اسے ؛متن؛ بننا اس وقت پڑتا ہے جب قاری اسے پڑھتا ہے۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تحریر اور انسانی ابلاغ میں جو گٹھ بندھن ہوتا ہے اس میں 'غلط فہمی' کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ یہاں

مجھے کچھ فلسفیانہ تصورات و اصطلاحات کی تشریح کرنی ہے جو دریدا کے فلسفہ تنقید کی سمجھ بوجھ میں معاون ثابت ہوگی-

موجودگی

'Presence'

دریدا کے فلسفہ میں "موجودگی" کا تصور روایتی مغربی مابعد الطبیعات کی تنقید اور ڈی کنسٹرکشن کی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دریدا کی موجودگی کی جستجو بنیادی طور پر اس بات سے متعلق ہے کہ معنی کیسے تشکیل پاتے ہیں اور سمجھے جاتے ہیں، اور یہ اس خیال کو چیلنج کرتی ہے کہ معنی مکمل طور پر موجود، فوری اور خود واضح ہو سکتے ہیں۔ موجودگی کے تصور کو سمجھنے کے لیے دریدا کے ہاں مستعمل ہونے والی کچھ اور اصطلاحوں کے مفاہیم کا جاننا بھی ضروری ہے۔ دریدا مغربی فلسفہ میں 'لوگوسینٹرازم' اور 'فونوسینٹرازم" کی روایت کو تنقید کا نشانہ بناتا ہے جو 'لوگوسۂ لفظ، عقل یا اصول کو سچائی اور معنی کی بنیاد مانتی ہے۔ دریدا کا خیال یہ

ہے کہ فونو سینٹرازم کی روایت کے تحت تقریر یا بولے گئے الفاظ کو تحریر یا لکھے گئے لفظوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ تقریر معنی تک براہ راست رسائی فراہم کرتی ہے، اسے یہاں اور ابھی میں موجود بناتی ہے۔ تقریر کی اس ترجیح کا تعلق موجودگی کے تصور سے ہے، جہاں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ معنی بولنے والے کے ذہن میں مکمل طور پر موجود ہوتے ہیں اور تقریر کے ذریعے فوری طور پر منتقل ہو جاتے ہیں۔ دریدا کا خیال یہ ہے کہ مغربی فلسفہ میں جو لوگوسینٹرازم اور فونو سینٹر ازم پر بنیاد رکھنے والی 'سچائی یا معانی کی موجودگی ' کے تصور پر یقین رکھتے ہیں ان کے خیال میں معنی، سچائی، اور وجود مکمل طور پر قابل رسائی ہیں اور مکمل طور پر موجود ہو سکتے ہیں۔ وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ تصور مغربی فکر کی ایک بڑی حد تک اساس ہے، جو مطلق بنیادوں، جوہروں، اور مقررہ اور متعین معنی کی تلاش کی طرف لے جاتی ہے۔ وہ اسے 'موجودگی کی مابعدالطبعیات' قرار دیتا ہے۔

دریدا کے ہاں 'موجودگی کی مابعداالطبعیات' کا مطلب ہے کچھ حقائق یا معانی کو بلاواسطہ طور پر مکمل طور پر سمجھا جا سکتا ہے، جو اپنی زات میں آپ واضح اور اپنے معانی میں خود کفیل ہیں- یہ نقطہ نظر مغربی فلسفہ پر افلاطون کے زمانے سے حاوی رہا ہے اور ارسطو،

ڈیکارٹ، کانٹ، اور ہیسرل جیسے مفکرین پر اثر انداز ہوا ہے۔ افلاطون کی فلسفے میں مثالی اشکال کی دنیا کو حقیقی حقیقت اور سچائی کا منبع تصور کیا جاتا ہے، جسے عقل کے ذریعے براہ راست سمجھا جا سکتا ہے، جو موجودگی کی مثال ہے۔ ڈیکارٹ کے صاف اور واضح خیالات، جو کہ 'سوچنے والے انسان' کو سچائی کی مکمل موجودگی فراہم کرتے ہیں، مابعدالطبیعاتِ حضور کی مثال ہیں۔ اسے کارتیسی عقلیت بھی کہتے ہیں۔ یسرل کی فنومنولوجی/ مظہریات تجربات کو شعور کے سامنے پیش کرتی ہے، جو موجودگی کی ایک شکل کو ظاہر کرتی ہے۔ دریدا ان سب کو 'موجودگیٔ کا مابعدالطبعیاتی تصور قرار دیتا ہے – سب سے پہلے وہ یہ کہتا ہے کہ مغربی روایات فلسفے میں 'سچائی یا معنی' تک جو براہ راست رسائی کا تصور ہے کہ اس تک براہ راست پہنچا جاسکتا ہے یہ ایک فریب ہے کیونکہ یہ زبان اور نشان / سائن کے ایک میڈیم اور ایک واسطے ہونے کے کردار کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

différance

فرق و موخر/التوا کے تصور کو متعارف کرواتے ہیں، جو فرانسیسی لفظ

différance

کے اندر موجود ہیں اور

Difference

فرق

اور

Deferral

موخر/التوا

دونوں معنی دیتا ہے۔

Language and Mediation

زبان اور وساطت

دریدا کے نزدیک زبان فطری طور پر فرق اور موخر دونوں معنی رکھتی ہے اور معانی فوری طور پر موجود نہیں ہوجاتے بلکہ وہ ہمیشہ نشانات/ سائن اور سیاق و سباق کے واسطے یا میڈیم سے سامنے آتے ہیں- گویا اس کے نزدیک معانی کی موجودگی فرق اور موخر کا کھیل ہے اور اس فرق و موخر کے کھیل میں یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ معانی کئی ایک فرق کے باہمی تعامل / انٹریکشن سے کیسے جنم لیتے ہیں ۔ گویا معنی کبھی بھی مکمل طور پر موجود نہیں ہوتے اور یہ نشان در نشان کی گری ہوتی ہے جہاں یہ ہمیشہ موخر ہوتے رہتے ہیں اور ہر اصطلاح کو اس کے دوسرے الفاظ کے فرق سے ہی معنی ملتا ہے ۔ فرق و موخر کا زبان میں فطری طور پر موجود ہونا معنی کی مطلق موجودگی کے تصور کو کمزور کر دیتا ہے۔ دریدا یہ دکھانے کی کوشش کرتا ہے کہ معنی کیسے ہمیشہ حرکت میں رہتے ہیں اور انہیں کسی ایک متعین و مقرر اور جامد نشان تک محدود نہیں کیا جا سکتا- اور وہ معنی کو غیر متحرک، جامد اور مطلق ، جوہر کے طور پر پیش کرنے کو 'موجودگی کی مابعدالطبعیات' قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مغربی روایات فلسفہ نے کچھ خاص خیالات، اشیاء یا سچائیوں کے بارے میں یہ خیال پیش کیا کہ ان کسی تعبیری یا سیاق و سباق کے واسطے یا میڈیم سے گوارے بغیر

شعور میں لایا جاسکتا ہے۔ تب وہ 'موجودگی' کے تصور کو ایک عقیدہ
میں بدل گئی اور وہ فلسفہ جو مطابعد الطبعیات کو رد کرنے نکلے تھے
وہ خود سچائی ، معنی ، حقیقت اور وجود کی موجودگی کے
مابعدالطبعیاتی عقیدہ میں پھنس کر رہ گئے۔

تحریر اور نشان

(Writing and Sign)

دریدا تقریر کی تحریر پر ترجیح کو چیلنج کرتے ہیں، یہ تجویز کرتے ہوئے
کہ تحریر ثانوی یا ماخوذ نہیں بلکہ اس بات کی بنیاد ہے کہ کیسے معنی
تشکیل پاتے ہیں۔ وہ نشان کے تصور کو متعارف کرواتے ہیں، جو
موجودگی میں موجود کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ ہر نشان میں دوسرے
نشانات کی موجودگی ہوتی ہے، یہ اشارے دیتے ہوئے کہ معنی ہمیشہ
محتاج اور باہمی مربوط ہوتے ہیں۔ نشان یہ ظاہر کرتا ہے کہ موجودگی
ہمیشہ غیر موجودگی سے متاثر ہوتی ہے، اور معنی کو نہ تو الگ کیا جا
سکتا ہے اور نہ ہی خالص بنایا جا سکتا ہے۔

رد تشکیل

(Deconstruction)

ردتشکیل دریدا کا متنوں اور فلسفیانہ تصورات کی بنیادی مفروضات کا تجزیہ اور انکشاف کرنے کا طریقہ ہے، خاص طور پر وہ جو موجودگی کے تصورات پر انحصار کرتے ہیں۔

ان تصورات کو ڈی کنسٹرکٹ کرکے، دریدا یہ دکھاتے ہیں کہ وہ اتنے مستحکم یا خود واضح نہیں ہیں جتنے کہ وہ نظر آتے ہیں۔ فلسفہ اور متون کے لیے نتائج دریدا کی موجودگی کی تنقید متنوں، زبان، اور فلسفہ کو سمجھنے کے لیے اہم نتائج رکھتی ہے۔ یہ اس خیال کو چیلنج کرتی ہے کہ متنوں کی ایک ہی، مستند تشریح ہوتی ہے یا کہ فلسفیانہ تصورات کے واضح، غیر مبہم معنی ہوتے ہیں۔ اس کے بجائے، دریدا کا نقطہ نظر قارئین کو زبان اور فکر میں موجود پیچیدگیوں اور ابہامات کو تلاش کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

مجموعی طور پر، دریدا کا موجودگی کا فلسفہ اس روایتی نقطہ نظر کو متاثر کرتا ہے کہ معنی براہ راست قابل رسائی اور مستحکم ہیں،

اس کے بجائے معنی سازی کی متحرک اور تعلقاتی نوعیت کو اجاگر کرتا ہے۔ ان کا کام اس بات پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے کہ ہم تصورات، متون، اور تشریح کے عمل کو کیسے سمجھتے ہیں۔

دریدا کی اولین مغربی فلسفے کی روایت سے لیکر فلسفے ساختیات کی روایت تک میں جو 'معانی کی موجودگی ' کا تصور ہے اس پر تنقید کی سب سے بڑی بنیاد اس تصور کے تحت 'سچائی' یا معنی تک فوری رسائی کا تصور ہے وہ بذات خود 'مابعدالطبعیاتی' تصور ہے۔ دریدا کے ہاں سچ یا معنی تک فوری رسائی ایک التباس، فریب کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور اس کی دلیل دریدا کے نزدیک یہ ہے کہ ایسا تصور 'زبان ' اور 'نشانات' کے درمیان جو ربط اور واسطے ہوتا ہے یہ اسے نظر انداز کر دیتی ہے۔ (یہاں میں نے ربط اور وساطت کو انگریزی کی اصطلاح 'میڈیئشین' کے مقابلے میں اختیار کیا ہے-)

دریدا کی مغربی فلسفے کی روایت پر تنقید کے تصورات میں 'بائنری اپوزیشنز ' پر تنقید(ثنوی مخالفات کا تصور) بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ بائنری مخالفات اصل میں متضاد تصورات کی ثنویت ہے جہاں ایک اصطلاح دوسری اصطلاح پر فوقیت پا جاتی ہے۔ دریدا کا خیال ہے کہ

متضاد تصورات کی ثنویت/ بائنری میں ایک اصطلاح کا دوسری اصطلاح پر فوقیت پا جانا دراصل 'سچائی یا معنی' کی موجودگی کی مابعد الطبعیات کے سبب ہے جو سچائی یا معنی کی فوری اہمیت اور موجودگی پر زور دیتا ہے۔ جس کے سبب ایک اصطلاح کو اس کے متضاد یا مدمقابل اصطلاح پر فوقیت مل جاتی ہے۔ مخالف تصورات کی ثنویت کے ہوتے ہوئے سچ / معنی کی موجودگی کی مابعدالطبعیات تقریر کو تحریر پر فوقیت دیتی ہے۔ تحریر سے تقریر کو فوری اور مستند سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ تقریر براہ راست مقرر سے وابستہ ہے۔ جبکہ تحریر کو تقریر کا نمآغندہ سمجھ کر اسے ثانوی درجہ دیا جاتا ہے۔

بائنری مخالفات کا تصور ساختیاتی اور مابعد ساختیاتی نظریات کا ایک بنیادی خیال ہے، خاص طور پر فلسفی جیکس دریدا کے کام میں۔ بائنری مخالفات سے مراد متضاد تصورات کے جوڑے ہیں، جہاں عام طور پر ایک اصطلاح کو دوسری پر فوقیت دی جاتی ہے۔ موجودگی کی مابعد الطبیعیات ایک فلسفیانہ خیال ہے جو فوری اور براہ راست موجودگی کو اہمیت دیتا ہے، جس کی وجہ سے اکثر ایک اصطلاح کو اس کے مخالف پر ترجیح دی جاتی ہے۔ 'موجودگی' حقیقی اور ٹھوس مانا جاتا ہے جبکہ

اس کے متضاد عدم موجودگی کو اکثر کمی یا فقدان کے طور پر لیا جاتا ہے۔

دریدا کا تفکیری عمل ان درجہ بندیوں کو چیلنج کرتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ بظاہر ثانوی اصطلاحات کو اہم اصطلاحات کے معنی میں لازمی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، تحریر تقریر کو متاثر کرسکتی ہے اور تشکیل دے سکتی ہے، اور عدم موجودگی کی وضاحت کر سکتی ہے۔ ایک اصطلاح کو دوسری پر فوقیت دینے پر سوال اٹھا کر، تفکیری عمل ان بائنری مخالفات کی عدم استحکام اور باہمی انحصار کو بے نقاب کرتا ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معنی کیسے بتدریج تعمیر ہوتے ہیں نہ کہ وہ فطری طور پر موجود ہوتے ہیں- یہ عمل روایتی بائنری کی حدود سے باہر نئی تفاسیر اورسوجھ بوجھ کی راہیں کھولتا ہے۔

ٹریس/ کھوج

(Trace)

ٹریس/کھوج کا تصور یہ ہے کہ معنی کے عناصر ہمیشہ دوسرے معانی کی عدم موجودگی سے نشان زد ہوتے ہیں۔ ہر نشان یا تصور میں دوسرے نشانات یا تصورات کی کھوج ملتی ہے، جو ظاہر کرتی ہے کہ موجودگی ہمیشہ عدم موجودگی کے سائے میں ہوتی ہے۔

سپلیمنٹ / مکمل کرنے والا

(Supplement)

دریدا کے خیالات میں، سپلیمنٹ/ مکمل کرنے والا وہ عنصر ہے جو کسی چیز کو مکمل یا بہتر بناتا ہے لیکن مکمل ہونے یا کل ہونے کے تصور کو بھی چیلنج کرتا ہے۔ سپلیمنٹ اس چیز کی بنیادی عدم تکمیل اور عدم استحکام کو ظاہر کرتا ہے جسے اسے مکمل کرنا ہے۔

موجودگی و عدم موجودگی

(Presence and Absence)

دریدا مغربی مابعدالطبیعیاتی فکر کی موجودگی پر توجہ مرکوز کرنے پر تنقید کرتے ہیں، یہ تصور کہ حقیقت یا معنی برائے راست قابل رسائی اور مکمل طور پر موجود ہیں۔ وہ استدلال کرتے ہیں کہ عدم موجودگی معنی کی تعمیر میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے، کیونکہ جو کچھ نہیں کہا گیا یا دکھایا گیا وہ اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ جو کچھ کہا یا دکھایا گیا ہے۔

مابعد الطبعیات کی موجودگی

(Metaphysics of Presence)

یہ اصطلاح اس فلسفیانہ روایت کو ظاہر کرتی ہے جو موجودگی کو معنی اور حقیقت کی بنیاد کے طور پر ترجیح دیتی ہے۔ دریدا کا کام اس روایت کو چیلنج کرتا ہے، یہ استدلال کرتے ہوئے کہ عدم موجودگی، فرق و موخر/ التوا بھی اتنے ہی اہم ہیں۔

بین المتنی تعلقات

(Intertextuality)

دریدا کے کام میں بین المتنی تعلقات کا مطلب یہ ہے کہ متون تنہائی کی حالت میں موجود نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ دوسرے متون کے ساتھ جڑے اور متاثر ہوتے ہیں۔ معنی ان تعلقات کے ذریعے پیدا ہوتے ہیں، جو کبھی مستحکم یا منفرد نہیں ہوتے۔

اپوریا

(Aporia)

اپوریا ایک متنی بند گلی یا تضاد ہے جو معنی اور فہم کی حدود کو ظاہر کرتی ہے۔ دریدا اکثر اپوریاز کو اجاگر کرتے ہیں تاکہ فلسفیانہ اور ادبی متون میں موجود اندرونی تضادات کو ظاہر کیا جا سکے۔

لفظ اپوریا قدیم یونانی لفظ

ἀπορία

سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب ہے "مشکل"، "حیرانی"، یا "بند گلی"۔ یہ لفظ دو حصوں سے مل کر بنا ہے۔

ἀ- (a-)

جس کا مطلب ہے "بغیر"، اور ،

πόρος

جس کا مطلب ہے "راستہ" یا "گزرگاہ"۔ اس طرح اپوریا کا مطلب ہے "بغیر راستہ" یا "بغیر حل""

فلسفہ میں، خاص طور پر افلاطون کے مکالمات میں، اپوریا ایک ایسی حالت کی نشاندہی کرتی ہے جہاں بات چیت کرنے والے تضادات یا متضاد حالات کا سامنا کرتے ہیں، جو ان کی اپنی جہالت کا احساس دلانے کے لیے اہم ہے۔ یہ کنفیوزن علم کی جستجو میں ایک اہم مرحلہ ہے کیونکہ یہ گہری تحقیقات اور غور و فکر کو فروغ دیتا ہے۔ بلاغت میں، اپوریا کا مطلب ہے ایک بولنے والے کی طرف سے شک یا غیر یقینی کی کیفیت کا اظہار کرنا۔ یہ اکثر سامعین کو متاثر کرنے یا سوچنے پر مجبور کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

ژاک دریدا کے تناظر میں، اپوریا ایسے مقامات کو ظاہر کرتا ہے جہاں متن میں معنی فیصلہ کن یا متضاد بن جاتے ہیں، ان کے اندرونی تناؤ کو ظاہر کرتے ہیں۔ ڈریڈا اپوریا کو استعمال کرتے ہیں تاکہ دکھا سکیں کہ

کس طرح متن خود کو اندرونی تضادات کے ذریعے ختم کر دیتا ہے۔ اپوریا زبان اور معنی میں پیچیدگیوں اور غیر مستحکمیوں کو ظاہر کرتا ہے، جو روایتی مطلق سچائی یا یقین کی تلاش کو چیلنج کرتا ہے۔

مثالوں میں اخلاقی مسائل اور فلسفیانہ تضادات شامل ہیں، جیسے کہ "ٹراما کی مشکل" یا "جھوٹے کی مشکل"۔ یہ سب اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ بعض اوقات منطقی سوچ ہمیں غیر متوقع یا مشکل حالات تک پہنچا سکتی ہے۔

اپوریا فلسفے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے، خیالات کے تنقیدی جائزے اور مزید گہرائی میں غور و فکر کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ یہ زبان اور خیالات میں موجود پیچیدگیوں اور تضادات کو تسلیم کرتے ہوئے جاری مکالمے اور تفکر کی دعوت دیتی ہے، بجائے اس کے کہ حتمی جوابات کی تلاش کی جائے۔

تحریر اور متن

(Writing and the Text)

دریدا کے لیے، تحریر محض تقریر کی نمائندگی نہیں بلکہ زبان کا ایک بنیادی جزو ہے جو تقریر پر تحریر کی درجہ بندی کو بگاڑتی ہے۔ متن کو ایک جامد ہستی کے بجائے معنی کے متحرک اور پیچیدہ جال کے طور پر دیکھا جاتا ہے

انگریزی مترجم کے نوٹس

"La Structure, le signe et le jeu dans le discours des sciences humaines"

یہ مضمون انسانی علوم کے کلام میں ساخت، نشان، اور کھیل کے : موضوع پر ہے۔ اس میں لفظ

"jeu"

کو مختلف معنی میں ترجمہ کیا گیا ہے جیسے

"play"

(کھیل)،

"interplay"

(باہمی کھیل)،

"game"

(گیم)، اور

"stake"

(حصہ)،

علاوہ ازیں

"freeplay"

کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس مضمون کے تمام فٹ (آزاد کھیل)
نوٹس مترجم کے اضافے ہیں۔

Interdite

اس کا مطلب "ممنوع"، "پریشان"، "الجھن میں ڈالنا"، یا "خاموش" :
ہے۔

نقل:

"qui nalt toujours d'une certaine maniere d'etre implique dans le jeu, d'etre pris au jeu, d'etre comme etre d'entrée de jeu dans le jeu"

یہ حوالہ ایک خاص طریقے سے کھیل میں شامل ہونے، کھیل میں پکڑے :
جانے، یا کھیل میں داخلے کی حالت میں ہونے کی بات کرتا ہے۔

Le cru et le cuit:

یہ کتاب کلود لیوی-لیوی سٹراس کی تحریر ہے، جو 1964 میں شائع ہوئی۔

Les structures elementaires de la parente:

یہ کلود لیوی-لیوی سٹراس کی ایک اور مشہور کتاب ہے، جو 1949 میں شائع ہوئی۔

La pensee sauvage:

یہ کتاب بھی کلود لیوی-لیوی سٹراس کی تحریر ہے، جو 1962 میں شائع ہوئی۔

Bricoleur:

اس کا مطلب ہے ایک ایسا شخص جو مختلف چھوٹی چھوٹی چیزوں کے ساتھ کام کرتا ہے، جیسے کسی چیز کو مختلف ٹکڑوں سے جوڑ کر بنانا۔

G. Genette, Figures:

یہ کتاب جیرارڈ جینیٹ کی تحریر ہے، جو 1966 میں شائع ہوئی۔

نکتہ: اس لفظ کا مطلب انگریزی اور فرانسیسی دونوں زبانوں میں "کمی کو پورا کرنا" اور "کچھ اضافی فراہم کرنا" ہوتا ہے۔

"ce signe s'ajoute, vient en sus, en supplement":

اس کا مطلب ہے کہ یہ نشان خود کو شامل کرتا ہے، اضافی طور پر آتا ہے، یا ضمیمہ کے طور پر آتا ہے۔

"Introduction a l'oeuvre de Marcel Mauss":

یہ مضمون مارسل موس کے کام کے تعارف کے طور پر لکھا گیا، جو

"Sociologie et anthropologie"

میں شامل ہے۔

Presumably: G. Charbonnier, Entretiens avec Claude Lévi-Strauss:

یہ کتاب جارج چاربونیر کی تحریر ہے، جس میں کلود لیوی-لیوی سٹراس کے ساتھ انٹرویوز شامل ہیں، جو 1961 میں شائع ہوئی۔

Race and History:

یہ کتاب کلود لیوی-لیوی سٹراس کی تحریر ہے، جو 1958 میں

UNESCO

کی اشاعت کے طور پر شائع ہوئی ہے

"l'unite d'un devenir, comme tradition de la verite dans la presence et la presence a soi, vers ls savoir dans la conscience de soi":

یہ حوالہ ایک ہونے کی وحدت کی طرف اشارہ کرتا ہے، جیسے سچائی کی روایت موجودگی اور خود موجودگی میں، خود شعور میں علم کی طرف۔

"de la presence e soi dans la parole":

اس کا مطلب ہے خود موجودگی میں موجودگی کی بات۔

"Tournee vers la presence, perdue ou impossible, de l'origine absente, cette thematique structuraliste de l'immediatete rompue est donc la face triste, negative, nostalgique, coupable, rousseauiste, de la pense du jeu dont l'affirmation nietzscheenne, l'affirmation joyeuse du jeu du monde et de l'innocence du devenir, l'affirmation d'un monde de signes sans faute, sans verite, sans origine, offert A une interpretation active, serait l'sutre face. Cette affirmation determine alors le non-centre autrement que comme perte du centre. Et elle joue sans securite. Car il y a un jeu stir: celui qui se limite a la substitution de pieces donnees et existantes, presenes. Dans le hasard absolu, l'affirmation se livre aussi a l'indetermination genetique, a l'aventure seminale de Is trace":

اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل کی عدم موجودگی کی طرف مڑنا، جو کھوئی یا ناممکن موجودگی ہے، اس موضوعیاتی سوچ کا اداس، منفی، یادگار، روسوائی پہلو ہے، جبکہ نطشے کا نظریہ، دنیا کے آزاد کھیل کی خوشی کا اعلان، اور بغیر سچائی، بغیر اصل، فعال تشریح کے لیے پیش

کیا گیا، اس کا دوسرا پہلو ہے۔ یہ اعلان پھر مرکز کی عدم موجودگی کو مرکز کے نقصان کے طور پر متعین نہیں کرتا۔ اور یہ کھیل کو بغیر حفاظت کے کھیلتا ہے۔ کیونکہ ایک یقینی آزاد کھیل ہے: جو دیے گئے اور موجود، موجودہ، حصوں کی تبدیلی تک محدود ہوتا ہے۔ مطلق امکان میں، اعلان خود کو جینیاتی بے قاعدگی کے حوالے بھی کر دیتا ہے، نشان کے بیجانی مہم کو۔

نقل: "From differer, in the sense of “to postpone,” “put off,” “defer.” Elsewhere Derrida uses the word as a synonym for the German Aufschub: “postponement,” and relates it to the central Freudian concepts of Verspa tung, Nachtraglichkeit, and to the “detours to death” of Beyond the Pleasure Principle by Sigmund Freud (Standard Edition, ed. James Strachey, vol. XIX, London, 1961), Chap":

اس کا مطلب ہے کہ

"differer"

کا مطلب "ملتوی کرنا"، "موخر کرنا"، یا "تاخیر کرنا" ہے۔ دریدا اسے جرمن لفظ

"Aufschub"

کے مترادف کے طور پر استعمال کرتے ہیں: "تاخیر"، اور اسے فرائڈ کے مرکزی تصورات سے جوڑتے ہیں، جیسے

Verspätung، Nachträglichkeit

اور

"Beyond the Pleasure Principle"

میں موت کے راستے۔

یہ نوٹس دریدا کے نظریات کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں، جہاں وہ ساخت، نشان، اور کھیل کے تصورات کو فلسفیانہ اور لسانی نقطہ نظر سے جانچتے ہیں۔ ان کے مطابق، معنی کی ساخت اور تشریح ہمیشہ تبدیل ہونے والی ہوتی ہے، اور مرکز کی عدم موجودگی کی وجہ سے

آزاد کھیل کی گنجائش پیدا ہوتی ہے، جو معانی کی تشکیل میں مختلف عناصر کو شامل کرنے کی اجازت دیتی ہے۔(انگریزی مترجم)